فنِ شاعری

اور

حسّان الہند

حدائقِ بخشش پر ایک منفرد تحقیقی دستاویز

علامہ عبدالستار ہمدانی مصروف برکاتی نوری

ی فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
، چھاگلہ اسٹریٹ، کھارادر، کراچی فون: 2436629

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل (رجسٹرڈ) کراچی

Marfat.com

Marfat.com

برکاتی فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

پہلی منزل، نیک محمد بلڈنگ، برکاتی چوک، چھاگلہ اسٹریٹ، کھارادر، کراچی

رابطہ ٹیلفون نمبر: 2436629

محترم و مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ'

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی عبقری اور ہمہ جہت شخصیت اب علماء اسلام اور اہل علم طبقہ میں محتاج تعارف نہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ علوم وفنون کا بحرِ بے کراں تھے، جدید وقدیم علوم میں سے کوئی دینی و دنیاوی علم وفن ایسا نہ تھا جس میں آپ کو دسترس حاصل نہ رہی ہو اور اس پر کوئی نہ کوئی تصنیف یادگار نہ چھوڑی ہو، اردو، ہندی، فارسی اور عربی شعروادب سے بھی گہرا شغف تھا، لیکن انہوں نے اپنی شاعری کو عشقِ مجازی میں ملوث ہونے نہ دیا بلکہ اسے عشقِ حقیقی کے ابلاغ اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے فروغ کا ذریعہ بنایا۔

زیرِ نظر کتاب **"فنِ شاعری اور حسان الہند"** میں علامہ مولانا عبدالستار ہمدانی مصروف نے **اعلیٰ حضرت** کے فنِ شاعری پر نہ صرف کمالِ دسترس کی جھلکیاں دکھائی ہیں بلکہ دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی اپنے زمانے کے فنِ شاعری اور نعت گوئی میں یکتائے روزگار اور استاذ الاساتذہ شخصیت تھے۔

Marfat.com

گزشتہ ایک صدی میں فنِ شاعری کے حوالے سے یہ نادرِروزگار تصنیف پہلی بار ہندوستان میں "مرکز اہلسنت برکاتِ رضا" پور بندر، گجرات، ھند، سے اولین اشاعت کے اعزاز کے ساتھ شائع ہوئی۔

81300

"برکاتی فاؤنڈیشن" کو الحمدللہ اس بات پر فخر ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور دیگر علمائے اہلسنت کی اہم کتب کی اشاعت کرتا چلا آرہا ہے اور علماء، طلباء اور اسکالرز کو خالصتہً للہِ علم حقیقی کے فروغ کی خاطر پہنچاتا رہا ہے۔
آپ کو زیرِ نظر کتاب کی پیشکش بھی ہمارے اسی مشن کی ایک کڑی ہے۔ **"فنِ شاعری اور حسان الھند"** ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے تعاون سے شائع کروا کے ہم آپکے ملاحظہ اور مطالعہ کے لیے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، امید ہے کہ آپ ہمیں اسکے مطالعہ کے بعد نفسِ موضوع پر اپنی قیمتی آراء اور تاثرات سے تحریری طور پر آگاہ فرمائیں گے۔

آپ کا مخلص

محمد عارف برکاتی، جنرل سیکریٹری

برکاتی فاؤنڈیشن ٹرسٹ

Marfat.com

برکاتی فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

پہلی منزل، نیک محمد بلڈنگ، برکاتی چوک، چھاگلہ اسٹریٹ، کھارادر، کراچی

رابطہ ٹیلیفون نمبر: 2436629

رکھا ہوا ہے ہم نے سرراہ یہ چراغ
تا کہ مسافروں کو نظر آئے راستہ

اس عالم گیتی میں بعض لمحات وساعات ایسی آتی ہیں جو عالم انسانیت کے لئے عظیم روشنی کا مینار بن کرامر ہوجاتی ہیں۔ایسی ہی چند ساعات میں اگر کسی ولی کامل کی خصوصی نظر عنایت شامل ہوجائے تو یقین جانئے دنیا و آخرت کی سرخروئی کا سامان حاصل ہوجاتا ہے۔ یہ تقریباً چھیالیس سال پہلے کی بات ہے کہ جب محترم حاجی عمر برکاتی صاحب کے دولت کدہ پر امام اہلسنت الشاہ محمد احمد رضا خان محدثِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر خانہ مارہرہ مطہرہ کے دو مہکتے پھول حضرت سید شاہ ابو القاسم محمد اسمٰعیل حسن قدس سرہ اور حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رحمتہ اللہ علیہ کے عظیم اسمائے گرامی سے منسوب خالصتاً مذہبی بنیاد پر قائم ''بزم قاسمی برکاتی'' کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔

آپ جانتے ہیں کسی بھی ادارے کے تسلسل اور استقامت کے ساتھ کام کرنے کے سفر میں جس ہمت اور حوصلے کے ساتھ پختگی ایمان کی ضرورت ہوتی ہے وہ عام انسانوں کے بس کی بات نہیں۔ یہ صرف مرشدِ کامل کا فیض ہی ہے کہ ہم آج تک اس بزم کے پرچم کو تھامے ہوئے ہیں۔ خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ شریف کے موجودہ **سجادہ نشین حضرت امین ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی صاحب** کے حکم کے تحت کام کو منظم، مربوط اور وسیع انداز میں انجام دینے کے لئے برکاتی فاؤنڈیشن ٹرسٹ کے نام سے ادارہ مئی 1998ء میں قائم کیا گیا ہے۔ ہم ذیل میں برکاتی فاؤنڈیشن ٹرسٹ کی چیدہ چیدہ سرگرمیوں کا تعارف آپ سے کروانے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

Marfat.com

برکاتی فائونڈیشن ٹرسٹ پاکستان کے مختلف شعبے:

(۱) شعبۂ تعلیم القرآن
(۲) شعبۂ درسِ نظامی
(۳) شعبۂ اقرأ اسکول
(۴) شعبۂ کمپیوٹر
(۵) شعبۂ ٹیچر ٹریننگ
(۶) شعبۂ امداد طلبہ
(۷) شعبۂ تخصص فی العلم
(۸) شعبۂ امداد غربا
(۹) سالانہ راشن اسکیم
(۱۰) شعبۂ سماجی بہبود
(۱۱) شعبۂ لائبریری
(۱۲) بچت بازار اسکیم
(۱۳) شعبۂ خدمتِ مزارات
(۱۴) شعبۂ تعمیر مساجد
(۱۵) شعبۂ قانونی امداد
(۱۶) برکاتی اسکاؤٹس
(۱۷) شعبۂ ہنگامی امداد
(۱۸) شعبۂ اصلاح جیل خانہ جات
(۱۹) شعبۂ تنظیم نگرانی
(۲۰) شعبۂ تقریبات
(۲۱) شعبۂ جہیز
(۲۲) قرضِ حسنہ
(۲۳) خود کفالت
(۲۴) شعبۂ صحت
(۲۵) شعبۂ کتب خانہ جات
(۲۶) شعبۂ پذیرائی
(۲۷) محفلِ ذکر وسلام

شعبۂ تعلیم کے حوالے سے مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہے۔

شعبۂ تعلیم القرآن مدرستہ البرکاتیہ: اس شعبے کے تحت ملک کے ممتاز علماء کرام کی سرپرستی میں ایک منظم اور مربوط نظام کے تحت پورے پاکستان میں تقریباً 474 مدارس تعلیم القرآن و مدارس حفظ القرآن قائم کئے گئے ہیں جس میں تقریباً 26000 طلباء ناظرہ قرآن اور تقریباً 4600 طلباء حفظ القرآن کی تعلیم جدید انداز میں ترتیب دیئے گئے برکاتی قاعدہ اور برکاتی نصاب اسلام کے ذریعے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جسے کمپیوٹرائز کنٹرولنگ سسٹم کے تحت مانیٹر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

تفصیلات:

نمبر شمار	علاقہ جات	مدارس	اساتذہ کرام	طلباء حفظ	طلباء ناظرہ	طلباء درس نظامی
01	کراچی	123	333	836	11342	174
02	صوبۂ سندھ	68	112	547	2759	-
03	صوبۂ پنجاب	45	73	1316	935	407
04	صوبۂ سرحد	89	138	1431	5008	242
05	صوبۂ بلوچستان	65	90	411	3085	
06	آزاد کشمیر	84	115	135	3085	313
07	متفرق	19	-	-	-	-
ٹوٹل		474	880	4676	26214	1136

شعبۂ درس نظامی: اس شعبہ کے تحت اسلامی نظام تعلیم کے ممتاز سسٹم درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے اور کئی مدارس میں 1100 طلباءِ علمِ دین کی پیاس بجھاتے ہیں۔ ان مدارس میں بھی علومِ دینیہ کے ساتھ جدید علوم کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور طلباء کو میٹرک سسٹم کے لئے بھی تیار کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی اُن کی رہائش، طعام اور ضرورت مند طلباء کے ضروری اخراجات میں بھی تعاون کیا جاتا ہے۔

شعبۂ اقرأ اسکول: اس شعبۂ کے تحت وطنِ عزیز کے نہایت ہی تجربہ کار ماہرینِ تعلیم کی رہنمائی میں البرکات اسلامک اکیڈمیز کے نام سے چھ ادارے قائم کر دیئے گئے ہیں۔ جہاں پر تقریباً 800 طلباء انگریزی میڈیم تعلیم کے ساتھ ساتھ حفظ القرآن کی دولت سے بھی مالا مال ہو رہے ہیں۔

شعبۂ کمپیوٹر: اس شعبہ کے تحت اوپر ذکر کئے گئے تمام دار العلوم، چند مدارس اور البرکات اسلامک اکیڈمیز میں کمپیوٹر کے مختلف کورسز کروائے جاتے ہیں۔

Marfat.com

شعبۂ ٹیچرز ٹریننگ: اس شعبہ کے تحت خصوصاً مدارس تعلیم القرآن میں تدریس دینے والے اساتذہ کو ناظرہ قرآن اور حفظ القرآن کی تدریس کے مختلف اسباق پڑھائے جاتے ہیں تاکہ مدرسین تعلیم القرآن بھی موجود معاشرہ میں رہنے والے طلباء کو بہترین انداز میں قرآن کی تعلیم دے سکیں۔

شعبۂ امداد طلبہ: اس شعبہ کے تحت اسکول وکالج اور مدارس عربیہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی ہر ممکن امداد کی جاتی ہے جس میں کتابیں، کاپیاں واسٹیشنری اور تعلیمی اداروں کی فیس کے اخراجات بھی ادا کر دیئے جاتے ہیں۔

شعبۂ تخصص فی العلم: اس شعبہ کے تحت فارغ التحصیل علمائے کرام، حفاظ اور قاری حضرات کو دنیا کے ممتاز تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے اسکالرشپ، آنے جانے کے اخراجات اور جیب خرچ بھی دیا جاتا ہے۔ اس شعبے کے تحت اب تک تقریباً 100 طلباء پاکستان، یمن، عراق، شام، مصر اور اسلامی دنیا کی ممتاز یونیورسٹیوں میں اپنے اپنے شعبے میں تخصص فی العلم کا اعزاز حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔

یہ تمام سرگرمیاں تحدیثِ نعمت کے طور پر تحریر ہیں اس سے ہمارا مدعا نمود ونمائش ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ تمام حضرات کی آگاہی کے لئے ہے تاکہ آپ کے تعاون و مزید مشوروں سے خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے فیضان سے جاری چشموں کے حصول میں انہیں مزید آسانی میسّر آجائے۔

دُعاؤں کے طالب

اراکینِ برکاتی فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

Marfat.com

5806

فنِ شاعری
اور
حسّان الہند

حدائقِ بخشش پر ایک منفرد تحقیقی دستاویز

علامہ عبدالستار ہمدانی مصروف برکاتی نوری

رجسٹرڈ
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی

Marfat.com

81300

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب .... فن شاعری اور حسان الہند

مصنف .... علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروف''

تصحیح .... گلِ گلزار برکاتیت حضرت سید آلِ رسول
حسنین میاں نظمی مارہروی، مدظلہ العالی

اشاعتِ اول .... ۲۰۰۳ء، ناشر؛ مرکزِ اہلسنّت برکات رضا پور بندر
(گجرات) ھند

اشاعتِ دوم .... ۲۰۰۴ء، ناشر؛ المختار پبلی کیشنز، 25 جاپان مینشن
رضا چوک، ریگل صدر، کراچی، فون: 7725150

باہتمام .... ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی

تعداد .... (۱۰۰۰) ایک ہزار

قیمت .... =/130 روپے

﴿مراکز ترسیل﴾

﴿۱﴾ المختار پبلی کیشنز: 25 جاپان مینشن، رضا چوک، ریگل صدر، کراچی (74400) فون: 7725150

﴿۲﴾ مکتبۂ رضویہ، گاڑی کھاتا، آرام باغ، کراچی۔ فون: 2627897

﴿۳﴾ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ فون: 4926110

﴿۴﴾ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ضیاء منزل (شوگن مینشن) محمد بن قاسم روڈ، آف ایم. اے. جناح روڈ
کراچی، فون نمبر: 2213973

﴿۵﴾ ادارۂ تعلیماتِ امام ربانی مجدد الف ثانی، مرکزی دفتر: دار العلوم طاہر آباد، نواں کوٹ،
چوبارہ، ضلع لیہ، موبائل نمبر: 0303-6238720

Marfat.com

ذخیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”فنِ شاعری“

حقائق کے اجالے میں

”فن شاعری اور حسان الہند“ مصنفہ علامۂ دوراں، عالمِ ہمہ داں، سخن فہم و سخنداں، حضرت مولانا عبدالستار ہمدانی مصروف برکاتی نوری مدظلہ العالی، پوربند، گجرات ہندوستان، اردو زبان میں فنِ شاعری پر ایک لاجواب تحقیقی مقالہ ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اردو شعر وسخن کی فنی خصوصیات پر گذشتہ ۱۰۰ ار برسوں میں لکھی جانے والی یہ پہلی جامع تصنیف ہے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا۔ اسی بناء پر یہ اساتذۂ فن اور نومشق شعرا کیلئے یہ یکساں مفید ہے اور اردو شاعری خصوصاً اردو نعتیہ شاعری پر نقد ونظر اور تحقیق و تدقیق کا نہایت محنت طلب اور دشوار گزار کام کرنے والوں کیلئے یہ ایک بہترین گائیڈ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان خوبیوں کی بناء پر یہ کتاب کالج اور یونیورسٹی کے شعبۂ اردو ادب کیلئے ایک نصاب کا درجہ رکھتی ہے۔

بایں ہمہ شان اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ امامِ نعت گویاں،

Marfat.com

پیروکارِ حضرتِ حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، رضا بریلوی قدس سرہٗ السامی کا نعتیہ شاعری کی فنی خصوصیات اور شعر رضا کے حسن و جمال کا ایک خوبصورت آئینہ ہے جو پہلی مرتبہ ائینہ خانۂ بزمِ سخن میں سجایا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے قاری کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی عبقری شخصیت اور فن شاعری پر ان کے کمالِ دسترس اور ان کے بلند پایۂ علم کا اندازہ ہوتا ہے۔

فاضل مصنف علامہ ہمدانی مصروفؔ نے اپنی اس مایۂ ناز تصنیف میں شعرِ رضا کا تجزیاتی فنی جائزہ کے ساتھ ان کے ہمعصر اور دورِ جدید کے نامور شعراء کے کلام سے اس کا تقابلی جائزہ پیش فرما کر ثابت کیا ہے کہ ؎

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

انہوں نے دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ بہت سے دیگر علوم وفنون کے علاوہ اس فن میں بھی رضا بریلوی کا کوئی استاذ اور ثانی نہیں ہے بلکہ سید عالم ﷺ کی ذات مقدسہ سے عشقِ صادق کے طفیل یہ کمال بھی بارگاہِ رسالت پناہی کی عطا ہے، وہ صحیح معنیٰ میں شاعرِ دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم کے رہ رو ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب سیدِ عالم ﷺ کی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ان کی شاعری کی عظمت و سربلندی کیلئے کی گئی اس دعا کے مظہر ہیں:

اللھم أیدهٗ بروح القدوس

Marfat.com

''اے اللہ عزوجل میرے حسان کی زبان وقلم وسخن کی روح القدس سے مدد فرمایا''

سید انس و جان ﷺ کی اس دعا کے طفیل حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری دنیا کے قیامت تک کے آنے والے نعت گو شعراء اور مدح خوانِ رسول ﷺ کے امام بن گئے، تو ان کی پیروی اور حضور اکرم ﷺ کی نظر کرم کے طفیل حضرت رضا بریلوی نوراللہ مرقدہٗ بھی اردو زبان کے تمام نعت گو شعراء کے امام بن گئے۔

واللہ یختص برحمتہ من یشاء

مصنف ممدوح کی یہ محققانہ تصنیف ناقدینِ شعرِ رضا اور مخالفین وحاسدینِ علم و فضلِ رضا کے لئے بھی ایک کھلا چیلنج ہے۔ انہوں نے کلامِ رضا میں ۲۱۵ رعلومِ رضا کی جھلکیوں اور کلکِ رضا کی برق جولانیوں کا آئینہ دکھا کر حضرت سید اشرف برکاتی مارہروی حفظہ الباری کے الفاظ میں انہیں یوں للکارا ہے ۔

منارِ قصرِ رضا تو بلند کافی ہے
تم اس کے ایک ہی زینہ پر چڑھ کے دکھلادو

''فتاوائے رضویہ'' تو اک کرامت ہے
ذرا ''حدائقِ بخشش'' ہی پڑھ کے دکھلا دو

غرض کہ زیرِ نظر، کتاب ''فنِ شاعری اور حسان الھند'' جہاں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے کمال وعظمتِ شاعری پر دال ہے وہیں اہل زبان نہ ہونے کے باوجود مصنف ممدوح کی موضوع پر قابل رشک گرفت، تجزیاتی وتحقیقاتی اندازِ

Marfat.com

فکر و نگارش، حقائق کی تلاش میں محنت شاقہ اور مراجع و مآخذ کی غواصی، بلندیِ ذوقِ شعر و سخن، زبان و بیان کی شستگی، وسیع الاطلاعی، تحریر و افکار میں پختگی اور علمی نظم و ضبط کی آئینہ دار ہے۔ عالمی پیمانے پر ''رضویات'' پر تحقیق کے حوالے سے یہ تصنیف ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ فجزاہ اللہ عناو عن سائر المومنین خیراً جزاء۔

یہ کتاب پہلی بار مرکزِ اہلسنّت پور بندر، گجرات (ھند) سے غالباً ۲۰۰۳ء میں (کتاب میں سن طباعت درج نہیں) طبع ہوئی اس کے حصول کیلئے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل محبّی وعزیزی حاجی رفیق برکاتی زید عنایۃ کا ممنون ہے۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی (پاکستان) حضرت علامہ مولانا عبدالستار ہمدانی مصروف دامت برکاتہم العالیہ و مرکزِ اہلسنّت برکاتِ رضا، پور بندر کے شکریہ کے ساتھ اور ان کے جذبۂ فروغ مسلک و فکرِ رضا کے احترام اور حاجی رفیق برکاتی زید عنایۃ کی خواہش کے مدّ نظر، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے ۸۴ رویں یوم وصال کی مبارک مناسبت اور امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۴ء کے انعقاد کے موقع پر اسے پاکستان کے باذوق اور علم دوست حضرات کے استفادے کی خاطر طبع کرانے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری عفی عنہ

صدر، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی

۱۳ر صفر المظفر ۱۴۲۴ھ/۴ر اپریل ۲۰۰۴ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فن شاعری اور حسان الہند

ایک جائزہ

اردو شاعری کی تاریخ میں جن نعت گو شاعروں نے غیر فانی نقش ثبت کیئے ہیں ان میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ ممتاز اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ نامور محدث، فقیہہ اور عالمِ باعمل تھے۔ قدرت نے انہیں دوسری علمی وروحانی صفات کے ساتھ عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولتِ بے بہا سے بھی نواز رکھا تھا۔ یہی عشقِ رسالت مآب ﷺ طبعِ موزوں کی بدولت صفت وثنائے نبی ﷺ کے نغمات میں ڈھلتا رہا۔ آپ تمام اصنافِ سخن پر یکساں حاوی تھے۔ انہوں نے ہر پیرایۂ نظم میں گلہائے نعت مہکائے ہیں۔ مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ چونکہ علومِ شریعت پر غیر معمولی دسترس رکھتے تھے، اس لئے وہ جوشِ عشق وعقیدت کے باوجود نعت گوئی میں کمالِ احتیاط سے کام لیتے ہوئے قرآن حکیم کو اپنی نعت گوئی کا منبعِ حقیقی قرار دیتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے عہد تک پہنچتے پہنچتے نعت گوئی کا فن ترقی کر کے کمالِ بلوغ کو پہنچ گیا تھا۔ زبان بھی عروج وارتقاء کی سرحدوں کو عبور کر گئی تھ۔ صفائی، ستھرائی، متانت وسنجیدگی، لطافت اور شستگی، زبان کا مقدر بن چکی تھی۔ مگر ان سب کے باوجود

Marfat.com

نعت کے فن میں عشقِ رسول ﷺ کی جو سچی تڑپ اور کسک ہونی چاہیے اس سے یہ فن ہنوز محروم تھا۔ حضرت رضا نے نعت کے اس فن کو سرحدِ کمال سے آگے سفر کرادیا۔ اس کے ساتھ ساتھ رضا بریلوی نہ صرف فنِ نعت کے اسرار و رموز سے پوری طرح واقف تھے بلکہ اس فن کے شناور، غواص اور ایک ماہرِ فن استاد تھے۔

مولانا احمد رضا خان کی نعت گوئی داخلی کیفیات کے بیان اور اظہارِ شیفتگی کے باوصف فنی شکوہ سے عبارت ہے۔ ناقدینِ نعت نے مولانا کے جذبۂ حبِ رسول ﷺ کا ذکر تو اکثر کیا ہے مگر ان کی نعت کے فنی محاسن، شعری پختگی اور قادر الکلامی کا تذکرہ بہت کم ہوا ہے۔ حدائق بخشش کا جوہر اگرچہ مولانا کی داخلی کیفیات اور محبتِ رسول ﷺ کا والہانہ پن ہی ہے، لیکن مظفر عالم جاوید صدیقی کے مطابق:

> ''اگر فنی محاسن و صفات کے نقطۂ نظر سے مولانا کی نعت گوئی کا تجزیہ کیا جائے تو ان کے تبحر علمی، شعری صلاحیت، تخلیقی استعداد، صنعت گری اور زورِ بیان کے متعدد نمونے ملتے ہیں'' (۱)

مولانا احمد رضا خاں نے نعتیہ شاعری کے حوالے سے اردو زبان و ادب کو تیکنیک، ہیئت سازی، لسانی تجربے، تراکیب مصطلحات، تلمیحات اور محاورات میں جو وسعت دی ہے اور مضمون آفرینی و نزاکتِ خیال کو جو جلوہ بخشا ہے وہ ایک کارنامہ ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری ادبی تاریخ میں نعتیہ شاعری کو کبھی کوئی مناسب جگہ نہیں دی گئی۔ شاید اس لئے کہ نعتیہ شاعری، یکسر مذہبی اور موضوعاتی شاعری ہے۔ حالانکہ کسی موضوع کو محض دینی یا مذہبی ہونے کے سبب شعری نقد و نظر سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے باوجود ہمارے یہاں فنِ نعت گوئی اور اس فن سے منسلک شعراء کے ساتھ طویل عرصے سے یہی اغماز برتا گیا۔ لیکن خوش آئند بات ہے کہ گزشتہ چند برسوں میں نعت کے موضوع پر اور نعت گو شعراء

Marfat.com

کے حوالے سے نتیجہ خیز کام سامنے آیا ہے اور اس کام کی رفتار سے یوں اطمینان ہوتا ہے کہ بعض جامعات نے اس پر تحقیقی کام پر Ph.D کی ڈگریاں بھی عطا کی ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں کے ساتھ یہ المیہ اور شدید اس لئے بھی ہو گیا کہ آپ محض نعت گو شاعر نہیں بلکہ ایک مشہور عالم دین بھی ہیں اور وسیع حلقۂ اثر کے مالک بھی ہیں۔ اسی وسعتِ مقبولیت کے باعث آپ کی تمام مجتہدانہ کاوشوں اور کارناموں کو تعصب کی عینک لگا کر جانچا گیا اور اس مقام و مرتبہ سے محروم رکھنے کی کوشش کی گئی جس کے آپ قدرتی طور پر حقدار تھے۔

لیکن سچائی دبانے سے اور ابھرتی ہے۔ اسی حقیقت کے مصداق مولانا احمد رضا خاں کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر ریسرچ پوری دنیا میں کی جا رہی ہے۔ خصوصاً بیسوی صدی کے ربع آخر میں جس رفتار سے تحقیقی و اشاعتی کام ہوا ہے اس نے، بقول ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم، یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ:

"جو کچھ ہے اس صدی میں وہ تنہا رضا کا ہے" (۲)

اسی سلسلہ کی ایک کڑی مرکزِ اہلسنّت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، پور بندر، گجرات سے شائع ہونے والی خوبصورت کتاب "فن شاعری اور حسان الہند" ہے۔ جو کہ خوبصورت گیٹ اپ کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ کتاب میں تین تقاریظ شامل ہیں:

- ☆ از سید آل رسول حسنین میاں نظمی
- ☆ از سید شرف ملت اشرف مارہروی،
- ☆ از ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم

یہ شخصیات علمی اور ادبی اعتبار سے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان حضرات نے کتاب کے نفس مضمون پر بھی ماہرانہ تبصرہ پیش کیا ہے اور علامہ عبدالستار ہمدانی کی شخصیت علمی اور تحقیقی مشاغل اور دلچسپیوں کا بھی تفصیلی تبصرہ کیا ہے۔ راقم الحروف کی علمی کم نظری کو جناب ہمدانی

Marfat.com

صاحب کی علمی شخصیت سے لاعلمی کا اعتراف ہے لہٰذا آپ کے بارے میں اتنا ہی جان سکی جتنا کتاب کے تعارفی مضامین میں شامل ہے۔ جس کے مطابق علامہ ہمدانی گجرات کے رہنے والے ہیں اور جدید و قدیم علوم کا کما حقہٗ ادراک رکھتے ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے تاجر ہیں اور اعتقاداتِ اہلسنّت کی پاسداری کے لئے ہمہ دم کوشاں۔ رضویات کے فروغ کے لئے حیات وقف کر رکھی ہے۔ تجارتی مصروفیات کے باوجود علم وفن سے دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ تصانیف و تراجم کی نصف سنچری مکمل کر چکی ہیں۔ ان کی کتابوں سے ان کا ذوقِ تحقیق اور جذبۂ جستجو جھلکتا ہے۔ طبیعت کی جولانی موضوع سے متعلق نئے نئے گوشے ڈھونڈ لاتی ہے اور جب تک موضوع سے انصاف نہیں کر لیتے انہیں چین نہیں آتا۔ اس اندازِ تحقیق سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں اپنے مقصد سے جنون کی حد تک وابستگی ہے۔

مذکورہ کتاب کا سببِ تصنیف لکھتے ہوئے علامہ نے مرقوم کیا ہے کہ وہ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' سے صنعت تجنیس کامل کے ایک سو تیس اشعار کی اختصاراً تشریح ''عرفانِ رضا اور مدحِ مصطفیٰ ﷺ'' کے نام سے لکھنے بیٹھے جو ایک ہزار صفات میں مکمل ہوئی اور مقدمہ لکھنے کا ارادہ کیا۔ مضامین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا تو مقدمہ، مقالہ بن گیا اور یہی مقالہ بنام ''فن شاعری اور حسان الہند'' برائے تبصرہ پیش نظر ہے۔ (۳)

کتاب کے عنوان سے ظاہر ہے کہ اس میں مصنف نے لوازماتِ فن شاعری اور کلام رضا پر بحث کی ہے۔ اس عنوان پر اکثر پیروانِ رضا اور معتقدین نے قبل ازیں اظہار خیال کیا ہے، مثلاً ڈاکٹر پروفیسر غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر پروفیسر ابوالخیر کشفی، ڈاکٹر پروفیسر فرمان فتح پوری، علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمہ، ڈاکٹر ریاض مجید، ڈاکٹر سراج احمد بستوی، ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم، سید اسماعیل رضا ذبیح ترمذی، محمد امجد رضا خاں، محمد اسحٰق ابڑو، محمد مظفر عالم جاوید صدیقی، نجیب جمال، محمد اقبال جاوید وغیرہم۔

Marfat.com

راقم الحروف کے مقالے ''اردو کی نعتیہ شاعری میں مولانا احمد رضا خان کی انفرادیت واہمیت'' کے ایک طویل باب میں لوازمات اور فن شاعری کے حوالے سے مولانا کی شاعری کو نقد ونظر کے پیمانے سے جانچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس حصے کی تکمیل کے دوران قدم قدم پر یہ احساس ہوا کہ کلام رضا میں صنائع بدائع کے فنکارانہ اور تخلیقی استعمال پر بھی ایک پورا مقالہ تحریر کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت میرے مقالے کے عنوانات میرے اس خیال کی تکمیل میں مانع رہے تھے۔ لیکن جب میرے ہاتھوں میں عبدالستار ہمدانی صاحب کی زیر تبصرہ کتاب آئی تو اس تشنگی کا خاتمہ ہوگیا۔

علامہ صاحب موصوف نے مذکورہ کتاب میں محض کلامِ رضاؔ میں صنائع بدائع کا تجزیہ ہی نہیں کیا بلکہ فنِ عروض اور کلام رضاؔ پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور فن شاعری کے مختلف پہلوؤں پر بڑی مہارت، فنکاری اور مشاقی سے بحث کی ہے۔ فن شاعری اور لوازماتِ شاعری کے تمام عنوانات کا تعارف پیش کرتے ہوئے ایک تقابلی تجزیہ پیش کیا ہے۔ اردو غزل کے اکابر شعراء (قدیم وجدید) میں لوازماتِ شعری کے تخلیقی استعمال کی وضاحت کرتے ہوئے کلامِ رضاؔ میں لوازماتِ شعری کی نئی جہات سے بھی اپنے قارئین کو آگاہ کیا ہے جو کہ ایک قابل قدر کاوش ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں کلام رضا کے حوالے سے کتب، مقالہ جات اور مضامین کثرت سے لکھے گئے اور شائع ہوئے ہیں۔ ان میں سے کئی مضامین میں محاسنِ کلام رضا کے ساتھ ساتھ کلام رضا کے تنقیدی جائزے بھی شامل ہیں۔ خصوصاً علمِ عروض کے حوالے سے چند نعتیہ نظموں اور اشعارِ رضا پر کڑی تنقید کی گئی ہے۔ شاعری کے اوزان وبحور پر گفتگو کرتے ہوئے علامہ ہمدانی نے بڑی محنت کی ہے۔ وزن اور بحر کی تعریف کرتے ہوئے وزن اور بحر کا ایک پورا نقشہ قارئین کی سہولت کیلئے فراہم کردیا ہے۔ اشعارِ رضاؔ کی تقطیع بھی کی ہے اور مختلف نعتیہ غزلوں کی بحروں کے نام بتاتے ہوتے ایک مشہور عالم نعتِ رضاؔ کا ذکر کرتے ہیں:

Marfat.com

زمین و زماں تمہارے لئے

جو بحرِ وافر سالم میں ہے جو عربی سے مخصوص ہے۔ اردو اور فارسی میں مشکل سے کوئی غزل اس بحر میں ملتی ہے۔ مشکل اور کٹھن جانتے ہوئے اس بحر کو قریب ترک کر دیا گیا تھا۔ علامہ کے خیال میں مولانا احمد رضا خاں نے نہ صرف اس قریب الفنا اور متروک بحر کو نئی زندگی دی بلکہ بحر وافر سالم کی پتھریلی راہ کو ہموار کر کے اس کو مخملی بنا دیا ہے اور بعد میں آنے والے شعراء کے لئے اسے مرغوب بنا دیا ہے۔ اسی طرح مولانا رضا کے نظمِ مستزاد

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا

پر اس اعتراض کا جواب بھی فراہم کیا ہے کہ نظم مستزاد کے عروضی اصول پر پوری نہیں اترتی۔ علامہ ہمدانی نے اخلاق حسین دہلوی کی کتاب ''فن شاعری'' کے صفحہ ۴۵/اور ۴۸/ پر تقطیع کے اصول ۱۹/اور ۲۸/ کے تحت یہ ثابت کیا ہے کہ اس نعت کے پندرہ اشعار میں سے ہر شعر صنعت مستزاد کامل پر پورا اترتا ہے۔ (۴)

اس کے علاوہ اس کتاب میں علامہ موصوف نے کلامِ رضا میں محاورات اور کہاوتوں کی عکاسی، رسم و رواج کی عکاسی، مقامی الفاظ و محاورات کے ساتھ سنسکرت کے الفاظ کی فراوانی پر سیر حاصل اور تفصیلی بحث کی ہے۔ ساتھ ہی اعلیٰ حضرت کے اشعار پر بے بنیاد اعتراضات کا جواب بھی علامہ نے انتہائی مدلل انداز میں فراہم کیا ہے۔

تمام ہی موضوعات کو آپ نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ سمیٹا ہے۔ دلکش انداز بیان اور رواں عبارت آپ کی تحریر کا حسن ہیں۔ نکتہ سنجی اور نکتہ رسی نے اس تحریر کو عام و خاص تمام ہی قارئین کیلئے مفید بنا دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں اردو تنقید کی ناانصافی کا محاکمہ بھی کیا ہے جو

Marfat.com

کہ نفسِ مضمون کے تجزیئے کے بعد لازم بھی تھا۔

جناب سید محمد اشرف برکاتی کے خیال میں:

''کتاب کلیتاً تنقیدی ہے نہ مکمل طور سے تحقیقی'' (۵)

بلکہ اشرف صاحب کے مطابق کتاب کے مشمولات تحقیق وتنقید کا ایسا حسین امتزاج ہیں کہ اس کے باوصف ایک نئی اصطلاح ''محقدانہ'' وضع ہونے چاہیے۔

علامہ عبدالستار ہمدانی کی یہ تصنیف یقیناً تفصیلی تعارف و تجزیئے کی حقدار ہے اور چونکہ اس میں انہوں نے رضا بریلوی کی شاعرانہ عظمت کو فن شاعری کی کسوٹی پر پرکھنے کی کامیاب کوشش کی ہے، لہٰذا ہم اپنی بات کا خاتمہ ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم کی اس رائے پر کرتے ہیں کہ:

''علامہ موصوف نے ''فن شاعری اور حسان الھند'' لکھ کر دنیائے رضویات میں ایک گراں بہا اضافہ کیا ہے''۔(۶)

حوالہ جات

(۱) مظفر عالم جاوید صدیقی، معارف رضا، کراچی، شمارہ ۱۹۹۶ء، ص ۱۲۰

(۲) ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم، پیش لفظ، ''فن شاعری اور حسان الہند''، ص ۷۰

(۳) علامہ عبدالستار ہمدانی، ''فن شاعری اور حسان الہند''، ص ۱۵

(۴) ''فن شاعری اور حسان الہند''، ص ۱۷۷

(۵) ''فن شاعری اور حسان الہند''، ص ۶۷

(۶) ''فن شاعری اور حسان الہند''، ص ۷۲

☆☆☆

ڈاکٹر مسز تنظیم الفردوس

لکچرار شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

Marfat.com

Marfat.com

فہرست عنوانات

"فن شاعری اور حسان الہند"

- سبب تصنیف .... (15)
- تقریظ:- حضرت سید آل رسول حسنین میاں نظمی (17)
- تقریظ!- حضرت سید شرف ملت اشرف مارہروی (31)
- تقریظ:- ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، ہمدرد یونیورسٹی۔ دہلی (69)
- آغاز سخن .... (74)

(ا) لوازمات .... (86)

- حرف ● اعراب ● کلمہ
- مصرعہ ● شعر ● بیت
- بند ● ٹیپ ● ردیف
- قافیہ ● مطلع ● حسن مطلع
- مقطع ● مقفّیٰ ● مسجع
- بحر ● تقطیع ● وزن
- ربط ● تخلص

Marfat.com

(۲) حُسنِ مطلَع .... (89)

- مرزا غالبؔ
- فانیؔ بدایونی
- اصغرؔ گونڈوی
- شکیلؔ بدایونی
- فیض احمد فیضؔ
- جگرؔ مراد آبادی

(۳) وزن اور بحر .... (96)

- نقشہ بحور مع کیفیت، اقسام واوزان

(۴) تقطیع .... (98)

- تقطیع کے متعلق ہدایت
- تقطیع کا طریقہ
- شعر
- بحر وافر سالم میں حضرت رضاؔ کی نعت

(۵) اقسام .... (102)

- نظم
- نوری
- گیت
- سرور
- غزل
- حمد
- نعت
- منقبت
- مثنوی
- قصیدہ
- مرثیہ
- قطعہ
- مثلث
- رباعی
- مخمس
- مُسدّس

Marfat.com

(۶) حمد اور نعت .... (105)
(۷) حضرت رضا اور نعتیہ شاعری .... (106)
(۸) صَنعاتِ فن شاعری .... (112)
(۹) صنعت اِستعارَہ .... (113)
- صنعت استعارہ کی تعریف
- صنعت استعارہ میں حضرت رضا کے اشعار
(۱۰) صنعت تشبیہ .... (114)
- صنعت تشبیہ کی تعریف
- میر تقی میر کا شعر
- حضرت رضا بریلوی کا شعر
- ماہر چاندپوری کا شعر
- حضرت رضا بریلوی کا شعر
- حضرت رضا بریلوی کا شعر
(۱۱) صنعت مبالغہ .... (115)
- مبالغہ کی تعریف
- مبالغہ اور حضرت رضا بریلوی
(۱۲) صنعت اقتباس .... (116)
- صنعت اقتباس کی تعریف
- مرزا اسد اللہ غالب کا شعر
- ڈاکٹر علامہ اقبال کا شعر
- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں
(۱۳) صنعت تضاد .... (123)

Marfat.com

- صنعت تضاد کی تعریف
- اکبر الہ آبادی کی شعر
- اصغر گونڈوی کا شعر
- فانی بدایونی کا شعر
- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں
- مرزا غالب کا شعر
- شکیل بدایونی کا شعر
- فیض احمد فیض کا شعر
- جگر مراد آبادی کا شعر

(۱۴) صنعت تلمیح ....(126)

- صنعت تلمیح کی تعریف
- مرزا غالب کا شعر
- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں
- شکیل بدایونی کا شعر
- فانی بدایونی کا شعر

(۱۵) صنعت تلمیع (ملمع) ....(132)

- صنعت تلمیع کی تعریف
- ملمع محجوب
- ملمع مکشوف

(۱۶) صنعت حسن تعلیل .... (137)

- صنعت حسن تعلیل کی تعریف
- مرزا غالب کا شعر
- اصغر گونڈوی کا شعر
- جوش ملیح آبادی کا شعر
- شکیل بدایونی کا شعر
- فیض احمد فیض کا شعر
- جگر مراد آبادی کا شعر
- فانی بدایونی کا شعر

Marfat.com

- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں

(۱۷) صنعت تجاہل عارفانہ..................(142)

- صنعت تجاہل عارفانہ کی تعریف
- مرزا غالب کا شعر
- فیض احمد فیض کا شعر
- شکیل بدایونی کا شعر
- غلام ربانی تاباں کا شعر
- جگر مرادآبادی کا شعر
- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں

(۱۸) صنعت تجنیس کامل (تام)..........(145)

- صنعت تجنیس کامل (تام کی تعریف
- تجنیس کامل مثال
- تجنیس کامل مستوی
- مرزا اسداللہ غالب کا شعر
- شکیل بدایونی کا شعر
- فانی بدایونی کا شعر
- مومن خاں مومن کا شعر
- جگر مرادآبادی کا شعر
- اصغر گونڈوی کا شعر
- فراق گھوکھپوری کا شعر
- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں

(۱۹) صنعت تجنیس ناقص.....................(153)

- صنعت تجنیس ناقص کی تعریف
- جوش ملیح آبادی کا شعر
- جگر مرادآبادی کا شعر
- فانی بدایونی کا شعر
- غلام ربانی رباں کا شعر
- اصغر گونڈوی کا شعر
- فیض احمد فیض کا شعر
- شکیل بدایونی کا شعر

Marfat.com

- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں

(۲۰) صنعت مراعات النظیر .... (157)

- صنعت مراعات النظیر کی تعریف
- مرزا غالب کا شعر
- شکیل بدایونی کا شعر
- فیض احمد فیض کا شعر
- علامہ اقبال کا شعر
- اصغر گونڈوی کا شعر
- فانی بدایونی کا شعر
- جگر مراد آبادی کا شعر
- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں

(۲۱) صنعت ترصیع .... (162)

- صنعت ترصیع کی تعریف
- ایک نامعلوم شاعر کا شعر
- صنعت ترصیع میں حضرت رضا کے اشعار

(۲۲) صنعت مقابلہ .... (165)

- صنعت مقابلہ کی تعریف
- مرزا غالب کا شعر
- شکیل بدایونی کا شعر
- جوش ملیح آبادی کا شعر
- فانی بدایونی کا شعر
- جگر مراد آبادی کا شعر
- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں
- تقابلی نقشہ

(۲۳) صنعت مستزاد .... (174)

- صنعت مستزاد کی تعریف
- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں
- حضرت رضا بریلوی کے ایک شعر کی تفہیم مع نقشہ و میزان کے
- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں

Marfat.com

(۲۴) صنعت لف ونشر ....(179)

- صنعت لف ونشر کی تعریف
- مرزا غالبؔ کا شعر
- اصغرؔ گونڈوی کا شعر
- جگرؔ مرادآبادی کا شعر
- شکیلؔ بدایونی کا شعر
- غلام ربانی تاباںؔ کا شعر
- فانیؔ بدایونی کا شعر
- حضرت رضاؔ بریلوی فرماتے ہیں

(۲۵) صنعت تضمین ....(182)

- صنعت تضمین کی تعریف
- حضرت رضاؔ بریلوی فرماتے ہیں

(۲۶) صنعت تشبیب ....(186)

- صنعت تشبیب کی تعریف
- جناب فانیؔ بدایونی کا قصیدہ
- جوشؔ ملیح آبادی کے اشعار

(۲۷) صنعت مرصّعہ ....(190)

- قصیدہ مرصعہ کی تعریف
- صنعت مرصعہ میں حضرت رضاؔ بریلوی کا قصیدہ ”کروڑوں درود“

(۲۸) صنعت تنسیق الصفات ....(193)

- صنعت تنسیق الصفات کی تعریف
- عرشؔ ملیسانی کا شعر
- نوحؔ ناروی کا شعر
- شکیلؔ بدایونی کا شعر
- مرزا غالبؔ کا شعر
- فانی بدایونی کا شعر
- جگر مرادآبادی کا شعر
- جوشؔ ملیح آبادی کا شعر

Marfat.com

- اصغر گونڈوی کا شعر
- حضرت رضا بریلوی

(۲۹) صنعت اتصال تربیعی ....(198)

- صنعت اتصال تربیعی کی تعریف
- حضرت رضا بریلوی کا ایک بند

(۳۰) صنعت مقلوب مستوی ....(199)

- صنعت مقلوب مستوی کی تعریف
- مرزا غالب کا شعر
- فانی بدایونی کا شعر
- شکیل بدایونی کا شعر
- اصغر گونڈوی کا شعر
- غلام ربانی تاباں کا شعر
- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں

(۳۱) صنعت مقلوب کل ....(202)

- صنعت مقلوب کل کی تعریف
- غلام ربانی تاباں کا شعر
- شکیل بدایونی کا شعر
- فانی بدایونی کا شعر
- مرزا غالب کا شعر
- اصغر گونڈوی کا شعر
- جوش ملیح آبادی کا شعر
- جاں نثار اختر کا شعر
- فیض احمد فیض کا شعر
- حضرت رضا بریلوی

(۳۲) صنعت حسن طلب ....(206)

- صنعت حسن طلب کی تعریف
- شکیل بدایونی کا شعر
- فانی بدایونی کا شعر
- مرزا غالب کا شعر
- جگر مرادآبادی کا شعر
- جوش ملیح آبادی کا شعر
- اصغر گونڈوی کا شعر
- فیض احمد فیض کا شعر

Marfat.com

- حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں

(۳۳) صنعت ترجیع بند ....(213)

- صنعت ترجیع بند کی تعریف
- شکیل بدایونی کے دیوان میں ترجیع بندی کی مثال
- جوش ملیح آبادی کے دیوان میں ترجیع بند کی مثال
- حضرت رضا بریلوی کے کلام میں ترجیع بند کی مثال
- کلام رضا میں ترجیع بند کی دوسری مثال

(۳۴) صنعت مسمّط ....(216)

- صنعت مسمط کی تعریف
- جگر مرادآبادی کی ایک غزل صنعت مسمط میں
- جگر مرادآبادی کی دیگر غزل صنعت مسمط میں
- حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا کلام صنعت مسمط میں
- حضرت رضا کا صنعت مسمط میں عظیم شاہکار
- فضل الٰہی کے بغیر ممکن ہی نہیں
- صنعت مسمط میں حضرت رضا کی ایک اور نعت

(۳۵) صنعت عزل الشفتین ....(227)

- صنعت عزل الشفتین کی تعریف
- مرزا غالب کے دیوان میں
- فانی بدایونی کے دیوان میں
- فیض احمد فیض کے دیوان میں
- شکیل بدایونی کے دیوان میں

Marfat.com

● حضرت رضا بریلوی کے کلام میں صنعت واسع الشفتین
● حضرت رضا بریلوی کے کلام میں اس صنعت کے متفرق اشعار

(۳۶) صنعت ایہام .... (234)

● صنعت ایہام کی تعریف
● حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں

(۳۷) خط توام .... (238)

● خط توام کی تعریف ● خط توام کی تفہیم
● حضرت رضا فرماتے ہیں

(۳۸) صنعت اشتقاق .... (241)

● صنعت اشتقاق کی تعریف
● صنعت اشتقاق اور حضرت رضا بریلوی کے اشعار

(۳۹) صنعت شبہ اشتقاق .... (244)

● شبہ کی تعریف
● صنعت اشتقاق اور حضرت رضا کے اشعار

(۴۰) صنعت سیاق الاعداد .... (247)

(۴۱) حضرت رضا کے کلام میں محاورات اور کہاوت (250)

● محاورہ ● کہاوت

Marfat.com

- مثل
- شکیل بدایونی کا شعر
- فراق گھورکھپوری کا شعر
- اکبر الہ آبادی کا شعر
- جوش ملیح آبادی کا شعر
- فیض احمد فیض کا شعر
- اصغر گونڈوی کا شعر
- فانی بدایونی کا شعر
- حضرت رضا کے کلام میں محاورات کی جھلک.......... (254)
- کلام رضا میں سنسکرت اور ہندی زبان کا استعمال..........(258)
- حضرت رضا کے اشعار میں سنسکرت اور ہندی الفاظ........(260)

(۴۲) ہندوستانی رسم ورواج، معاشرہ، سماج، تجارت، شاہی دربار کے طور طریقے اور دیگر معاملات زندگی سے تعلق رکھنے والے امور کا کلام رضا میں تذکرہ.....................(261)

- شکیل بدایونی کا شعر
- شادی کے رسومات
- شادی رچانا اور خوشی کا سامان مہیا کرنا (رسم)
- شادی والے مکان پر روشنی کرنا (رسم)
- خوشبو اور نئے کپڑوں کا انتظام (رسم)
- دوست خادم بن کر دولہا کو سجاتے ہیں (رسم)
- پالتو کتوں کے گلوں میں پٹے (سماج میں رائج رواج)
- عیب اور نقص والا مال خریدار واپس دے گا (سماج کا تجارتی دستور)
- عید کا چاند نظر آنے پر مبارکبادی دینا (رسم)
- سہاگن اور بیوہ کے دوپٹے کا رنگ (رسم)
- بادشاہوں کے دربار سے خطاب پانا (شادی رسم)

Marfat.com

● انعام واکرام پر بادشاہ کی واہ واہ
● صنعت ساقۃ الاعداد کی تعریف ● تفقر کا شعر
● شکیل بدایونی کا شعر ● حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں
(۴۳) حضرت رضا نے فن شاعری کس طرح سیکھی.... (272)
(۴۴) حضرت رضا بریلوی کو بحیثیت شاعر
شہرت کیوں نہیں دی گئی .... (276)
(۴۵) حضرت رضا کے ایک شعر پر اعتراض .... (279)
(۴۶) ۱۱۴ رعلوم وفنون میں حضرت رضا کی مہارت
اور کلام رضا میں ان کا استعمال .... (287)
● علم نجوم کی اصطلاح میں اشعار ● علم ہیئت پر مبنی اشعار
● علم نباتات پر مبنی اشعار ● علم ہندسہ پر مبنی اشعار
● علم موسیقی پر مبنی اشعار ● علم ارضیات ومعدنیات پر مبنی اشعار
● علم موسمیاتی پر مبنی اشعار ● علم اکسیر پر مبنی اشعار
● علم منطق پر مبنی اشعار ● علم نفسیات پر مبنی اشعار
● چند علوم وفنون کے اسماء جن پر حضرت کو تبحر حاصل تھا
(۴۷) اتنی عرض آخری سن لو ذرا .... (296)
(۴۸) کلک رضا کی برق جولانیاں .... (306)
(۴۹) ایک نظر ادھر بھی .... (314)

Marfat.com

"سببِ تصنیف"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امام عشق ومحبت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" سے راقم الحروف نے صنعت تجنیس کامل کے ایک سو تیس (۱۳۰) اشعار کی تشریح بنام "عرفان رضا در مدح مصطفیٰ" تقریباً ایک ہزار صفحات میں اختصاراً مرقوم کی۔ بعدہٗ کتاب کا مقدمہ لکھنا شروع کیا۔ گمان تو یہ تھا کہ دس، پندرہ صفحات میں مقدمہ پورا ہو جائے گا۔ لیکن دورانِ تحریر ذہن میں مضامین کی آمد شروع ہوئی اور وہ مضامین بوسیلہ قلم صفحۂ قرطاس پر منقش ہوتے گئے اور اس تسلسل نے اتنا طول پکڑا کہ مقدمہ مقالہ بن گیا۔ جو کتابی شکل میں بنام "فنِ شاعری اور حسان الہند" قارئین کرام کی دست بوسی کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

فقیر کی تصنیف "عرفان رضا" کا مقدمہ مرقوم کرنا تو باقی ہی رہا۔ بلکہ اب تو ایک کے بجائے دو مقدمات لکھنے کی نوبت پیش آئی۔ لیکن فقیر نے مقدمہ نہ لکھنے کی ٹھان لی اور یہ نیت کر لی کہ دونوں کتاب کا مقدمہ میرے پیرومرشد کے پیرزادے، امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی کے پیرخانے کے شہزادے، خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ، مارہرہ مقدسہ کے سجادہ نشین، میرے آقائے نعمت، میرے مُونس وغمگسار، میرے ماویٰ وملجا، میرے شافع ورافع، حضور قبلہ سیّد آل رسول حسنین نظمی صاحب مارہروی دامت برکاتہم القدسیہ کے دست پاک سے لکھواؤں گا تاکہ میری دونوں کتابوں کو حضور نظمی صاحب کے مبارک قلم کا سایہ حاصل ہو جائے۔ میں حقیر وفقیر، سراپا تقصیر، اردو زبان کا ابجد خواں، اپنی بے علمی وبے مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ میری مادری زبان گجراتی ہے۔ اردو میں

Marfat.com

کچھ لکھنا اور وہ بھی حضرت رضاؔ بریلوی جیسی عبقری شخصیت کے ''امام الکلام'' کے تعلق سے کچھ لکھنا، میری بساط و استطاعت سے کالے کوسوں ہے۔ لیکن حضور نظمیؔ صاحب جیسے میرے آقائے نعمت کی پشت پناہی اور حوصلہ افزائی کی نوازش پر مچل کر جرأت ارقام کر لیتا ہوں۔ راقم الحروف کی سابق تصنیف ''امام احمد رضاؔ ایک مظلوم مفکر'' پر حضور نظمیؔ صاحب قبلہ نے مفصل مقدمہ ارقام فرما کر مُہر سند ثبت فرمائی ہے۔ یہ ان کا کرم ہی ہے کہ ناکارہ فقیر کو اپنے لطف و کرم سے اُگال عطا فرماتے ہیں۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ محاسن کتاب کو فیض رضاؔ پر محمول کریں اور اغلاط و کوتاہی کا ذمہ فقیر کے سر پر وضع فرما کر بنظر عفو اپنے مفید مشوروں اور رائے اصلاح سے نوازنے کی نوازش فرمائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں میری اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور عوام و خواص اس سے مستفید ہو کر میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ فقط والسلام

خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور

خانقاہ رضویہ نوریہ بریلی شریف

کا ادنیٰ سوالی

عبدالستار ہمدانی، ''مصروف''

۱۰؍ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

مطابق ۴؍اگست ۱۹۹۸ء بروز سہ شنبہ

Marfat.com

تقریظ دلپذیر

گل گلزار خاندان برکات سیدی سرکار آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی، مدظلہ القوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ افضل الصلاۃ واتسلیم۔

میرے ساتھ ہی اکثر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ میرا کوئی اپنا کوئی بہت ہی قریبی بالکل اچانک مجھ پر ایسا وار کرتا ہے کہ میرے لیے سنبھلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس بار بھی ایسا ہی کچھ میرے ساتھ ہوا۔ ایک شام کو پور بندر سے میرے عزیز فرزند روحانی توصیف ہمدانی کا فون آیا کہ ای میل چیک کر لیجیے، والد صاحب کی ایک کتاب بھیج رہا ہوں، وہ چاہتے ہیں کہ اس پر مقدمہ یا تقریظ قسم کی کوئی چیز لکھ دیں۔ میں فکر میں پڑ گیا۔ ای میل چیک کیا تو یہ فکر تشویش میں بدل گئی۔ اس بار ممبئی سے روانہ ہوتے وقت جہاں بہت ساری ضروری چیزیں بھول آیا تھا وہیں حدائق بخشش کا نسخہ بھی نہیں لا پایا تھا۔ اب کیا ہوگا؟ خیر، مسلمان کو اگر اپنے رب کے فضل پر پورا بھروسا ہو تو اس کے آگے یہ سوال کبھی نہ آئے کہ اب کیا ہوگا؟ وہ تو ہر مرحلے پر یہی کہے کہ جو کچھ ہوگا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھا ہی ہوگا۔ میں نے بھی یہی کہا۔

علامہ عبدالستار ہمدانی سے میرے تعلقات کچھ زیادہ پرانے نہیں ہیں۔ یہی کوئی پانچ چھ سال پرانے۔ وہ میرے والد ماجد حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاگرد

Marfat.com

ہیں۔ میرے عم محترم حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان انھیں بے حد چاہتے تھے، اس بات کی توثیق بہت ہی معتبر ذرائع سے ہو چکی ہے۔ میرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ علامہ ہمدانی میرے اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی پر تحقیقی کام میں مصروف ہیں اور رضویات ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔

یہ اعلیٰ حضرت کون ہیں؟

مجھے یاد ہے کہ میری عمر یہی کوئی تین چار سال کی رہی ہوگی جب میں نے اپنے والد ماجد سے یہ سوال کیا تھا۔ والد ماجد نے اس وقت کہا تھا: بیٹا، یہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کے ایک بہت بڑے عالم دین حضرت مولینا احمد رضا خاں صاحب تھے جو چشم و چراغ خاندان برکات تھے۔ میرے چھوٹے سے ذہن میں یہ بات نہیں سما سکی کہ ایک خان صاحب کس طرح ہم سادات کے خاندان کے چشم و چراغ ہو سکتے ہیں۔ میں نے ابا حضرت سے مزید کچھ پوچھنے کی جرات نہیں کی نہ ہی انھوں نے مجھے آگے کچھ بتانا مناسب جانا۔

کہتے ہیں کہ بچے کا پہلا اسکول اس کی ماں کی گود ہوتی ہے۔ ابا حضرت کے جلال کی وجہ سے جو بات ان سے نہ پوچھ سکا، وہ بات امی جان سے پوچھ لی۔ امی جان نے بتایا: بیٹا! یہ اعلیٰ حضرت ہمارے خاندان کے ایسے مریدوں میں سے ہیں جن پر ان کے مرشد بھی ناز کرتے تھے۔ ان کی دینی خدمتوں کی وجہ سے انھیں نوری دادا نے چشم و چراغ خاندان برکات کا لقب دیا تھا۔ اتنا بتا کر امی جان اپنے کام میں مصروف ہو گئیں اور ہم اپنی پڑھائی میں لگ گئے۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ مگر تحت الشعور کے کسی نہاں خانے میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اعلیٰ حضرت کے بارے میں اور کچھ معلوم کرنا ضروری ہے۔

شاعری کے ساتھ میرا تعلق اس وقت سے ہے جب مجھے یہ شعور بھی نہ تھا کہ شعر کیا ہوتا ہے۔ ہوش سنبھالا تو دیکھا کہ آباء واجداد کی علمیت کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بج رہا

Marfat.com

ہے۔ خانقاہی ماحول میں آنکھ کھولی تھی۔ سال میں تین عرس ہوتے تھے۔ مقامی و بیرونی زائرین خانقاہ میں جمع ہوتے، دو چار دن کے لیے سارے قصبے کا ماحول روحانیت سے بھر جاتا۔ ابھی تسمیہ خوانی بھی نہ ہوئی تھی کہ والدہ معظمہ نے تین نعتیں یاد کرادی تھیں اور روز رات کو آموختہ دوہرایا جاتا تھا۔ یہ نعتیں تھیں: (۱) واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا، (۲) چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے، اور (۳) ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں۔ عرس میں اور بھی نعت خواں آتے اور اپنا کلام پیش کرتے۔ ابا حضرت اور عم محترم ایک ایک شعر پر اپنی جیبیں خالی کر دیتے۔ اپنے پیروں کی دیکھا دیکھی مرید بھی نذر دینی شروع کرتے۔ ابا حضرت اور عم محترم کے دیے ہوئے پیسے (نوٹ) پہنچانے کا فریضہ ہمارے حصے میں آتا تھا۔ تھوڑی دیر میں نعت خواں کے سامنے نوٹوں کا ڈھیر لگ جاتا تھا۔ ہم اپنی جگہ بیٹھے یہی سوچا کرتے کہ اگر ہم بھی نعت پڑھتے تو شاید ہمیں بھی اتنے ہی روپے ملتے۔ پھر ان روپوں کے جا اور بے جا مصرف کا ایک نقشہ بھی ہمارے ذہن میں تیار ہو جاتا۔

ایک دن ہم نے ہمت کر ہی لی۔ ہمارے دادا مرشد حضرت سیدنا ابو القاسم سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس آیا جسے عرس قاسمی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ عرس کا پہلا دن، کڑاکے کی سردی۔ فجر کی نماز کے بعد درگاہ شریف میں زائرین جمع تھے اور حلقہ ذکر چل رہا تھا۔ مارہرہ مطہرہ میں ہر عرس کی شروعات حلقہ ذکر سے ہی ہوتی رہی ہے۔ ہم بھی روئی کی مرزئی اور کنٹوپ پہنے درگاہ شریف پہنچ گئے۔ بچوں کو حلقے سے باہر ہی رکھا جاتا تھا۔ سو ہم درگاہ کے خادم انعام اللہ ممّا کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور ان کی بڑی سی ناند میں سلگ رہے لال لال انگاروں کی گرمی کا مزہ لینے لگے۔ حلقہ ختم ہوا تو قرآن خوانی شروع ہو گئی۔ اب ہم بھی شامل ہو گئے۔ اس وقت تک ہم تین پارے حفظ کر چکے تھے۔ قرآن خوانی ختم ہونے کے بعد ٹین کے سائبان میں ہی لاؤڈ اسپیکر نصب ہوا اور مرحوم شمس الحسن برکاتی،

Marfat.com

جنھیں ہم سب بچے شمو چچا کہتے تھے، عرس کی تقاریب کے آغاز کے طور پر قرآن عظیم کی تلاوت کرنے چوکی پر بیٹھ گئے۔ ہم بھی چوکی کے ایک کونے میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ جیسے ہی انھوں نے تلاوت ختم کی ہم نے مائیک پر قبضہ جما لیا اور نعت شروع کر دی: چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے۔ پوری نعت پڑھ ڈالی مگر کسی نے ہمیں ایک روپیہ بھی نذر میں نہ دیا۔ ہم بڑے ہارے ہوئے انداز میں چوکی سے اترے اور گھر آ گئے۔ امی جان نے پوچھا تو انھیں بتایا کہ ہم نے درگاہ شریف میں نعت پڑھی تھی۔ امی جان بہت خوش ہوئیں۔ اور کہا: شاباش، اسی طرح پڑھا کرو۔ خرقہ پوشی والی رات کو ہم نے شمو چچا سے درخواست کی کہ وہ اگلے دن قل کی محفل میں ہم سے نعت پڑھوائیں۔ عرس کا آخری دن قل کا دن کہلاتا تھا اس دن دوپہر تک نعت و وعظ کی محفل ہوتی اور بعد میں آثار شریف کی زیارت کرائی جاتی اس دن بڑا زبردست مجمع ہوتا کیونکہ بیرونی زائرین کے علاوہ مقامی لوگ بھی شرکت کرتے۔ شمو چچا ہم پر بڑے مہربان تھے۔ انھوں نے ہم سے کہا: نعت پڑھنا ہے تو کل نو بجے تک درگاہ شریف پہنچ جانا۔

دوسرے دن ہم نو کی جگہ آٹھ بجے ہی درگاہ شریف پہنچ گئے۔ اس وقت قرآن خوانی ہو رہی تھی۔ ٹھیک نو بجے شمو چچا نے مائیک سنبھالا اور زائرین عرس کے لیے اعلان کیا کہ جو لوگ باہر ادھر ادھر ٹہل رہے ہیں وہ درگاہ شریف میں آ جائیں۔ اس کے بعد انھوں نے ہمیں اشارہ کیا۔ ہم تو گویا اسی اشارے کے منتظر تھے۔ جھٹ سے چوکی پر پہنچ گئے۔ اور نعت شروع کر دی: ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دئے ہیں۔ ہم جب اس شعر پر پہنچے: اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا۔ رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دئے ہیں۔ تو ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے ایک برکاتی بھائی نے رونا شروع کر دیا۔ ان کے پاس بیٹھے ہوئے ایک اور برکاتی بھائی نے نعرہ تکبیر بلند کر دیا۔ ہمیں بھلا کہاں اس کا محاورہ تھا۔ ہم گھبرا گئے۔ مگر چوکی نہ چھوڑی۔ جیسے ہی اگلا شعر ہم نے پڑھا ایک تیسرے صاحب اٹھے اور ہمیں ایک روپے کا

Marfat.com

نوٹ پیش کیا۔ ہم نے شمو چچا کی طرف دیکھا۔ انھوں نے ان صاحب کے ہاتھ سے نوٹ لے کر ہمارے ہاتھ میں تھما دیا۔ نعت کے چار اشعار ختم کرتے کرتے ہمیں پانچ دس روپے تو مل ہی گئے۔ نعت ختم کر کے ہم چوکی سے تقریبا کود کر اترے اور سیدھے گھر کی راہ لی۔ امی جان کے سامنے ہم نے اپنی ساری کمائی رکھ دی اور انھیں بتایا کہ ہمیں نعت پڑھنے پر یہ رقم ملی ہے۔ امی جان نے کہا: بیٹے تمھیں یہ نہیں لینی چاہیے تھی۔ جاؤ یہ روپے انعام اللہ ممّا کو دے آؤ۔ یہ ان کا حصہ ہے۔ بادل نخواستہ ہم درگاہ شریف گئے اور اپنے سارے روپے انعام اللہ ممّا کو دے آئے۔ مگر یہ الجھن ضرور رہی کہ آخر امی جان نے ہمارے پیسے انعام اللہ ممّا کو کیوں دلوائے۔

عرس کی تقاریب شام تک ختم ہو گئیں اور زائرین اپنے اپنے ٹھکانوں کو لوٹنے لگے۔ شام کو جب ہم سب ابا حضرت کے پاس بیٹھے تھے تو انھوں نے امی جان کو مخاطب کر کے کہا: سنتی ہو، شمو نے بتایا، آج تمھارے للاّ نے نعت پڑھی اور روپے کمائے۔ امی جان نے کہا: جی ہاں، یہ مرید لوگ ابھی سے بچے کی عادت خراب کیے دیتے ہیں۔ میں نے سب روپے انعام اللہ ممّا کو دلوا دیے۔ ابا حضرت ہنسے اور فرمایا: ارے بھئی، وہ روپے تو للا کے ہی تھے۔ اس کی محنت کا پھل اور میرے اعلیٰ حضرت کا فیض۔ اس وقت ہم نے ابا حضرت سے پوچھا تھا: ابا، یہ اعلیٰ حضرت کون ہیں؟

آج ہم بڑھاپے کی سرحد سے گزر رہے ہیں، آج تک ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ اعلیٰ حضرت کون ہیں؟ ایک جید عالم دین؟ ایک متبحر فقیہ؟ ایک ماہر علوم قرآنی؟ ایک عظیم محدث؟ ایک کثیر التصانیف قلم کار؟ ایک چابکدست جفار؟ ایک ماہر لسانیات؟ ایک مایہ ناز نعتیہ شاعر؟ یا پھر بقول علامہ ہمدانی صاحب ایک مظلوم مفکر؟ ہم نے آج تک اعلیٰ حضرت کے بارے جو کچھ پڑھا اور اپنے خاندان کے بزرگوں سے جو کچھ سنا، اس کی روشنی میں ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت ایک سچے عاشق رسول تھے۔ انھوں نے

Marfat.com

اپنے ہمہ گیر علم اور اپنے مرشد کی دعاؤں سے روحانی زندگی کا یہ اہم راز جان لیا تھا کہ پہلے فنا فی الشیخ ہو جاؤ، پھر فنا فی الرسول اور آخر میں فنا فی اللہ۔ اعلیٰ حضرت علم، عشق اور عمل کے ایک ایسے مثلث تھے جس کے ہزار زاویے۔

اعلیٰ حضرت گمنام رہے، ایسا بھی نہیں۔ ان کی شہرت، ان کی عظمت، ان کی علمیت، ان کی فقہی بصارت کا لوہا تقریباً ہر براعظم نے مانا۔ ابھی حال ہی میں ایک صاحب نے بتایا کہ انھوں نے چین کی ایک مسجد میں لوگوں کو مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام پڑھتے سنا۔ یہ اعلیٰ حضرت پر اس مقدس ذات گرامی کا کرم ہے جس کے لیے قرآن میں **ورفعنالك ذكرك** کا روشن بیان موجود ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ ہمدانی صاحب بھی عجیب شخصیت کے مالک ہیں۔ ایک اعلیٰ درجہ کے تاجر، ایک مصروف ترین بزنس مین، گروہ وہابیہ کے لیے اسکڈ میزائل، پھر بھی سو سے زیادہ کتابوں کے مصنف، کتابیں بھی کیسی! ویسی نہیں کہ قلم اٹھایا اور صنعت اقتباس سے استفادہ کر کے یعنی دوسروں کی کتابوں کا یہاں وہاں سے مضمون اڑا کر اکٹھا کر دیا اور بن بیٹھے مصنف۔ اتنی مصروف زندگی کے باوجود ہمدانی صاحب نے اب تک جو کچھ بھی لکھا ہے، بہت کچھ لکھا ہے اور بڑی جانفشانی اور محنت سے لکھا ہے۔ ان کے کام کرنے کا انداز بالکل ایک ریسرچ اسکالر کی طرح ہے۔ پہلے وہ اپنا موضوع منتخب کرتے ہیں، اور یہ موضوع عام روش سے ہٹ کر ہی ہوتا ہے، پھر وہ اس موضوع کے مختلف پہلوؤں کا باریکی سے جائزہ لیتے ہیں۔ بعد ازاں وہ اپنے موضوع کو نبھانے کے لیے علمی لوازمات اور حوالہ جات اکٹھے کرتے ہیں۔ اور پھر شروع ہو جاتے ہیں۔ میں نے ان کی تقریباً ہر تصنیف کا مسودہ دیکھا ہے۔ وہ اپنی تحریر کو اس طرح سجاتے ہیں کہ مسودہ طبع شدہ کتاب سے زیادہ خوبصورت نظر آتا ہے۔ وہ ایک اچھے خاصے آرٹسٹ بھی ہیں۔

کچھ برس پہلے جب میں پوربندر گیا تھا اور ہمدانی صاحب کے ہی دولت کدہ پر ٹھہرا

81300

Marfat.com

تھا، اس وقت ہمدانی صاحب نے تذکرہ کیا تھا کہ ایک کتاب شروع کی ہے جس میں فن شاعری کے مختلف پہلوؤں کو لے کر اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں نے اس وقت سوچا تھا کہ شاید ہمدانی صاحب اپنی کتاب کا انداز یہ اپنائیں کہ اردو شاعری کی مختلف اصناف کا بیان کریں، ان میں اعلیٰ حضرت کی نعتوں اور دوسری تخالیق کا ذکر کر کے کتاب مکمل کرلیں۔ مگر اب جو یہ کتاب میرے سامنے آئی ہے تو میری تو آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔

برسوں ہو گئے مجھے بھی شاعری کرتے ہوئے مگر آج تک فن شاعری کے بارے میں مجھے بھی وہ کچھ معلوم نہ تھا جو ہمدانی صاحب نے اپنی اس کتاب میں بتایا ہے۔ غالباً میں ہائی اسکول میں پڑھ رہا تھا جب ابا حضرت کی کتابوں میں ایک کتاب علم عروض پر دیکھی تھی اور ابا حضرت سے مانگ کر اسے پڑھنے کی کوشش بھی کی تھی۔ مگر میرے لیے اس کتاب کے مشتملات معمے کے اشاروں کی طرح تھے جو دائیں سے بائیں اور اوپر سے نیچے کے زاویوں میں لوگوں کو الجھا دیتے ہیں۔ میں نے اس معمے کے حل کی کوشش ترک کر دی اور کتاب ابا حضرت کے کتب خانے میں واپس رکھ آیا۔ جب میں اپنی پہلی نعت لکھ کر ابا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے نعت کی اصلاح تو کی ہی، ساتھ ہی یہ مشورہ بھی دیا کہ نعت کے میدان میں کچھ بننا ہے تو اعلیٰ حضرت کو پڑھو یعنی ان کے نعتیہ دیوان حدائق بخشش کا مطالعہ کرو۔ میں نے حدائق بخشش پڑھنی شروع کی اور ۔۔۔ اور مجھے شاعری آ گئی۔ یہ سراسر حضرت رضا بریلوی کا روحانی فیض تھا۔

ہمدانی صاحب نے اپنی اس تصنیف میں فن شاعری کے مختلف پہلوؤں کو جس ماہرانہ، فنکارانہ اور مشاقانہ انداز میں پیش کیا ہے اس کی بدولت یہ کتاب ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اردو ادب کے نصاب میں شامل کیے جانے کے قابل ہو گئی ہے۔ اتنا ضرور کہوں گا کہ ہمدانی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر مستقبل قریب میں اعلیٰ حضرت کی

Marfat.com

شاعری پر ریسرچ کرنے والوں سے ایک موضوع یقیناً چھین لیا ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ آنے والی نسل کے محققین کے لیے یہ دعوت اور تحریک بھی پیش کی ہے کہ حضرت رضا کے نعتیہ کلام کو گہرائی سے دیکھیں، ہوسکتا ہے کہ اس سمندر کی تہہ میں اور کئی موتی پوشیدہ ہوں۔

حضرت رضا بریلوی کو اردو ادب میں وہ مقام نہیں دیا گیا جس کے وہ مستحق تھے، اس بات کو لے کر ہمدانی صاحب نے اردو ادب کے ٹھیکے داروں کو کافی لتاڑا ہے۔ ان کا لتاڑنا بالکل صحیح ہے۔ آج کل لچر سے لچر مضمون باندھنے والے شاعر کو بھی اردو ادب والوں نے کوئی نہ کوئی مقام دے رکھا ہے۔ مگر ایک ایسے شاعر کو گمنامی کی سزا صرف اس لیے سنائی گئی ہے کہ وہ نعتیہ شاعر ہے۔ جبکہ میرا دعویٰ ہے کہ غزل کہنے سے کہیں زیادہ مشکل کام نعت کہنا ہے۔ میں نے ایک ملاقات میں مجروح سلطان پوری سے پوچھا تھا کہ آپ اتنے اچھے شاعر ہیں پھر بھی آپ نے نعت کی طرف کوئی توجہ کیوں نہیں کی؟ مرحوم نے کہا تھا: میاں سفرِ حج سے واپسی پر کوشش کی تھی کہ نعت کہوں مگر ہاتھ کانپنے لگے اور قلم نے ساتھ نہیں دیا۔ غزل کا معاملہ اور ہے۔ کچھ بھی لکھو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ بھائی یہ کیوں لکھا۔ مگر نبی کی شان میں لکھتے وقت ہزار بار خیال آتا ہے کہ کہیں قلم سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے جو قابل گرفت ہو۔ نعت میں جو لغزش ہوئی تو دنیا والے الگ لعنت بھیجیں گے اور اللہ کا قہر الگ نازل ہوگا۔ اس لیے میاں، اپنی غزل ہی ٹھیک ہے۔

دراصل اس طرح کا خوف ان لوگوں کو ہوتا ہے جن کے پاس دینی شعور یا دینی علم کی کمی ہوتی ہے۔ ایک باعمل عالم دین یہ جانتا ہے کہ قلم کی آزادی کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں ختم ہوتی ہے۔ اچھے برے میں امتیاز علم کے ذریعہ آتا ہے، مگر اسی علم کے ذریعہ جس کی اساس قرآن اور رسول کے فرمان پر ہو۔ امام الکلام حضرت رضا بریلوی کو اللہ تعالیٰ نے علم الانسان مالم یعلم کے اتھاہ خزانے سے کچھ قطرے عطا فرمائے

Marfat.com

اور یہ عطا ان کے آقا ومولیٰ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں ملی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی زندگی کا ایک سطری مشن مقرر کیا تھا وہ یہ تھا: رسول اللہ ﷺ سے ایسی محبت کرو جیسی محبت کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ حضرت رضا بریلوی نے اس مشن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ دین وسنیت کے فروغ کی راہ میں ان کی ایک ہزار سے زیادہ تصانیف کی بات تو بہت بڑی ہو جائے گی، صرف ان کا دیوان حدائق بخشش ہی انھیں امتیازی حیثیت دلانے کے لیے کافی ہے۔ یہاں مجھے اپنے برادر بجاں برابر سید محمد اشرف برکاتی کے چار مصرعے پیش کرنے کی اجازت دی جائے جو انھوں نے اعلیٰحضرت کے مخالفین کے سامنے ایک چیلنج کی صورت میں رکھے ہیں: وہ کہتے ہیں:-

منارِ قصرِ رضا تو بلند کافی ہے
تم اس کے ایک ہی زینے پہ چڑھ کے دکھلا دو
فتاوائے رضویہ تو اک کرامت ہے
ذرا حدائق بخشش ہی پڑھ کے دکھلا دو

دنیا کے تمام بڑے شعراء نے محبوب کے زلف ورخسار؛ حسن واداء، سراپا (نکھ شکھ)، شباب، خوبی گفتار، جادوئے رفتار غرض ہر ہر ادا کی تعریف میں قلم اٹھایا ہے۔ انگریزی میں شیلی، ٹینی سن، بائرن، براؤننگ نے بہاریہ نظمیں لکھیں۔ ان میں سے کچھ نظمیں تو اتنی عریاں ہیں کہ انگریزی ادب کی بہت آگے کی کلاسوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ ہندی میں بہاری ست سئی کے سات سو دوہوں میں سے کئی ایک دوہے ایسے ہیں جو منظر عام پر پڑھے جانے کے قابل نہیں ہیں۔ اردو ادب میں کئی شاعروں نے ایسے کلام لکھے ہیں جن میں محبوب کے سراپا کا ذکر ایسے بے باکانہ اور عریاں انداز میں کیا گیا ہے کہ وہ ادب لطیف کی جگہ ادب غلیظ بن کر رہ گئے ہیں۔ نعت کے میدان میں اس طرح کی کوئی آزادی نہیں ہے۔ نعت کہنا یعنی بردم تیغ قدم رکھنا۔ حضرت رضا بریلوی نے اپنے کلام سے اردو شعری

Marfat.com

کو ایک نیا وقار عطا کیا۔ ہمدانی صاحب نے لکھا ہے کہ مسلکی اختلاف رکھنے والوں کی گھنونی سازش سے حضرت رضا کو اردو ادب میں ایک شاعر کی حیثیت سے کوئی مقام نہیں دیا گیا۔ یہی ایک وجہ نہیں تھی، در اصل اردو والے، چاہے مسلکی ہوں یا غیر مسلکی (کمیونسٹ)، سب کو یہی خوف تھا کہ اردو ادب کے آسمان پر نعت کا سورج چمکا تو دوسروں کے چراغ ٹمٹمانے لگیں گے اور آخر میں بجھ ہی جائیں گے۔ رضا بریلوی اردو ادب کے ٹھکیداروں کے لیے ایک ہوّا بن گیا۔ اس کے پاس اقبال سے کہیں زیادہ وسعت فکر تھی، غالب سے کہیں بڑھ کر رومانیت تھی، میر تقی میر سے کہیں زیادہ اونچی پرواز تخیل تھی، داغ دہلوی سے کہیں زیادہ زبان کی سلاست اور نشتریت تھی، جوش ملیح آبادی سے کئی گنا زیادہ ذخیرہ الفاظ تھا۔ جگر سے کہیں آگے کا تغزل تھا، فانی سے کئی گنا زیادہ مضمون کا تسلسل تھا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس اور بھی بہت کچھ تھا جو اوروں کے پاس نہ تھا۔ اس کے پاس قرآنی علوم کی گہرائی تھی، حدیث رسول کی گیرائی تھی، فقہ حنفی کی محتاط روی تھی، مشرب قادریت کی متانت اور سنجیدگی تھی، اور اپنے پیر خانے یعنی مسلک برکاتیت کی درویشیت تھی۔ اور ان سب سے بڑھ کر اس کے پاس عشق رسول کی دولت تھی۔ آل رسول کی محبت تھی۔ اپنے مقصود کو ایسے چاہنے والے ہزاروں میں ایک ہوئے ہیں۔

میرے دادا حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی نے حضرت رضا بریلوی کو اپنی بیعت و خلافت سے نوازا۔ اور اس کے بعد فرمایا: ایک عرصہ سے مجھے یہ فکر دامن گیر تھی کہ کل محشر کے روز میرا رب مجھ سے پوچھے گا آل رسول ہمارے لیے کیا لایا؟ تو میں کیا جواب دوں گا؟ مگر بفضلہٖ تعالیٰ آج وہ فکر دور ہوگئی۔ اب محشر کے دن رب پوچھے گا آل رسول ہمارے لیے کیا لایا؟ تو میں عرض کروں گا: احمد رضا کو لایا۔ دنیائے ارادت میں غالباً اپنی نوعیت کا یہ پہلا واقعہ ہے جب ایک مرشد اپنے رب کے حضور تحفے کے طور پر اپنے ایک مرید کو پیش کرنے کی خواہش ظاہر کر رہا ہے۔ دراصل شاہ آل رسول احمدی کی آنکھیں

Marfat.com

نوجوان احمد رضا کے اندر چھپے ہوئے اس مجدد کو دیکھ رہی تھیں جس کے قلم سے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کی راہ میں بیش قیمت تصانیف نکلنے والی تھیں، جو اپنے وقت کا ایسا عظیم عاشق رسول ہوگا کہ دشمنان رسول اس کی جان کے در پے رہیں گے۔ اور وہ اپنے مخالفوں کی دشنام طرازیوں کو یہ کہہ کر قبول کرے گا: مجھے برا کہتے ہیں تو کہنے دو، جتنے وقت تک وہ مجھے برا کہتے ہیں اتنے وقت تک کم از کم وہ میرے آقا و مولیٰ کی شان میں گستاخی کرنے سے تو دور رہتے ہیں۔ شاہ آل رسول احمدی نے یقیناً حضرت رضا بریلوی کے اندر چھپے ہوئے نعت گو شاعر کا بھی مشاہدہ کر لیا تھا۔ ان کے ولی عہد قطب مارہرہ سیدنا ابوالحسین احمد نوری نے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے بمصداق حضرت رضا بریلوی کو چشم و چراغ خاندان برکات کے لقب سے نواز کر دنیا کو یہ جتلا دیا کہ دیکھو ہم سیدزادے بخیل نہیں ہیں۔ احمد رضا نے ہمارے نانا جان کے عشق میں خود کو فنائیت کے مقام پر لا کر کھڑا کر دیا تو اب وہ اہل بیت میں سے ہو گیا۔ اب وہ ہمارے خاندان کا ایک فرد بن گیا۔ اب ہر اس جگہ اس کا نام لیا جائے گا جہاں ہمارے خاندان کا ذکر کیا جائے گا۔ ع خان زادہ سیدوں کا اعلیٰ حضرت بن گیا۔

علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب کی طبیعت میں بڑی ضد ہے۔ وہ بڑے ہٹیلے ہیں۔ آج تک دنیا میں تین طرح کی ہٹ مشہور ہیں: راج ہٹ، بال ہٹ اور تریا ہٹ۔ میرے خیال سے اس میں ایک اور ہٹ کا اضافہ کر دیا جائے اور وہ ہے ہمدانی ہٹ۔ بہت پہلے ہمدانی صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ میں ایک کتاب اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ترتیب دے رہا ہوں اس پر تقریظ آپ کو لکھنی ہے۔ میں نے اپنی مصروفیت کا بالکل سچا عذر پیش کیا۔ مگر ان کے بات کرنے کا انداز اتنا مسحور کن ہے کہ سامنے والے کے پاس انکار کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ مجھے کہنا ہی پڑا: ٹھیک ہے۔ وقت ملا تو انشاء اللہ ضرور تقریظ لکھ دوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم یوں ہوا کہ میرا تبادلہ شیلانگ جیسے دور دراز علاقے میں ہو گیا۔ میں نے سوچا چلو

Marfat.com

اس طرح ہمدانی صاحب کی گرفت سے بچنے کا موقع ہاتھ آیا۔ مگر ہمدانی صاحب جسے پکڑتے ہیں اسے چھوڑتے نہیں۔ میرے ساتھ ان کا معاملہ بہت قریب کا ہے، ان کے اور میرے معاملات اور روابط میرے جد کریم سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اس فارمولے پر مبنی ہیں: ان کا دوست میرا دوست اور ان کا دشمن میرا دشمن۔ ہمدانی صاحب جن دنوں زنداں میں تھے، ایک بار میں ان سے ملنے گیا تھا۔ اس وقت انھوں نے اپنی کچھ تصانیف کے مسودے مجھے دکھائے تھے۔ ایک لمحہ کے لیے میں تعجب میں پڑ گیا تھا کہ یہ شخص کس مٹی کا بنا ہے؟ اس کی پیشانی پر زنداں کی گھٹن کے آثار نہیں ہیں بلکہ زندگی کا نور ہے۔ اور وہ اس لیے کہ یہ کفار کی سرکار کی قید میں رہ کر دونوں عالم کے مختار، طیبہ کے تاجدار کے مشن کے فروغ کے لیے کام کر رہا ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا: میں تو یہی دعا کر رہا ہوں کہ آپ یہیں رہیں، یہاں رہ کر آپ دین کی جتنی خدمت کر رہے ہیں وہ باہر رہ کر ممکن نہیں ہے۔ ان کے بچے جب بھی مجھ سے ان کی رہائی کے لیے تعویذ طلب کرتے اور میں تعویذ لکھنے کے لیے قلم اٹھاتا تو اللہ تعالیٰ کا حکم کچھ ایسا ہوتا کہ یا تو بسم اللہ شریف لکھنے میں ہی کوئی غلطی ہو جاتی یا تکسیر میں۔ اس طرح کئی دنوں تک ان کے لیے اپنے گھر کا بڑا تعویذ نہ لکھ سکا۔ مگر جب دوسری بار ان سے ملنے زنداں گیا تو ان کی صحت کی خرابی دیکھ کر میرا دل بھر آیا اور ممبئی واپسی پر میں تعویذ لکھنے بیٹھ گیا اور اس بار اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھے کامیابی ملی۔ ہمدانی صاحب باہر آ گئے اور ہم لوگوں کی عید ہو گئی۔

زیر نظر کتاب کے پیش لفظ میں ہمدانی صاحب نے میرے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ صنعت مبالغہ کے تحت آتا ہے۔ میں خود کو ان کا چھوٹا بھائی سمجھتا ہوں کیونکہ وہ عمر اور علم میں مجھ سے کہیں زیادہ بڑے ہیں۔ ان کا تجربہ بھی مجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ تو ان کی منکسر المزاجی ہے کہ وہ مجھے اتنی عزت سے یاد کرتے ہیں۔ ان کی یہ کتاب میں نے سطر سطر پڑھی ہے۔ اس کی وجہ بھی جان لیجیے۔ ہوا یوں کہ مجھے ای میل سے کتاب موصول ہوئی۔ جب

Marfat.com

میں نے ڈاک بکسہ کھولا تو میری نظر پہلے صفحے پر لکھی ایک سرخی پر پڑی جو اس طرح تھی:
"اس کی پوری تصحیح ہو چکی ہے۔" مجھے پہلی ہی نظر میں بہت خراب لگا۔ گویا یہ سطر مجھے یہ جتانے کے لیے لکھی گئی ہے کہ میں اس کتاب کے مشتملات میں قلم نہ لگاؤں اور صرف تقریظ لکھ کر روانہ کر دوں۔ میں نے اپنا غصہ پی لیا اور کتاب کی ورق گردانی کرنے لگا۔ یا اللہ! تقریباً ہر صفحے پر املا و انشاء کی ایسی فاش غلطیاں کہ خود اردو کو بھی شرم آ جائے۔ یہ محض پروف ریڈر کی لاپرواہی کا نتیجہ ہے۔ میں نے تصحیح شروع کی۔ اور تین دن کی لگاتار محنت کے بعد تین سو سے زیادہ اغلاط کی نشاندہی کر پایا۔ کچھ چھوٹی موٹی غلطیاں ابھی باقی ہوں گی اس کا مجھے اعتراف ہے۔ چونکہ ہمدانی صاحب نے یہ کتاب بڑی محنت سے لکھی ہے اور موضوع کے اعتبار سے یہ ایک معرکۃ الآرا تصنیف ثابت ہوگی، اس لیے میں نے اس کی تصحیح میں اتنا وقت صرف کیا۔

حضرت رضا بریلوی کی شاعری کا شاید ہی کوئی پہلو ہمدانی صاحب نے چھوڑا ہو۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں ہمدانی صاحب نے کلام رضا اور اردو کے نامہاد صف اول کے شعراء کے کلام کے درمیان جو تقابلی موازنہ کیا ہے وہ اردو ادب میں اپنی نوعیت کا منفرد کارنامہ ہے۔ کسی شاعر کے دیوان میں سے زلف، رخسار، چشم محبوب، بہار، گلشن، وغیرہ وغیرہ موضوعات پر کہے گئے اشعار ڈھونڈ نکالنا بہت آسان ہے۔ مگر عروض کی کس صنف میں کس صنعت کے تحت کون سا شعر کہا گیا ہے اس کی تلاش ایسی ہی ہے جیسے بھوسے میں سوئی تلاش کرنا۔ ہمدانی صاحب کو تحقیق کا شوق جنون کی حد تک ہے۔ یہاں بھی وہی جنون کارفرما ہے۔ کتاب پڑھنے کے بعد آپ خود جان جائیں گے کہ تقابلی موازنہ میں انھوں نے کتنی محنت اٹھائی ہے۔ کہاں کہاں سے اتنی باریکیاں اکٹھی کر کے لائے ہیں کہ بے اختیار منہ سے واہ واہ نکل جاتا ہے۔

ایک بات ضرور کہوں گا: کہیں کہیں ہمدانی صاحب نے بہت ہی مشکل زبان استعمال

Marfat.com

کی ہے۔ کہیں کہیں ان کے جملے کافی طویل ہو گئے ہیں۔ ایک جملہ شروع کرکے آگے بڑھتے بڑھتے ڈر سا محسوس ہونے لگتا ہے کہ یہ جملہ کہاں ختم ہوگا۔ زبان کو سہل بنایا جا سکتا تھا۔ مگر شاید ہمدانی صاحب نے ادق زبان کا استعمال اپنے موضوع کی مناسبت سے روا رکھا ہے۔ بہرحال یہ طے ہے کہ یہ کتاب نہ صرف رضویات میں ایک بیش بہا اضافہ ہے بلکہ پورے اردو ادب میں بھی ایک ایسا نیا باب ہے جو آگے آنے والی نسل کو یہ سمجھنے کی صلاحیت عطا کرے گا کہ نعت گوئی بھی ایک مستقل فن ہے اور اس دریا کی غواصی عشق مجازی کے کنویں میں غوطے لگانے سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔

اتنا کچھ لکھنے کے بعد سوچتا ہوں کہ ہمدانی صاحب کی ضد پوری کر پایا یا نہیں؟ انھیں نظمی کے قلم سے نکلی تقریظ درکار تھی۔ معلوم نہیں کہ نظمی ہمدانی صاحب کے حسن ظن کے معیار پر پورا اترا یا نہیں؟

فیضیاب کلک رضا

سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی

سجادہ نشین، مارہرہ مطہرہ

شیلانگ، ۱۶ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تقریظ جلیل

از: شہزادۂ احسن العلماء گل گلزار خاندان برکات حضرت شرف ملت قبلہ اشرف میاں صاحب مارہروی دامت برکاتہ

ہمداں مصروف ہمدانی اور حسان الہند

مولانا عبد الستار ہمدانی مصروفؔ کو میں نے کئی رنگوں میں دیکھا ہے۔ ایک کامیاب تاجر کی صورت میں بھی دیکھا اور ایک ہمہ جہت عالم ومناظر کی حیثیت میں بھی۔ سب سے پہلے ان کا نام والد محترم حضور احسن العلماء علیہ رحمۃ ورضواں کی زبانی سنا۔ ان کے بارے میں ان کا جو ریمارک تھا اس کا مفہوم یہ تھا کہ ''مولانا ہمدانی کو ''اعلیٰ حضرتیات'' سے بہت دلچسپی ہے اور اس موضوع پر ان کی بہت معلومات ہیں نیت میں خلوص ہے اور دل میں محنت وجستجو کا جذبہ ہے۔ یہ جماعت کے لیے بہت کام کے عالم ہیں'' والد گرامی خود ماہر رضویات بلکہ شارح رضویات کے منصب پر فائز تھے اس لیئے انہیں مولانا ہمدانی کی اعلیٰ حضرت علیہ رحمت ورضواں کے کارناموں سے متعلق دلچسپی، خلوص اور محنت بہت بھاتی۔ حضرت امین ملت ڈاکٹر سید شاہ محمد امین میاں قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ بھی جب امام اہلسنت کے علمی وادبی کارناموں کا ذکر کرتے ہیں تو ان کارناموں کی باز آفرینی میں مولانا ہمدانی کے حصے کا بڑی فراخ دلی سے ذکر کرتے ہیں۔ ذاتی طور سے میں نے مولانا ہمدانی کی پہلی تحریر وہ دیکھی جو انھوں نے

Marfat.com

والد محترم علیہ رحمت ورضواں کے وصال کے بعد ایک طویل مضمون کی شکل میں قلم بند کی تھی۔ حضور احسن العلماء علیہ رحمۃ ورضواں کی ذات سے مولا ہمدانی نے جو فیض اٹھایا اس کا ذکر وہ کئی بار تحریراً و تقریراً کر چکے ہیں اس لئے میرا اپنے قلم سے اس ضمن خاص میں لکھنا کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

''رضائے برکات'' کے گلشن عشق و محبت سے جاری فیضان عقیدت سے سرشار مولانا عبد الستار ہمدانی مصروف نے رفتہ رفتہ علمی و ادبی سطح پر اپنی پہچان بنانے میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ مولانا عبد الستار ہمدانی صوبہ گجرات کے سوراشٹر علاقے کے معروف مقام پور بندر کے رہنے والے ہیں۔ پور بند ساحل سمندر پر واقع ایک بڑا خوبصورت شہر ہے۔ پور بند تاریخی اعتبار سے زمانۂ قدیم سے ہی مشہور رہے۔ دینی اعتبار سے یہاں کے افراد متصلب راسخ العقیدہ مسلمان ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ آج بھی اس علاقے میں خوش عقیدہ مسلمانوں کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے جن میں تصلب فی الدین بدرجہ اتم موجود ہے۔

علامہ ہمدانی گجرات کے باشندے ہیں جو قدیم وجدید علوم کا ادراک رکھتے ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے تاجر ہیں۔ لیکن اہل سنت کی معتقداتی قدروں کے تحفظ کا پاس اتنا ہے کہ ہمہ دم اس کے لئے مضطرب اور سرگرم عمل رہتے ہیں۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ سے انھیں گہری عقیدت ہے اور ان کے علمی کارناموں کو اجاگر کرنے کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے۔ اب تک اچھی خاصی تعداد میں ان کی کتابیں اعلیٰ حضرت کے حوالے سے منظر عام پر آچکی ہیں اس قدر مصروف زندگی رکھتے ہوئے انھوں نے اپنی تصانیف وتراجم کی سینچری (Century) پوری کرلی ہے۔

علامہ ہمدانی کی کئی کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کی تمام کتابیں ان کے ذوق تحقیق، جذبۂ جستجو، مشقت اور جانفشانی کی ائینہ دار ہیں۔ قدرت کی جانب سے انھیں لکھنے پڑھنے کا ایک خاص رنگ عطا ہوا ہے، جستجو کا ایک انوکھا

Marfat.com

جذبہ پایا ہے۔ جب تک وہ (اپنے اعتبار سے) موضوع سے انصاف نہیں کر لیتے انہیں چین نہیں آتا۔ اس کتاب کا ورق ورق اس بات کا شاہد ہے کہ انھوں نے ایک ایک صنعت کے تقابلی مطالعے میں نامور شعراء کے کئی کئی مجموعہ ہائے کلام کھنگال ڈالا ہے۔ قدیم محققین کا طرز تحقیق یہی رہا ہے۔ اب ایسے علمی حوصلے والے افراد کم دیکھنے کو ملتے ہیں یہ ذوق بلند اسی کو نصیب ہوتا ہے جسے اپنے مقصد سے جنون کی حد تک وابستگی ہوتی ہے۔ ہمدانی صاحب کی طبیعت میں جولانی بھی غضب کی ہے۔ وہ مضامین کے نئے نئے گوشے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے لاتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں کئی ایک انوکھے گوشے موجود ہیں۔

دراصل ایمان اور عقیدے کا بے لوچ ہونا اعتقادیات کے لوازم میں سے ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان ہو سکتا ہے اور نہ جنت کا حق دار۔ ایمان میں پختگی کا ثمرہ محبت ہے اور یہ کیفیت بھی بہت ہی عجیب ہے۔ حکماء کا کہنا ہے کہ عشق جو محبت کی آخری کیفیت ہے وہ بتدریج انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی ارتقائی منازل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ لگاؤ

۲۔ جھکاؤ

۳۔ چاہت

۴۔ محبت

۵۔ عشق

کیفیت عشق حقیقی بھی ہے اور مجازی بھی۔ یہ لگاؤ کائنات، یا مخلوق کائنات سے ہو تو عشق مجازی کہلاتی ہے لیکن جب عقیدت اور توجہ کی تمام جہتیں خالق کائنات کی جانب متوجہ ہوں تو اسے عشق حقیقی کہتے ہیں۔ مختصر لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی عقیدت جو کسی مفاد یا مادیت پر مبنی ہو وہ عشق حقیقی نہیں ہے۔ عشق حقیقی میں نیتِ خیر، خلوص اور روحانیت کا غلبہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔امن و سلامتی اپنے جلو میں ایک خاص جمالیات کی کیفیت رکھتے ہیں۔جمالیات سے نہ کسی کو فرار ہے اور نہ انکار بس پسند اپنے اپنے ذوق کے مطابق ہے۔اسلام فطری جبلتوں کو نہ تو سرے سے ختم کر دینے کا قائل ہے اور نہ بے لگام اس کو چھوڑ دینے کا قائل ہے۔بلکہ عدل کی بالا دستی کو ہر حال میں قائم رکھنے کے باوجود اسلام عفو درگذر کا بھی سبق دیتا ہے۔صاف اور صریح بات تو یہ ہے کہ اعتدال دین اسلام کا حسن ہے اور اس کی پابندی ہر مومن کے لیے لازم۔کیونکہ کائنات ایک نظم کے تحت جاری وساری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بے کار اور بے فائدہ نہیں پیدا کیا ہے۔سب کی ضرورت ہے اور سب کی افادیت ہے۔

کلام انسان کی فطری خوبی ہے اور یہ ایک نظام اور قواعد وضوابط کا پابند بھی ہے۔مافی الضمیر کے اظہار کا اس سے بڑھ کر کوئی اور وسیلہ نہیں ہے۔مافی الضمیر کے اظہار کا یہ ملکہ قدرت نے انسان کو احسن انداز میں عطا فرمایا ہے۔مگر وہ لوگ جو اس میں ایک خصوصی کمال رکھتے ہیں انھیں ''قادر الکلام'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

نثر و نظم کے حوالے سے قادر الکلام ادباء اور شعراء کی ایک لمبی فہرست ہے۔اس خصوصیات کے حامل افراد دنیا میں رائج لسانیات کے ہر خطے میں پائے جاتے ہیں۔جن کی ایک طویل فہرست ہے۔یہاں فرداً فرداً سب کا ذکر ممکن نہیں۔ان حضرات کی شہرت عام ہے اور اہل علم ان سے بخوبی واقف ہیں۔بات تو میں نے شروع کی تھی عقیدت و محبت اور عشق سے اور یہ سبھی جانتے ہیں کہ اظہار عشق کے ذرائع میں غزل، نظم، گیت، قصیدے کے علاوہ حمد و نعت و منقبت بھی شامل ہیں۔لفظیات کی اصطلاح بس مجاز و حقیقت کے اعتبار سے بدل جاتی ہیں مگر جذبہ عشق کائنات کے ہر فرد میں پایا جاتا ہے ۔عشق کی فرماں روائی بڑی مستحکم، محیط اور عام ہے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

مزاج و کیفیت کے اعتبار سے عاشق صادق، حسن محبوب کے جلوہ جمال

Marfat.com

سے دائمی لذت وصال کے حصول کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے اور جد و جہد کی یہ منزل عاشق صادق کو اپنے ہم عصروں میں ایک ایسا ممتاز مقام عطا کر دیتی ہے جو اس کی اپنی ذاتی شناخت بن جاتی ہے۔ ماضی قریب کے ایک قادر الکلام شاعر اور ممتاز عالم دین اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی شناخت اپنے زمانے میں ایک عالم، عاشق، مداح رسول کی حیثیت سے ہے۔ ان کی اس شناخت کا اعتراف ان کے متعلقین ومحبین کے علاوہ مخالفین کو بھی ہے۔ یہ بات صرف اعتراف زمانہ کے پس منظر میں کہی گئی ہے ورنہ بات تو یہاں جہت وعقیدت اور فیضان محبت کی چل رہی ہے اور اس ضمن میں منافرت کا ذکر ہی مناسب نہیں کیوں کہ خود فاضل بریلوی کا بھی کہنا ہے ع

طیبہ نہ سہی افضل ، مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

اپنے دور کے تبحر عالم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں جسمانی اعتبار سے بریلی اور قلب وروح کے اعتبار سے خانقاہ عالیہ مارہرہ مطہرہ (ایٹہ) سے متعلق تھے۔ بے شک فاضل بریلوی نے فیضان محبت رسالت تو شریعت مطہرہ کے مقتدر علماء کرام سے حاصل کیا۔ مگر عرفان محبت رسالت کو عطا کرنے کے لیے ہندوستان کی معروف قادری خانقاہ مارہرہ مقدسہ کی معروف زمانہ بزرگ ہستی، واقف اسرار شریعت وطریقت، جبل استقامت، راز دار علم اہل بیت رسالت، شیخ طریقت کے فیضان کرم نے فاضل بریلوی کو علم وادب کے علاوہ روحانیت کے اس مقام پر فائز کیا جس پر ان کے ہم عصروں نے رشک کیا۔ حمد وثنا، نعت ومنقبت کے میدان میں فاضل بریلوی نے اپنی ایک شناخت بنائی اور یہ امتیاز میں سمجھتا ہوں، کہ فاضل بریلوی کو قدرت کی جانب سے ہی عطا کیا گیا۔

اردو شاعری کا آغاز حضرت امیر خسرو سے ہوتا ہے اور حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز م ۸۲۶ھ محمد قلی قطب شاہ م ۹۸۸ سے ہوتا ہوا میر و سودا،

Marfat.com

غالب وداغ اور امیر واقبال تک پہنچتا ہے جہاں اس کا قد خاصا نمایاں، واضح اور بلند ہو جاتا ہے اور جب اس کینوس کو نعت پاک کی مقدس فضا میں لے جاتے ہیں تو اس پر خواجہ میر درد، امیر مینائی، محسن کاکوروی، کافی مراد آبادی کے جلو میں حضرت رضا بریلوی کا نعتیہ رنگ بھی بڑا ممتاز نظر آتا ہے۔ رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری، اردو نعتیہ شاعری کا سرنامہ کہی جاسکتی ہے۔

مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب نے اپنی کتاب ''فن شاعری اور حسان الہند'' میں اردو نعتیہ شاعری کے اسی سرنامے کو بہت واضح اور آسان انداز میں اہل علم کے سامنے پیش کیا ہے۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے فیض کا بادل فاضل بریلوی کی ذات گرامی پر ٹوٹ کے برسا۔ عشق رسول کی برکت ہے کہ آپ کے تذکرے بحر و بر کی وسعتوں میں پھیل گئے۔ حاسدین اور مخالفین نے آپ کی جگ پھیلتی شہرت پر لاکھ بند باندھے لیکن آپ کے ذکر کا سیل رواں کسی سے نہ رک سکا۔ علامہ ہمدانی علوم رضا کی تعداد ۲۱۵ شمار کرتے ہیں دینی اور دنیاوی علوم کے اس عبقری امام نے اپنی ساری علمی توانائیاں اپنے محبوب کی یاد، ان کے محبت بھرے تذکرے، ان کے دین کے فروغ اور ان کے ارشادات کی اشاعت کے لیے وقف کر دیں۔ ان کی پوری زندگی سیرت نبوی کے گرد گھومتی نظر آتی ہے۔

علامہ ہمدانی کی یہ کتاب امام احمد رضا کے نغمات محبت اور سرود عشق کا وضاحتی بیان ہے امام احمد رضا کو جب یاد محبوب بے کل کرتی تو شعروں کی ٹھنڈک سے دل کو ذرا تسلی دے لیتے ہیں خود فرماتے ہیں:

''جب سرور عالم ﷺ کی یاد تڑپاتی ہے تو میں نعتیہ اشعار سے بے قرار دل کو تسکین دیتا ہوں۔ ورنہ شعر و سخن میرا مذاق طبع نہیں''

اعلی حضرت امام احمد رضا نے اپنی شاداب نعتوں میں صرف عشق کے تقاضے ہی نہیں پورے کیئے بلکہ احتیاط وادب کے دامن کو بھی مضبوطی سے تھام رکھا ہے حضرت عرفی شیرازی کا شعر ہمہ دم آپ کے پیش نظر رہا ہے......

Marfat.com

عرفی مشتاب این رہ نعت است نہ صحرا
آہستہ کہ رہ بردم تیغ است قدم را

آپ نے صراط نعت کو بہت تیز گامی، سبک خرامی اور خوش انجامی کے ساتھ طے کیا ہے۔ آپ کے نعتیہ مجموعۂ کلام کا ہر شعر اس بیان کی صداقت کا آئینہ دار ہے۔ یہی سبب ہے کہ معاندین نے خاصی شورشیں برپا کیں، بہتان تراشے، طوفان اٹھائے، کج بحثیاں کیں، غبار اڑائے لیکن آپ کے جذبۂ عشق کو رسوا نہ کر سکے، بلکہ ایک دنیا نے آپ سے محبتوں کے آداب سیکھے ہیں، آپ کے عشق رسول کی جوت سے دلوں کے چراغ روشن ہوئے ہیں، اور زبان و قلم کے لب و لہجے سنبھلے ہیں۔ آپ کا قصیدۂ سلامیہ، ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' اردو زبان کا قصیدہ بردہ ہے۔ آپ کا قصیدہ معراجیہ اردو شاعری کا جھومر ہے، آپ کی چہار لسانی نعت ''لم یات نظیرک فی نظر'' پہ دنیا کا ہر کہ مہ سر دھنتا ہے۔ آپ کا قصیدہ درود یہ ''کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود'' سن کر آج بھی دل تڑپ اٹھتے ہیں، آپ کے قصیدۂ نوریہ ''صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا'' کی بہار یہ ترنگ دلوں میں کیف عشق کی برسات لے آتی ہے۔ یہ مقبولیت، یہ کیف یہ والہانہ پن، دردمندی، یہ کسک لفظوں میں یونہی نہیں پیدا ہوتی۔ ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد'' کی کرشمہ سازی اور خونِ جگر کی آمیزش نہ ہو۔

شاعری دلوں کی آواز ہوتی ہے جو جذبوں کے ساز اور فکری مضراب کے تال میل سے برآمد ہوتی ہے۔ اس میں جب تخیل کی پرواز اور فکر کی بلندی کے حاشیے شامل ہوتے ہیں تو اسے شعریت کی سند دی جاتی ہے۔ وزن و بحر شاعری کے تلازمے ہیں اجزاء نہیں۔ اچھوتا خیال، نادر فکر، تخیل، سنجیدہ فلسفے جب دلکش پیرائے میں اوزان کے اسٹیج پر آتے ہیں تو شعر کا روپ دھار لیتے ہیں۔ معانی و بیان اور بدیع کی صنعتیں اطلس و کمخواب کی قبائیں ہیں جو اس پیکر شعری کو اور دیدہ زیبی اور رعنائی عطا کرتی ہیں۔ شعر و سخن کے یہ سبھی زاویے امام احمد رضا کے حریری

Marfat.com

شعروں میں موجود ملتے ہیں اور وہ بھی بہت اعلیٰ پیمانے پر۔ اسی خصوصی نکتے کو اس کتاب میں کافی آسان وضاحت سے پیش کیا گیا ہے۔ اور اس پیشکش کا خصوص یہ ہے کہ اس میں تقابلی انداز میں اردو ادب کے اساطین کے کلام کو کلام امام احمد رضا کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔ اور اس پس منظر میں معلوماتی گفتگو کی گئی ہے۔

افکار و خیال کی ترسیل میں فاضل بریلوی سے بعض اہل علم ممکن ہے کہ اختلاف کرتے ہوں مگر ان کی قادر الکلامی پر کوئی انگشت نمائی نہیں کی جا سکتی ہے۔ فاضل بریلوی نے بارگاہ رسالت میں اپنے دلی جذبات کے اظہار کے لیے نعت کو وسیلہ بنایا اور انھوں نے عربی، فارسی اور اردو زبان میں خوب نعت کہی۔ ان کا نعتیہ کلام ''حدائق بخشش'' کے نام سے ان کی حیات میں شائع ہوا جو ان کے کلام کا مستند مجموعہ ہے۔ فاضل بریلوی کے اس دیوان کو ہر فکر کے ادباء و شعراء و دانش ورقدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

لسانیاتی تاریخ کی مطالعے سے یہ بات ہمیں اچھی طرح معلوم ہو جاتی ہے کہ زبان و ادب ہر دور اور ہر زمانے میں مختلف افکار و نظریات اور تحریک سے متاثر ہوتے رہے ہیں بدقسمتی سے کلیسا کے طرز عمل سے تنگ آ کر اس دور کے دانشوران قوم نے مذہب کو ہی اپنی ترقی کا سب سے بڑا دشمن تصور کر لیا۔ اور پھر اپنے افکار و نظریات کی ترسیل میں لامذہبیت کو بنیادی نکتہ قرار دے کر اپنے اپنے خیالات کی نشر و اشاعت میں مشغول ہو گئے۔۔ لامذہبی دور کا پس منظر ابھی تک پورا ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ ''اشتراکیت'' نے مذہب کو اپنا مدمقابل سمجھا۔ مادیت کو روحانیت پر غالب کرنے کے لئے ہر ممکن منظم کوشش کی گئی۔ ادبیات سے مذہبی ادب کو خارج کرنے کا جو سلسلہ چلا اس کا اثر اردو زبان و ادب پر بھی پڑا۔ پھر داخلی طور پر بہت سے مکاتب فکر کا اپنا وجود بھی مسلکی عصبیت کا باعث بنا۔ اس طرح خاص طور سے نعت کی صنف کو اہل سنت والجماعت کے دانشوروں کے علاوہ دیگر ادباء شعراء نے وہ مقام نہیں دیا جو اس صنف کو ملنا چاہیئے تھا یا جو قصیدہ اور مرثیہ کو ملایا

Marfat.com

ایک باضابطہ کوشش اور تحریک سے مرثیہ کو باضابطہ ادبی اصناف میں شامل کیا گیا۔

ادھر حالیہ چند برسوں میں نعت پر کام ہوا ہے۔ خوش فکر دانشوروں نے اس صنف پر کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ بعض جامعات نے اس موضوع پر تحقیقی کام کرائے ہیں اور Ph.D کی ڈگریاں بھی تفویض کی ہیں۔

ہندوستان و پاکستان میں نعت پاک کا کام شروع ہوئے ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ لیکن کام کی رفتار سے اہل فکر و نظر کو خوشی حاصل ہوئی ہے۔ نعت گوئی اور نعت خوانی کے مختلف دبستان بھی پاکستان میں قائم ہوئے ہیں۔ بلکہ کراچی، لاہور، بمبئی وغیرہ کے علاوہ دیار یورپ میں بھی نعت اکیڈمی قائم ہونے کی اطلاع موصول ہو رہی ہے۔ ان حالات سے خوش فکر حضرات کا متاثر ہونا لازمی امر ہے۔

مولانا عبدالستار ہمدانی ایک عالم دین ایک خوش عقیدہ شاعر اور ایک فراخ دل تاجر ہیں۔ لکھنا پڑھنا ان کی ضرورت بھی ہے اور عادت بھی۔ غالباً اپنی مشغولیت کے پیش نظر انھوں نے اپنا تخلص مصروف رکھا ہے اب یہ واقعی مصروف ہیں۔ لیکن ان کی مصروفیت کا مرکز فاضل بریلوی کی ذات گرامی ہے جو ان کے نزدیک بہت توجہ کی مستحق ہے۔ وقتاً فوقتاً فاضل بریلوی کے حوالے سے قلمی جہاد کا میدان سر کرتے رہتے ہیں۔ حسان الہند کے نام سے پیش نظر ضخیم کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ فاضل بریلوی کے شاعری کی خصوصیات کے تعلق سے یہ کتاب قابل توجہ اور لائق مطالعہ ہے۔ ہمدانی صاحب نے ۴۴ عنوانات کو خاص طور سے اپنا موضوع سخن بنایا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ آغاز سخن
۲۔ حسن مطلع
۳۔ وزن اور بحر
۴۔ تقطیع
۵۔ اقسام
۶۔ حمد اور نعت

Marfat.com

۷۔ حضرت رضا اور نعتیہ شاعری
۸۔ صفات فن شاعری
۹۔ حضرت رضا کے کلام میں محاورات اور کہاوت
۱۰۔ ہندوستانی رسم و رواج، معاشرہ، سماج، تجارت شاہی دربار کے طور طریقے اور دیگر معاملاتِ زندگی سے تعلق رکھنے والے امور کا کلام رضا میں تذکرہ
۱۱۔ حضرت رضا نے فن شاعری کس طرح سیکھا
۱۲۔ حضرت رضا بریلوی کو بحیثیت شاعر شہرت کیوں نہ دی گئی
۱۳۔ حضرت رضا بریلوی کے ایک شعر پر اعتراض
۱۴۔ ۱۱۴ علوم وفنون میں حضرت رضا کی مہارت اور کلام رضا میں ان کا استعمال
۱۵۔ اتنی عرضِ آخری سن لو ذرا!
۱۶۔ کلک رضا کی برق بار جولانیاں
۱۷۔ ایک نظر ادھر بھی!

زیر نظر کتاب درج ذیل عناوین پر مشتمل ہے۔ لوازمات شعر حسن مطلع۔ وزن اور بحر تقطیع۔ اقسام شعر۔ حمد اور نعت۔ حضرت رضا اور نعتیہ شاعری۔ صنعات فن شاعری۔ صنعت استعارہ۔ صنعت تشبیہ۔ صنعت مبالغہ۔ صنعت اقتباس۔ صنعت تضاد۔ صنعت تلمیح۔ صنعت حسن تعلیل۔ صنعت مراعاۃ النظیر۔ صنعت تضمین۔ صنعت تشبیب۔ صنعت مرصّعہ۔ صنعت تنسیق الصفات۔ صنعت اتصال تربیعی۔ صنعت مقلوب مستوی۔ صنعت مسمط۔ صنعت حسن طلب۔ صنعت ترجیع بند۔ صنعت مسط۔ صنعت غزل الشفتین۔ صنعت ابہام۔ خدتوام۔ صنعت اشتقاق۔ صنعت شبہ اشتقاق۔ صنعت سیاق الاعداد۔ حضرت رضا کے کلام میں محاورات اور کہاوت۔ ہندوستانی رسوم وغیرہ کا کلام رضا میں تذکرہ۔ حضرت

Marfat.com

رضا نے فن شاعری کس طرح سیکھی۔ حضرت رضا بریلوی کو بحیثیت شاعر شہرت کیوں نہیں دی گئی۔ حضرت رضا کے ایک شعر پر اعتراض۔ ۱۱۴ رعلوم فنون میں حضرت رضا کی مہارت اور کلام رضا میں ان کا استعمال۔ اتنی عرض آخری سن لو ذرا۔ کلک رضا کی برق جولانیاں۔ ایک نظر ادھر بھی۔

عناوین کی اس دراز فہرست پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ہی موضوع کی وسعت اور اس کا احاطہ، تنوع و جستجو و تحقیق جیسے اوصاف نمایاں ہو جاتے ہیں ان تمام عناوین پر مصنف نے سیر حاصل داد تحقیق دی ہے اور ترتیب کے انتشار سے ذرا ہٹ کر دیکھا جائے تو موضوع کی ایک جامع ترتیب سامنے آتی ہے۔ ابتدا ہوتی ہے شاعری اور نعتیہ شاعری کے تعارف سے پھر احادیث کریمہ کی روشنی میں شعرِ حسن اور شعرِ قبح کی امتیازی دائرے کھینچے جاتے ہیں۔ اس کے بعد عربی، فارسی اور اردو نعتیہ شاعری کا نقطہ آغاز اور اہم اساطین پیش ہوتے ہیں۔ پھر لوازمات اور دیگر ضروریات شعری کی اصطلاحی تعریفیں کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد حسن مطلع سے لے کر اخیر عنوانات شعری تک استاذ شعراء کے کلام سے کلام رضا کا تقابل پیش کرتے ہیں اور اس فن میں امام احمد رضا کی برتری مدلل انداز سے ثابت کرتے ہیں جن شعراء کے کلام سے کلام رضا کا تقابل پیش کیا گیا ہے ان میں غالب، فانی، اصغر، جگر اور فیض جیسے جید شاعر موجود ہیں۔

ان تمام موضوعات کو ہمدانی صاحب نے خوش اسلوبی کے ساتھ سمیٹا ہے۔ انداز بیان دلکش اور عبارتیں رواں ہیں۔ وضاحت میں کمال کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان کی وضاحت سے دقیق مضامین اتنے پانی ہو جاتے ہیں کہ ایک عامی بھی سمجھ لے۔ ذہن نکتہ سنج اور رنکتۂ رس پایا ہے۔ اس لئے اخذ مفاہیم میں ندرت فکر کے حامل ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے بعض اشعار پر کئے جانے والے بے بنیاد اعتراضات کا جو جوابات آپ نے رقم کیا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اس کے مطالعے سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مفاہیم کو ذہنوں سے قریب کرنے میں انہیں کس قدر ملکہ حاصل ہے اور اس کتاب کی سب سے بڑی

Marfat.com

خوبی یہ ہے کہ یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے کلام کو اس کے مفہوم سمیت عام ذہنوں تک پہنچا دیتی ہے اور اپنی اسی خوبی کے سبب ان شاء اللہ تعالیٰ عمومی سطح پر یہ محنت جلد مقبولیت حاصل کر لے گی۔

مولانا عبدالستار ہمدانی نے اپنے مقدمے میں بات بہت پھیلا کر کی ہے۔ بہت سارے مقامات پر تفصیل سے کام لیا ہے۔ تفصیل اور وضاحت کے ضمن میں بہت ساری مثالیں دے کر بات کہنے کی کوشش کی ہے جیسے حضور نے ایک صحابی کے ایک شعر کی اصلاح کس طرح کی اس کو مولانا ہمدانی کی لفظوں میں ملاحظہ کریں۔ لکھتے ہیں:

"بارگاہ رسالت کے ایک شاعر تھے جن کا نام حضرت اعشیٰ بن مازن بن عمرو بن تمیم تھا۔ وہ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے ایک شعر بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کیا جس میں عورتوں کی شکایت تھی۔ اس شعر میں ایک مصرعہ یہ تھا۔

"زھن شر غالب لمن غالب"

حضور اقدس ﷺ نے اس مصرعہ کی اصلاح فرماتے ہوئے اس کو اس طرح بدل دیا کہ:

"امن شر غالب لمن غالب" (مدارج النبوۃ، اردو جلد ۲ ص ۱۰۱۷)

نعت لکھنے یا پڑھنے والے صحابہ کرام کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا طرز عمل کیا تھا۔ اس کے متعلق مولانا ہمدانی لکھتے ہیں:

حضور اقدس ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسجد نبوی شریف میں منبر رکھواتے تا کہ وہ اس پر کھڑے ہو کر حصور اقدس ﷺ کی مدحت بیان کریں اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ "إن الله يويد حسانا بروح القدس ما دام يناقح عن رسول الله ﷺ"

ترجمہ: "بیشک اللہ تعالیٰ حسان کی روح القدس سے تائید کراتا ہے۔

Marfat.com

جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دشمنوں کی ہجو کرتے ہیں" (مدارج النبوۃ)

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ حسان بن ثابت کا قول مشرکوں پر تیر کے آنے اور اس کے چبھنے سے زیادہ سخت تر ہے۔ اور فرمایا کہ حق تبارک وتعالیٰ جسے زبان عطا فرمائے اور گویائی کی طاقت وقدرت بخشے، اسے چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدحت اور آپ کے دشمنوں کی ہجو اور مذمت میں کوتاہی نہ کرے۔

ایک مرتبہ بنی تمیم کا وفد بارگاہِ رسالت میں آیا اور وہ لوگ حضور کی شان میں گستاخی کرنے لگے۔ بنی تمیم کا وفد اشعار پڑھ کر گستاخی کر رہا تھا۔ حضرت حسان بن ثابت نے اسی وقت قصیدہ مرتب کیا اور بنی تمیم کے وفد کو ایسا دندان شکن جواب مرحمت فرمایا کہ بنی تمیم کو اپنے عجز کا اقرار واعتراف کر کے کہنا پڑا کہ محمد (ﷺ) کے شاعر ہمارے شاعر اور خطیب سے بہتر ہیں۔ نیز حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ حسان مسلمانوں اور منافقوں کے درمیان علامت ونشانی ہیں۔ منافق ان کو دوست نہیں رکھتا اور مسلمان ان سے دشمنی و عداوت نہیں رکھتا۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت قیس بن عبداللہ بن عمرو المعروف "نابغہ جعدی" نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر حضور اقدس ﷺ کی شان میں ایک طویل قصیدہ مرتب فرمایا۔ اس قصیدہ میں وہ عرض کرتے ہیں کہ:۔

"اَتیت رسول اللہ اذا جاء بالھدی ÷ ویتلو اکتابا کالمخبر سراً"

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ کو دعا دی گئی کہ "لا یفیض فاك" یعنی اللہ تیرے منہ کو سلامت رکھے۔ حضور اقدس کی مبارک دعا کا اثر ہوا کہ حضرت نابغہ جعدی کی عمر ایک سو اسی (۱۸۰) سال کی ہوئی لیکن ان کے منہ

Marfat.com

میں تمام دانت بہترین اور تمام لوگوں سے زیادہ سخت ترین تھے۔''

صحابہ کرام بارگاہِ رسالت میں اپنی خوش عقیدگی کا اظہار اشعار کے پیکر میں کن لفظوں میں کرتے تھے اس کی ایک مثال ملاحظہ کریں۔ مولانا ہمدانی لکھتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کی مدرح وثنا میں عرض کیا کہ:۔

"لو لم یکن فیہ آیات" مبینة ÷ کانت بدیھة بینك بالخیر"

عہد رسالت مین نعت گوئی کے ارتقاء کے متعلق مولنا ہمدانی لکھتے ہیں:

عہد رسالت میں ملک عرب میں عربی شاعری کا جادو پھیلا ہوا تھا۔ ''بڑے بڑے نامور شعراء نے فصیح و بلیغ عربی میں شاعری کر کے اپنا تسلط قائم کر رکھا تھا لیکن قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے سامنے ان کی شاعری ماند پڑگئی اور عرب کے بڑے بڑے فصحا نے حضور اقدس ﷺ کے سامنے عاجز اًزانوے ادب تہہ کئے۔ قرآن مجید اور حضور اقدس ﷺ کے دربار کے تعلیم یافتہ شعراء نے اپنے ارفع و اعلیٰ کلام سے مبہوت اور ساکت کر دیا اور نعت گوئی کا ایک سلسلہ قائم ہوا۔ ہر دور میں عربی شعراء نے عشقِ رسول کے جذبے کو اپنی شاعری سے اجاگر کیا۔ اور نعت گوئی کے آسمان کے درخشاں سیارے کی طرح جگمگائے۔ حضرت شیخ محمد بن احمد جمال الدین یحیٰی ☆ ابو محمد عبداللہ ☆ ابوزید عبدالرحمٰن بن سعید ☆ جمال الدین بن نباتہ ☆ علامہ بوصیری ☆ امام اعظم ابوحنیفہ وغیرہ نے عربی شاعری کے حسن کو دوچند کرنے کے ساتھ ساتھ عشقِ رسول کا پرچم بھی بلند فرمایا۔ خصوصاً علامہ بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ''قصیدہ بُردہ شریف'' اتنا رائج اور مقبول ہوا کہ وہ اہل دل او، اہل عشق کے دل کی دھڑکن بن گیا۔ مذکورہ شعراء نے اپنی سحر بیانی سے عربی شاعری کی زینت کو

Marfat.com

چار چاند لگا دیئے اور ان کا کلام ہر مکان اور ہر محلے کی رونق بن گیا۔
عالم اسلام کو عشق رسول کی سچی تڑپ اور طلب صادق کا احساس انھوں نے کرا دیا۔"

عہد رسالت کے چند نعت گو شعراء کے اسماء گرامی کی ایک مختصر فہرست قارئین کے سامنے پیش کرتے ہوئے مولانا ہمدانی لکھتے ہیں۔

"بارگاہ رسالت ﷺ کے شعرائے کرام کی فہرست بہت طویل ہے۔ چند شعرائے کرام کے اسماء گرامی اس طرح ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت	☆ حضرت عبداللہ بن رواحہ
حضرت عامر بن اکوع	☆ حضرت ابوسفیان بن الحارث
حضرت زبیر بن صرد جشمی	☆ کعب بن مالک
حضرت عباس بن مرداس سلمی	☆ حضرت عدی بن حاتم
حضرت حمید بن نور البلال	☆ حضرت ابوالطفیل بن عامر بن واثلہ لیثی کنانی
حضرت ایمن بن خزیمہ اسدی	☆ حضرت اعشی بن مازن عمرو بن تمیم
حضرت ابوعبداللہ اسود بن سریع ساعدی تمیمی	☆ حضرت لبید بن ربیعہ عامری
حضرت قیس بن عبداللہ عمرو بن عدس بن ربیعہ بن جعہ المعروف "نابغہ جعدی"	☆ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وارضاہم عنا

اسلام کی نشر و اشاعت عرب کے حدود تک محدود نہ ہو کر جب دنیا کے گوشے گوشے میں ہونے لگی تو پھر مختلف زبان و ادب میں نعت کہی جانے لگی۔
نعتیہ ادب سے فارسی اور اردو زبانیں بہت مالا مال ہیں۔ فارسی نعت گو شعراء کے متعلق مولانا ہمدانی لکھتے ہیں:

"نعتیہ شاعری عربی زبان اور ملک عرب تک محدود نہ رہتے ہوئے ملک عرب کی سرحدوں کو عبور کر کے ایران کی سرزمین میں داخل ہوئی۔ اور ایران میں فارسی زبان میں نعتیہ شاعری کے عہد کا

Marfat.com

آغاز ہوا۔ فارسی زبان کی شاعری نے نئی زینت و آرائش اختیار کی اور ادب کے نئے نئے زیورات زیب تن کئے۔ تعین لغت، قوانین صرف ونحو، الفاظ بندی، مرکبات نظم ونثر، جملہ بندی، سخن سازی، ربط وروانی، سخن طرازی، فصاحت و بلاغت، سخن پروری حُسن بیان، سخن آرائی جوامع الکلم، سخن وری وغیرہ کے قوانین وضوابط نافذ کئے گئے اور ان قوانین کے تحت ایک عاشق کے تخیلات، تصورات، مدعا، منشاء، تفکرات، جذبات دل، جوش وولولہ، فکر رساں، فریفتگی، تاثر، غور وخوض، حالتِ قلب، سوختہ دلی، آزردگی، تفتہ دلی، اضطرار، جذبۂ عشق، جوش ایثار، ناکامی، مایوسی، یاس، امید، سرور، لگن، التفات، ارادت اور کیفِ دل کو حسن اسلوبی سے اشعار میں اظہار کرنے کا طرز اختیار کیا گیا۔ اور اس کے ضمن میں شاعری کا ایک مستقل فن متعین کر کے کئی صنعات ایجاد کی گئیں"۔

فارسی نعتیہ شاعری میں ☆ حکیم سنائی غزنوی ☆ نظامی گنجوی ☆ حضرت سعدی شیرازی ☆ عطار نیشاپوری ☆ علامہ جلال الدین رومی ☆ حافظ شیرازی ☆ سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی ☆ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ☆ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ☆ حضرت بوعلی شاہ قلندر ☆ حضرت علامہ عبد الرحمٰن جامی ☆ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی ☆ حضرت امیر خسرو طوطی ہند وغیرہ جیسے شہرۂ آفاق ادباء اور جلیل القدر اولیائے ملت اسلامیہ نے حمد، نعت، منقبت وغیرہ میں اور فارسی نعتیہ شاعری کی شان وشوکت کو دوام بخشا۔ ان معزز اور معظم حضرات کے علاوہ ☆ میر درد ☆ عزت بخاری ☆ مرزا غالبؔ ☆ اخترؔ ایوان ☆ اقبالؔ ☆ مظہرؔ ☆ عرفی ☆ قدسی ☆ نظیری ☆ ظہوریؔ وغیرہ جیسے قادر الکلام شعراء نے فارسی شاعری کو عروج کی منزلت میں پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

Marfat.com

نعتیہ ادب کے فروغ میں فارسی کے بعد اردو کا مقام بہت بلند ہے اردو میں نعت کہنے والوں میں دو طرح کے شعراء پائے جاتے ہیں۔

۱۔ کل وقتی نعت گو شعراء: اس عنوان کے تحت آنے والے وہ شعراء ہیں جنھوں نے سوائے حمد و نعت اور منقبت کے نظم کے اور صنف سے غرض نہیں رکھی جیسے علامہ کافی مراد آبادی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ جز وقتی نعت گو شعراء: اس ضمن میں وہ شعراء شامل ہیں جنھوں نے زبان و ادب کے دیگر اصناف کے ساتھ پاکیزہ نعت کہنے کی بھی طرح ڈالی اور وقتاً فوقتاً حمد، نعت اور منقبت کے اشعار بھی کہتے رہے۔

اردو شاعری دو طرح کے شعراء کے کلام سے اپنے دامن کو پر کئے ہوئے ہے۔ اردو شاعری کے متعلق مولانا ہمدانی کا اپنا خیال ہے کہ

''فارسی نعتیہ شاعری کے بعد اردو نعتیہ شاعری کے دور کا آغاز ہوا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (المتوفی ۸۲۶ھ)، فخر الدین نظام (المتوفی ۸۲۵ھ) اور محمد قلی قطب شاہ (المتوفی ۹۸۸ھ) کے کلام میں نعتیہ شاعری کے دیدار ہوتے ہیں۔

اردو شاعری میں عشق حقیقی کے علاوہ عشق مجازی کو بھی بہت فروغ حاصل ہوا۔ فارسی اور عربی شاعری میں اکثر و بیشتر اولیاء، ائمہ، علماء، صوفیا، صلحاء وغیرہ مذہبی ذہنیت رکھنے والے حضرات کا تسلط رہا، لہٰذا عربی اور فارسی شاعری میں زیادہ تر کلام عشق حقیقی کے تحت حمد، نعت، منقبت، تصوف پر مشتمل ہے لیکن اردو شاعری میں اولیاء و علماء کے علاوہ ہر طبقے کے لوگوں نے قلم کاری کی ہے۔ یہاں تک کہ اردو شاعری میں بہت سارے پیشہ ور شعراء بھی پیدا ہو گئے جنھوں نے اردو شاعری میں عشق مجازی کا بازار گرم کر دیا۔ اردو شاعری نے مایوس اور اندوہ گیں لوگوں کو رنگینی سخن سے سکون و قرار بخشا۔ یہی وجہ ہے کہ اردو شاعری کے میدان میں

Marfat.com

راجا سے لے کر رعیت کے ہر طبقے، ہر مذہب، ہر قوم، ہر ملت، اور ہر قسم کے شعراء جولانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بزرگان دین، صوفیائے کرام، علماء اور دیگر مذہبی شعراء کے علاوہ دنیا دار شعراء نکل پڑے۔ نتیجۃً عشق حقیقی اور عشق مجازی کا فرق نمایاں طور پر عیاں ہو گیا۔ عشق حقیقی اور عشق مجازی کی الگ الگ راہوں پر گامزن ہو کر شہرت حاصل کرنے والے اردو ادب کے کچھ نامور شعراء کے اسماء اس طرح ہیں:۔

ولی دکنی	☆ علامہ اقبال	☆ محشر	☆ فراق بیجاپوری
سودا	☆ میر عبدالحق دہلوی	☆ حسن بریلوی	☆ مرزا اسد اللہ خاں غالب
میر تقی میر	☆ داغ دہلوی	☆ جلیل	☆ جگر مراد آبادی
اکبر الٰہ آبادی	☆ دانش	☆ آتش	☆ رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری
امیر مینائی	☆ ریاض خیر آبادی	☆ حفیظ جالندھری	☆ الطاف حسین حالی
محسن کاکوری	☆ وصل	☆ نشتر	☆ انشاء اللہ خاں انشاء
عمر خیام	☆ عرش ملسانی	☆ بیدل	☆ میر ببر علی انیس لکھنوی
تاباں	☆ میر درد	☆ کرشن پرشاد	☆ محمد ابراہیم ذوق دہلوی
اثر لکھنوی	☆ جرأت	☆ نظیر	☆ شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی
سراج	☆ ظفر	☆ ہادی	☆ حضرت رضا بریلوی
امجد	☆ شکیل بدایونی	☆ کافی مراد آبادی	☆ سیماب اکبر آبادی
بیمی مارہروی	☆ منور	☆ فیض احمد فیض	☆ کنور مہندر سنگھ بیدی سحر
بہزاد لکھنوی	☆ بیدم وارثی	☆ اصغر گونڈوی	☆ جوش ملیح آبادی
جاں نثار اختر	☆ فانی بدایونی	☆ ساحر لدھیانوی	☆ مومن خاں مومن
حسرت موہانی	☆ قتیل شفائی	☆ آرزو لکھنوی	☆ خمار بارہ بنکوی

وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

ذخیرہ

مولانا ہمدانی نے اس فہرست کو زمانی قید کا پابند نہیں رکھا ہے۔

اردو شاعری کے اجزاء ترکیبی:۔

ان تمام تفصیلات کے علاوہ مولانا ہمدانی نے اردو شاعری کے اجزاء ترکیبی پر بھی اظہار خیال کیا ہے۔ان کا کہنا ہے۔

''اس وقت ہم صرف عشق حقیقی کے جذبے کے تحت مرقوم کی گئی شاعری کے تعلق سے ہی گفتگو کریں گے۔لیکن اس گفتگو کے قبل کچھ ضروری اور لازمی وضاحب بھی کردینا چاہتے ہیں کہ اردو شاعری کے لئے ہم بالکل سلیس زبان میں شاعری کے لوازمات قوافی، اقسام تخلیق، صفات وغیرہ پر گفتگو کریں گے تاکہ اردو زبان کا ابجد خواں بھی اردو شاعری کی حقیقت سے قدرے واقفیت حاصل کر سکے۔حرف، لفظ، جملہ کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ اقسام یعنی غزل، نعت قصیدہ وغیرہ پر سیر حاصل گفتگو کر کے صنعات کا تذکرہ بھی کریں گے اور ان تمام امور کی تفہیم کے لیے موقعہ سے مناسب مثال پیش کریں گے۔ علاوہ ازیں ان تمام کے انگریزی نام بھی درج کریں گے۔

اردو شاعری کے لوازمات اقسام اور صنعات کو تین اقسام میں تقسیم کر کے پہلے ان کا اجمالی ذکر کیا جائے گا، بعدہ اس پر تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

لوازمات:۔ یعنی کسی شاعر کو شعر کہنے کے لیے ان لوازمات کی معلومات، ان کے استعمال پر عبور اور ملکہ ہونا چاہیئے اور شاعر ان لوازمات کی رعایت و پابندی کرتے ہوئے اشعار کہتا ہے۔

☆ حرف ☆ لفظ ☆ اعراب ☆ کلمہ ☆ مصرعہ
☆ شعر ☆ بیت ☆ بند ☆ ردیف ☆ قافیہ
☆ مطلع ☆ حسن مطلع ☆ مقطع ☆ مقفیٰ ☆ مسجع
☆ ٹیپ ☆ بحر ☆ تقطیع ☆ وزن ☆ ربط

Marfat.com

☆ سکتہ ☆ تخلص

شاعری کی مختلف اصناف ہیں۔ مولانا ہمدانی نے اس پر تفصیل سے بمع مثال لکھنے کی کوشش کی ہے۔ وہ شاعری کے اقسام کے متعلق لکھتے ہیں۔

''شعر کی زمین، طرح، مضمون، انداز شعر گوئی وغیرہ امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے شاعری کی تخلیق کو ایک مخصوص قسم قرار دیتے ہوئے اس تخلیق کو ایک منفرد نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

☆ نظم ☆ لوری ☆ گیت ☆ سرود ☆ غزل
☆ حمد ☆ نعت ☆ مثنوی ☆ قصیدہ ☆ مرثیہ
☆ قطعہ ☆ مثلث ☆ رباعی ☆ مخمس ☆ منقبت
☆ مسدس ☆ مستزاد ☆ وغیرہ۔

یہاں ہیئت اور موضوع سے متعلق اصناف کی درجہ بندی کا ذکر ہو جاتا تو بہت مناسب تھا۔

صنعات:۔

مضامین وخیال کے اعتبار سے شاعری کے صنعات کی تعداد بھی بہت ہے۔ مولانا ہمدانی نے پہلے ان کی ایک فہرست مرتب کی بعد میں ان تمام صنعات کی تعریف مثال کے ساتھ لکھ کر قارئین کو سمجھائی ہے۔ صنعات کی فہرست ملاحظہ کریں۔

شاعر اپنی علمی اور ادبی صلاحیتوں کی بناء پر اپنے کلام میں فصاحت اور بلاغت کا حسن پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ فن شاعری کی متعین صنعات کا استعمال کر کے، اپنے اشعار کو مزین کر کے، ان کی انفرادی حیثیت قائم کرتا ہے۔ وہ صنعات ذیل میں اجمالا مذکور ہیں:۔

☆ استعارہ ☆ تشبیہ ☆ مبالغہ ☆ اقتباس
☆ تضاد ☆ تلمیح ☆ تلمیع ☆ تجاہل عارفانہ
☆ تجنیس کامل ☆ تجنیس ناقص ☆ مقابلہ ☆ مراعاۃ النظیر

Marfat.com

☆ مستزاد ☆ لف ونشر ☆ تضمین ☆ تشبیب
☆ تنسیق الصفات ☆ خط توام ☆ گریز ☆ حسن تعلیل
☆ اتصال تربیعی ☆ قصیدہ مرصعہ ☆ ترصیع ☆ ترجیع بند
☆ حسن طلب ☆ مقلوب مستوی ☆ مقوب کل ☆ مسمط
☆ غزل الشفتین ☆ ایہام ☆ اشتقاق ☆ شبہ اشتقاق
☆ صیاق الاعداد ☆ وغیرو غیرہ

وزن اور غزل:-

علاوہ ازیں مولانا ہمدانی نے شاعری کے اوزان بحور پر بھی سیر حاصل گفتگو کرنے کی پوری پوری سعی کی ہے۔کہاں تک تفصیل سے لکھا جائے۔ یہ تو قارئین ہی مطالعہ کے بعد اس کا اندازہ لگائیں گے۔مولانا ہمدانی نے اعلیٰ حضرت کی نعت کی فنی اور ادبی خصوصیات سے اپنے قائین کو روشناس کرانے کے لیے کس قدر محنت کی ہے اور کتنی کتابوں کا مطالعہ کر کے اس کا نچوڑ قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔وزن اور بحر کا ایک پورا نقشہ بنا کر انھوں نے قارئین کے لئے سہولت فراہم کردی ہے ملاحظہ کریں۔

''شعر کے وزن سے مراد یہ ہے کہ شعر کو تولنے کے لئے جو پیمانے مقرر کئے گئے ہیں انھیں بحر کہا جاتا ہے۔ان بحور میں سے کسی ایک بحر کے مطابق شعر کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ جو کلام کسی بھی بحر کے وزن پر نہیں ہوتا وہ شعر نہیں ہوسکتا۔اسے نثر (Prose) کہا جائے گا۔ شعر کے وزن کرنے کا جوفن ہے وہ ''علم عروض'' کہلاتا ہے۔اس فن کے ذریعہ اشعار کا وزن یا ان کا موزوں یا ناموزوں ہونا معلوم ہوتا ہے۔فن عروض کی اصطلاح میں شعر کو بحر کی ترازو میں تولنے کا نام وزن ہے۔جس کو تقطیع کرنا بھی کہتے ہیں۔اس فن کا موجد بصرے کا ایک مشہور عالم خلیل بن احمد ہے۔جو ۱۰۳ھ مطابق ۷۲۱ء میں پیدا ہوا

Marfat.com

اور ۱۷۰ھ مطابق ۷۸۶ء میں وفات پائی۔ خلیل بن احمد نے شعر کے لئے پندرہ (۱۵) وزن قرار دیئے اور ہر وزن کا نام بحر رکھا۔ خلیل بن احمد کی مقرر کردہ بحور کے بعد ابوالحسن اخفش، برزجمہر، مولوی یوسف نیشاپوری اور ایک کسی نامعلوم شخص نے ایک ایک بحر ایجاد کی اور فن شاعری کے لیے کل انیس (۱۹) بحریں مقرر ہوئیں۔ پھر ان ۱۹ ربحور کو الگ الگ بحروں میں تقسیم کیا گیا اور کل چھتر (۷۶) بحریں تعین کی گئی ہیں۔ جن کی تفصیلی بحث یہاں ممکن نہیں لہٰذا ناظرین کی خاطر طبع فن شاعری کی سالم انیس (۱۹) بحور کا نقشہ مع اس کے اقسام واوزان کے پیش خدمت ہے۔"

"نقشہ بحور مع کیفیت، اقسام و اوزان"

نمبر	بحر کا نام	کیفیت	کل اقسام	اس بحر سالم کا وزن
۱	ھزج	مفرد	۱۱	مفاعیلن - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۲	رجز	//	۵	مستفعلن - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۳	رمل	//	۷	فاعلاتن - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۴	متقارب	//	۶	فعولن - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۵	کامل	//	۱	متفاعلن - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۶	وافر	//	۱	مفاعلتن - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۷	متدارک	//	۷	فاعلن - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۸	منسوخ	مرکب	۵	مستفعلن مفعولات - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں
۹	مضارع	//	۷	مفاعیلن فاعلاتن - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں

Marfat.com

۱۰	سریع	//	۶	مستفعلن مستعلن مفعولات - ایک مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۱	خفیف	//	۳	فاعلاتن مستفعلن فاعلن - ایک مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۲	مجتث	//	۳	مستفعلن فاعلاتن - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۳	مقتضب	//	۳	مفعولات مستفعلن - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۴	طویل	//	۱	فعولن مفاعیلن - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۵	مدید	//	۱	فاعلاتن فاعلن - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۶	بسیط	//	۱	مستفعلق فاعلن - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۷	جدید	//	۱	فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن - ایک مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۸	قریب	//	۴	مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن - ایک مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۹	مشاکل	//	۱	فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن - ایک مرتبہ ایک مصرعہ میں

میزان: ۴۷

مذکورہ بحور میں سے سات (۷) بحریں مفرد (Solitary) ہیں اور بارہ (۱۲) بحریں مرکب (Combined) ہیں۔ کل انیس (۱۹) بحریں اصل ہیں اور یہ انیس بحریں منقسم ہو کر کل ۴۷ بحریں ہو گئیں۔ جس کا اندازہ مذکورہ بالا نقشہ کے معائنہ سے ہو جائے گا۔ اردو ادب میں جو بھی شاعری لکھی جاتی ہے، وہ ان مذکورہ ۴۷ بحور میں سے کسی ایک وزن پر ہوتی ہے۔ کسی شعر کے لئے یہ طے کرنا کہ یہ کس بحر کے وزن پر ہے یہ ایک مستقل فن ہے اور اس فن کو علم عروض کہا جاتا

Marfat.com

ہے لیکن علم عروض کا پورا دارومدار تقطیع پر ہے۔

کلام رضا کی فنی خصوصیت:۔

مولانا عبدالستار ہمدانی نے اپنی اس تحریر میں کلام رضا کی تین خوبیوں کی طرف کافی تفصیل سے گفتگو کی ہے وہ خوبیاں ہیں۔

۱۔ حسن مطلع

۲۔ قریب المتروک بحر کوئی زندگی

۳۔ کلام رضا میں سنسکرت اور ہندی زبان کا استعمال

اس کی پوری تفصیل مولانا ہمدانی کے لفظوں میں ملاحظہ کریں

حسن مطلع

جس غزل یا قصیدے کے دوسرے شعر کے دونوں مصرعوں میں ردیف اور قافیہ ہوں اس کو حسن مطلع کہا جاتا ہے عموماً ہر شاعر اپنی غزل یا قصیدے کے مطلع یعنی پہلے شعر کے دونوں مصرعوں میں ردیف وقافیہ کا استعمال کرتا ہے کیونکہ فن و ادب کے اعتبار سے وہ ضروری امر ہے مطلع کے بعد دیگر اشعار میں وہ صرف مصرعہ ثانی میں ردیف و قافیہ کا التزام کرتا ہے۔ دونوں مصرعوں میں ردیف وقافیہ کا استعمال کرنا ضروری نہیں لیکن پھر بھی کبھی کبھی شاعر مطلع کے بعد کے شعر میں اس امر کی طرف التفات کر کے دونوں مصرعوں میں ردیف وقافیہ کا استعمال کر لیتا ہے۔ اور اس کا شمار شاعر کی فن کی خوبی میں ہوتا ہے اور شاعر کی اس خوبی فن کو سراہنے کے لئے ایسے شعر کو حسن مطلع سے ملقب کیا جاتا ہے۔ اردو ادب کے نامور شعراء کے کلاموں میں حسن مطلع کی بہت ساری مثالیں پائی جاتی ہیں مثلاً:۔

(۱) مرزا غالب:۔

آبرو کیا خاک اس گل کی کہ گلشن میں نہیں
ہے گریباں ننگ پیراہن جو دامن میں نہیں (مطلع)

Marfat.com

ضعف ہائے گریہ کچھ باقی مرے تن میں نہیں
رنگ ہو کر اڑ گیا جوخوں کہ دامن میں نہیں (حسن مطلع)

مرزا غالب کے پورے دیوان میں صرف بارہ (۱۲) اشعار حسن مطلع کے پائے جاتے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ ایک غزل میں صرف ایک ہی حسن مطلع ہے۔ مرزا غالب کی صرف گیارہ غزلوں میں حسن مطلع کا ایک شعر ہے اور قطعات میں صرف ایک قطعہ نمبر ۶ ''مسی آلودہ سر انگشت حنا لکھئے'' میں ایک شعر حسن مطلع کا ہے۔

(۲) فانی بدایونی:۔

ابتدائے عشق ہے لطف شباب آنے کو ہے
صبر رخصت ہو رہا ہے اضطراب آنے کو ہے (مطلع)
قبر پر کس شان سے وہ بے نقاب آنے کو ہے
آفتاب صبح محشر ہم رکاب آنے کو ہے (حسن مطلع)

فانی بدایونی کے دیوان کلیات فانی میں کل انسٹھ (۵۹) اشعار حسن مطلع کے پائے جاتے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ کسی غزل میں ایک کسی میں دو یا تین۔ جس غزل میں سب سے زیادہ حسن مطلع کے اشعار ہیں وہ غزل ''زبان مدعا آشنا چاہتا ہوں ÷ دل اب زندگی سے خفا چاہتا ہوں'' والی غزل ہے۔ اس غزل میں حسن مطلع کے پانچ اشعار ہیں۔

(۳) اصغر گونڈوی:۔

مستی میں فروغِ رخِ جاناں نہیں دیکھا
سنتے ہیں بہار آئی گلستاں نہیں دیکھا (مطلع)
زاہد نے مرا حاصل ایماں نہیں دیکھا
رخ پہ تری زلفوں کو پریشاں نہیں دیکھا (حسن مطلع)

اصغر گونڈوی کے کلام کے مجموعے ☆ ''نشاط زندگی'' اور ☆ ''سرورِ زندگی'' میں حسن مطلع کے کل اڑتالیس (۴۸) اشعار پائے جاتے ہیں۔ اور ایک

Marfat.com

غزل میں زیادہ سے زیادہ تین اشعار ہیں ایسی صرف دو غزلیں ہیں۔ ☆ ''رخ رنگیں پہ موجیں ہیں تبسم ہائے پنہاں کی'' اور ☆ ''شاید کہ پیام آیا پھر وادیٔ سینا سے'' ان دونوں غزلوں میں حسن مطلع کے تین اشعار پائے جاتے ہیں۔

(۴) شکیل بدایونی:۔

ہوں دل میں عشرت غم جاں لئے ہوئے
سحرا ہے رنگ و بوئے گلستاں لئے ہوئے (مطلع)
ذوق گناہ عزم پشیماں لئے ہوئے
کیا کیا ہنر ہیں حضرت انساں لئے ہوئے (حسن مطلع)

شکیل بدایونی کے کلام کے مجموعے ☆ ''رعنائیاں'' ☆ ''صنم وحرم'' ☆ ''شبستاں'' ☆ ''رنگینیاں'' میں کل ایک سو چوسٹھ (۱۶۴) اشعار حسن مطلع کے پائے جاتے ہیں۔ کل ایک سو چھیالیس (۱۴۶) غزلوں میں حسن مطلع کے اشعار پائے جاتے ہیں لیکن بجز ایک غزل کے کسی بھی غزل میں حسن مطلع کے دو سے زائد اشعار نہیں صرف ایک غزل ''دانستہ سامنے سے جو وہ بے خبر گئے ÷ دل پر ہزار طرح کے عالم گزر گئے'' میں حسن مطلع کے تین (۳) اشعار ہیں۔ سولہ (۱۶) غزلوں میں حسنِ مطلع کے دو دو اشعار ہیں اور ایک سو ستائیس (۱۲۷) غزلوں میں حسن مطلع کے صرف ایک ایک شعر ہی ہے۔

(۵) فیض احمد فیض:۔

شاخ پر خونِ گل رواں ہے وہی
شوخیٔ رنگِ گلستاں ہے وہی (مطلع)
سر وہی ہے، تو آستاں ہے وہی
جاں وہی ہے، تو جانِ جاں ہے وہی (حسن مطلع)

فیض احمد فیض کے کلام کے مجموعے ☆ ''دستِ صبا'' ☆ ''نقش فریادی'' ☆ ''زنداں نامہ'' ☆ ''دست تہہِ سنگ'' اور ☆ ''سرِ وادیٔ سینا'' کی صرف تیرہ (۱۳)

Marfat.com

غزلوں میں سب ملا کر صرف سولہ (۱۶) اشعار حسن مطلع کے پائے جاتے ہیں۔ان میں سے صرف ایک غزل کے علاوہ بقیہ بارہ (۱۲) غزلوں میں حسن مطلع کا صرف ایک ایک ہی شعر پایا جاتا ہے۔صرف ایک ہی غزل میں حسن مطلع کے تین (۳) اشعار ہیں اور وہ غزل ''طوفان بہ دل ہے ہر کوئی دلدار دیکھنا ÷ گل ہو نہ جائے مشعلِ رخسار دیکھنا'' ہے۔

(۶) جگر مرادآبادی:-

نظر ملتے ہی دل کو وقت تسلیم و رضا کر دے
جہاں سے ابتداء کی ہے وہیں پر انتہا کر دے (مطلع)
وفا کو دل کو صدقے، جان کو نذر جفا کر دے
محبت میں یہ لازم ہے کہ، جو کچھ ہو فنا کر دے (حسن مطلع)

علی سکندر جگر مرادآبادی کے کلام کے مجموعے ☆''شعلۂ طور'' ☆''جذبات جگر'' ☆''آتش گل'' ☆''لمعات طور'' ☆''تخیلات جگر'' کی کل دوسو سولہ (۲۱۶) غزلوں میں کل چار سو پچپن (۴۵۵) اشعار حسن مطلع کے پائے جاتے ہیں۔ مذکورہ دوسو سولہ (۲۱۶) غزلوں میں سے صرف ایک غزل ہی ایسی ہے کہ جس میں حسن مطلع کے سب سے زیادہ آٹھ (۸) اشعار پائے جاتے ہیں۔ اور وہ غزل کلیات جگر مرادآبادی صفحہ ۲۷ پر ہے۔غزل کا مطلع ہے ''اک لفظ محبت کا ادنیٰ یہ فسانہ ہے ÷ سمٹے تو دل عاشق، پھیلے تو زمانہ ہے''۔

اردو ادب کے مذکورہ نامور شعراء کے کلام میں حسن مطلع کے اشعار کا جو اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ مذکورہ شعراء میں سے صرف جگر مرادآبادی کے کلام میں ایک غزل میں سب سے زیادہ یعنی حسن مطلع کے آٹھ اشعار پائے جاتے ہیں لیکن جگر صاحب کو بھی جگر تھامنا پڑے ایسی مثال امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ ''حدائق بخشش' حصہ دوم میں ایک قصیدہ حضرت رضا بریلوی نے غزل کے انداز میں مرقوم فرمایا ہے۔اس قصیدہ کا نام قصیدۂ نور'' ہے۔اس قصیدے میں حضرت

Marfat.com

رضا بریلوی نے حسن مطلع کے چھیالیس (۴۶) اشعار ارقام فرمائے ہیں۔
اردو ادب کے کسی بھی شاعر نے ایک غزل میں اتنے اشعار حسن مطلع کے نہیں کہے بلکہ دس (۱۰) اشعار کی تعداد تک بھی نہیں پہنچ سکے۔ جب کہ حضرت رضا بریلوی نے ایک نیا ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ اور یہ ریکارڈ غیر مکسر (Unbeaten) رہے گا۔
قصیدۂ نور کا پہلا شعر ''صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا ÷ صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا'' مطلع کے بعد حسن مطلع ہے ''باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا ÷ مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا'' تک کل چھیالیس (۴۶) اشعار حسن مطلع کے آپ نے قلمبند فرمائے ہیں۔

حضرت رضا بریلوی نے اپنے قصیدۂ نور میں کثرت سے قافیوں کا استعمال فرما کر اپنی قادر الکلامی کا ثبوت دیا ہے اور اپنی شانِ فصاحت و بلاغت کو اُجاگر فرمایا ہے۔ حالانکہ جگر صاحب نے حسن مطلع کے صرف آٹھ اشعار ہی کہے ہیں۔ اس کے باوجود بھی انھوں نے قافیوں کی قلت محسوس کی ہوگی ایسا لگتا ہے کیونکہ ان کے اشعار میں ایک قافیہ چار چار مرتبہ مکرر آیا ہے۔ اس کے برعکس امام الکلام حضرت رضا بریلوی کے کلام میں قافیوں کی بہتات و وسعت نظر آتی ہے۔

جگر مراد آبادی نے اپنی ایک غزل میں، جن آٹھ مطلع ہائے حسن کا استعمال کیا ہے وہ حسب ذیل ہے:-

۱ اک لفظ محبت کا ادنیٰ یہ فسانہ ہے — مطلع
سمٹے تو دل عاشق، پھیلے تو زمانہ ہے

۲ یہ کس کا تصور ہے، یہ کس کا فسانہ ہے — حسنِ مطلع نمبر ۱
جو اشک ہے آنکھوں میں، تسبیح کا دانہ ہے

۳ دل سنگ ملامت کا ہر چند نشانہ ہے — حسنِ مطلع نمبر ۲
دل پھر بھی مرا دل ہے، دل ہی تو زمانا ہے

۴ ہم عشق کے ماروں کا اتنا ہی فسانہ ہے — حسنِ مطلع نمبر ۳

Marfat.com

روتے کو نہیں کوئی ، ہنسنے کو زمانہ ہے

۵ وہ اور وفا دشمن مانیں گے نہ مانا ہے — حسنِ مطلع نمبر ۴
سب دل کی شرارت ہے آنکھوں کا بہانا ہے

۶ شارع ہوں میں شاعر ہوں میرا ہی زمانہ ہے — حسنِ مطلع نمبر ۵
فطرت مرا آئینہ ، قدرت مرا شانا ہے

۷ جوان پر گزرتی ہی ، کس نے اسے جانا ہے — حسنِ مطلع نمبر ۶
اپنی ہی مصیبت ہے ، اپنا ہی فسانا ہے

۸ کیا حسن نے سمجھا ہے، کیا عشق نے جانا ہے — حسنِ مطلع نمبر ۷
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانا ہے

۹ آغاز محبت ہے ، آنا ہے نہ جانا ہے — حسنِ مطلع نمبر ۸
اشکوں کی حکومت ہے آہوں کا زمانہ ہے

مذکورہ حسن مطلع کے آٹھ اشعار کے لئے سولہ (۱۶) قافیوں کی ضرورت تھی لیکن جگر صاحب صرف آٹھ قافیوں پر اکتفا کرتے ہوئے سبکدوش ہو گئے۔ (۱) فسانا۔ ۳/مرتبہ (۲) زمانہ۔ ۵/مرتبہ (۳) دانہ۔ ا/مرتبہ (۴) نشانہ۔ ا/مرتبہ (۵) مانا۔ ا/مرتبہ (۶) بہانہ۔ ا/مرتبہ (۷) شانا۔ ا/مرتبہ (۸) جانا۔ ۳/مرتبہ استعمال کر کے قافیوں کی قلت (Shortage) کا اظہار فرمایا ہے۔
لیکن حضرت رضا بریلوی نے اپ نے قصیدۂ نور کے حسن مطلع کے ۴۶/اشعار کے لئے ۹۲/قافیوں کے لئے (۸۷) الفاظ کا استعمال فرما کر دنیائے ادب پر اپنی سخن شاہی کا سکہ بٹھا دیا ہے۔ حضرت رضا نے ۸۷/قافیوں کا استعمال فرمایا ہے۔ وہ اس طرح ہیں: (۱) پھولا (۲) کلمہ دو مرتبہ (۳) سجدہ دو مرتبہ (۴) ستارہ۔ دو مرتبہ (۵) کمرہ (۶) پودا (۷) والا (۸) اعلیٰ (۹) بدلا۔ بمعنی تغیر (۱۰) بدلا۔ بمعنی عوض قصاص (۱۱) سہرا (۱۲) پیالہ (۱۳) صدقہ (۱۴) کعبہ (۱۵) شملہ (۱۶) صحیفہ (۱۷) عمامہ۔ دو مرتبہ (۱۸) بالا (۱۹) بلہ (۲۰) پھریرا

Marfat.com

(۲۱) شفیعہ (۲۲) قبالہ (۲۳) پسینہ (۲۴) سونا (۲۵) ......(۲۶) شعاع (۲۷) گپھا (۲۸) زجاجہ (۲۹) ......(۳۰) پتلا (۳۱) کرتا (۳۲) ماتھا (۳۳) سیما (۳۴) ٹکڑا (۳۵) سایہ (۳۶) دولہا (۳۷) شہانہ (۳۸) دوبالا (۳۹) اِکا (۴۰) ترانہ (۴۱) لہرا (۴۲) آیہ (۴۳) معنی ۔ دومرتبہ (۴۴) بھالا (۴۵) دکھایا (۴۶) مژدہ (۴۷) دھڑکا (۴۸) دریا (۴۹) اہلا (۵۰) رہا تھا (۵۱) کلیجا (۵۲) بٹھایا (۵۳) علاقہ (۵۴) توڑا ۔ روپیوں کی تھیلی (۵۵) توڑا بمعنی خسارہ (۵۶) کاسہ (۵۷) مہینہ (۵۸) دعوئی (۵۹) مچلکا (۶۰) تمغا (۶۱) ٹیکا (۶۲) اس با (۷۰) اندھا (۷۱) نگینہ (۷۲) تڑکا (۷۳) دھندلکا (۷۴) بڑھتا (۷۵) ذراسا (۷۶) معلّیٰ (۷۷) قبہ (۷۸) پہرا (۷۹) پرندہ (۸۰) شیدا (۸۱) دوپٹا (۸۲) کشتہ (۸۳) چھینا (۸۴) جملہ (۸۵) سچّا (۸۶) آتا (۸۷) استعارہ۔

جگر مرادآبادی کے حسن مطلع کے مذکورہ اشعار میں کوئی علمی، تاریخی، یا مذہبی بات نہیں کہی گئی اور صرف ''حسن'' و ''عشق'' کے چکر میں پھنس کر معشوقہ کے عشق میں تڑپنے اور آنسوں کے بہانے کی کیفیت کا ذکر ہے۔ علاوہ ازیں ان آٹھ اشعار مین عوامی سطح اور اصطلاح کے الفاظ کا ہی استعمال کیا گیا ہے اور محبت کا فسانے کا رونا رویا گیا ہے۔ کوئی معنی خیز الفاظ یا فن شاعری کی کسی صنعت پر دست آزمائی نظر نہیں آتی جب کہ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے اشعار کا ایک ایک لفظ علم وعرفان کا گوہر نایاب معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اردو ادب کی کئی صنعات مثلاً صنعت تشبیہ، تضاد، اقتباس، استعارہ، تلمیح، مقابلہ، تجنیس کامل وغیرہ بکثرت پائی جاتی ہیں۔ ہر شعر کی تشریح میں کئی سو صفحات لکھے جا سکتے ہیں۔ الفاظ کی بندش، روانی اور ربط کا حسن بھی اپنی تمام آب وتاب کے ساتھ نکھرا ہوا نظر آتا ہے۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے مذکورہ قصیدۂ نور کے علاوہ وہ دیگر

Marfat.com

چالیس (۴۰) نعتوں، منقبتوں وغیرہ میں وہی حسنِ مطلع کا استعمال فرمایا ہے اور حسن مطلع کا کثرت سے استعمال فرمایا ہے۔

''واہ کیا جود وکرم ہے شہ بطحا تیرا''۔ نعت میں تین (۳) حسن مطلع ہیں۔

''ماہ سیما ہے احمد نوری''۔ منقبت میں سات (۷) حسن مطلع ہیں۔

''اے امام الہدیٰ محب رسول''۔ منقبت میں دس (۱۰) حسن مطلع ہیں۔

''قریب الفناء متروک بحر کو نئی زندگی''

حضرت رضاؔ بریلوی نے اپنی مشہور زمانہ نعت ''زمین وزماں تمھارے لئے'' جس بحر میں کہی ہے وہ ''بحر وافر سالم'' صرف عربی زبان میں ہی رائج ہے یہ بحر عربی سے مخصوص ہے اور اردو میں رائج نہیں'' (حوالہ: ''فن شاعری'' از اخلاق حسین دہلوی، صفحہ ۱۰۷)۔ اس بحر میں اردو یا فارسی زبان میں شاید ہی کسی شاعر کی کوئی غزل ملے گی۔ بلکہ اس بحر کو فارسی اور اردو کے قریب قریب تمام شعراء نے بہت ہی مشکل اور کٹھن بحر محسوس کر کے بالکل متروک کر دیا تھا اور دنیائے ادب سے یہ بحر غیر مانوس ہو کر قریب الفنا ہوگئی تھی لیکن حضرت رضاؔ بریلوی کے قلمِ حیات بخش نے اس بحر کو نئی زندگی بخشی۔ صرف نئی زندگی ہی نہیں بخشی بلکہ نیا جوبن اور شباب بخشا اور اس بحر کی سنگلاخ زمین میں عشقِ رسول کے مہکتے پھولوں کی شکل میں فصیح اور بلیغ الفاظ کا استعمال فرما کر اس بحر کو شباب کے ساتھ ساتھ حسن وزینت سے آراستہ کیا۔ جس بحر کو فارسی اور اردو کے شعراء نے اس کی سنگلاخی سے مایوس ہو کر فراموش کر دیا تھا، اس بحر کو حضرت رضاؔ بریلوی نے بزم ابحار کی شمع درخشاں بنا دیا۔ بلکہ آنے والی نسل کے شعراء کے لئے اس بحر کی راہ دشوار کو سہل بنا کر اس بحر میں شعر گوئی کی ترغیب دی۔ حضرت رضاؔ بریلوی نے اس دشوار بحر میں پوری حسن ترتیب سے اشعار کی صنعت بندی فرما کر روانی پیدا کی ہے اسے دیکھ کر اہل علم وادب عش عش پکار اٹھے ہیں۔ حضرت رضاؔ

Marfat.com

بریلوی نے اپنی نگاہ التفات سے اُس متغائر اور متروک بحر کو وہ حُسن بخشا کہ حضرت رضا بریلوی کے بعد بہت سے شعرائے اردو ادب اس بحر پر وارفتہ ہوگئے اور اس بحر میں غزلیں کہی ہیں۔ جس بحر کو فارسی و اردو کے شعراء تلخ اور ترش سمجھ کر اس سے کنارہ کش ہوگئے تھے، اس بحر میں حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ شیرینی اور چاشنی پیدا کردی کہ ہر شاعر کے لیے وہ بحر مرغوب طبع ہوگئی۔ حضرت رضا بریلوی نے اس بحر میں جو نعت ارشاد فرمائی ہے اس میں ایک خوبی یہ ہے کہ آپ نے شعر کے ہر رکن کو پورا جملہ دینے کے بجائے ہر رکن کو قافیہ کا حسن عطا کیا ہے۔ اور ان ارکان شعر میں وہ ربط و روانی پیدا کردی ہے کہ شعر پڑھنے یا سننے والا اگر شعر کے مطلب سے واقف نہیں بھی ہے، پھر بھی وہ الفاظ و قافیہ کی موزونیت اور نظم سنجی کے کیف میں جھوم اٹھے گا۔ مندرجہ ذیل اشعار ہمارے اس دعوے کی دلیل و برہان ہیں:-

تمھاری چمک، تمھاری دمک، تمھاری جھلک، تمھاری مہک
زمین و فلک، سماک وسمک، ہیں سکہ نشاں تمھارے لئے

کلیم و نجی، مسیح و صفی، قلیل و رضی، رسول و نبی
عتیق و وصی، غنی و علی، ثنا کی زباں تمھارے لئے

عطائے ارب، جلائے کرب، فیوض عجب، بغیر طلب
یہ رحمت رب، ہے کس کے سبب، برب جہاں تمھارے لئے

جناں میں چمن، چمن میں سمن، سمن میں پھبن، پھبن میں دلہن
سزائے محن، پہ ایسے منن، یہ امن واماں تمھارے لئے

اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خور کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا، یہ تاب و تواں تمھارے لئے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے، کہ دن ہوں بھلے
لواء کے تلے ثنا میں کھلے، رضا کی زباں تمھارے لئے

Marfat.com

اس نعت پاک کے ہر شعر میں الفاظ کی ندرت اور روانی کی شیریں مقالی اتنی پر کیف ہے کہ نعت پڑھنے والے کے ذہن میں شہد نایاب گھل جاتا ہے، گویا کہ حضرت رضا نے بحر وافر سالم کی پتھریلی راہ کو ہموار کر کے اس کو مخملی بنا دیا ہے۔

۳۔ کلام رضا مین سنسکرت اور ہندی زبان کا استعمال :-

حدائق بخشش حصہ اول :- (شائع کردہ :- رضا اکیڈمی بمبئی ۔ ۱۹۹۷ء)

نمبر	صفحہ نمبر	شعر نمبر	شعر اختصار کے ساتھ	شعر میں مستعمل لفظ اور اس کے معنی	کس زبان	حوالہ
۱	۱	۲	تارے کھلتے ہیں سخا کے	سخا = بخشش، خیرات	سنسکرت	فیروز اللغات ص ۸۴۷
۲	۴	۳	جوت پڑتی ہے تیری نور	جوت = روشنی، اجالا، نور	ہندی	ص ۸۴۷
۳	۶	۱	جون سے جک یہ پہنچا نہیں	چک = قطعہ، پٹی، کاشت	ہندی	ص ۵۳۰
۴	۱۰	۳	برسا نہیں جھالا تیرا	چھالا = مقامی بارش	ہندوی	ص ۴۹۰
۵	۱۳	۲	بَل بی او منکر بے باک یہ زہرا تیرا	بل = زور، طاقت، قوت	سنسکرت	ص ۲۰۱
۶	۲۱	۴	تورے چندن چندر پرو کنڈل	چندن = صندل، صندل کی لکڑی	سنسکرت	ص ۵۳۷
۷	//	//	// //	چندر = چاند، ماہتاب	سنسکرت	ص ۵۳۷
۸	//	//	// //	کنڈل = دائرہ، چکر، ہالہ	سنسکرت	ص ۱۰۳۵
۹	۲۲	۲	پت اپنی بپت میں کا سے کہوں	بپت = مصیبت، آفت، دُکھ	ہندی	ص ۱۷۷
۱۰	۱۰۱	۴	دیس کا جنگلا سنانے والے	جنگلا = ایک راگنی کا نام	ہندی	ص ۴۷۵
۱۱	۱۱۷	۲	قاتل ڈائن شوہر کش	ڈائن = جادو گرنی ، بد صورت عورت	ہندی	ص ۶۷۷
۱۲	۱۱۳	۸	اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن	پاکھ = پندرہ روزہ نصف ماہ	سنسکرت	ص ۲۶۵

Marfat.com

۱۳	۱۱۶	۴	ڈر سمجھائے کوئی پون ہے	پون = ہوا، باد، سانس	سنسکرت	ص ۲۶۵
۱۴	۱۴۳	۲	جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے	پی = پریتم، معشوق، پیارا	ہندی	ص ۳۲۲
۱۵	//	//	// // // //	سہاگن = وہ عورت جس کا شوہر زندہ ہو	ہندی	ص ۸۲۴
۱۶	//	//	// // // //	کنورہ = شہزادہ	ہندی	ص ۱۰۳۷
۱۷	۱۴۸	۸	برسوں کہ یہ سُبھ گھڑی پھری	سبھ مبارک، مسعود	سنسکرت	ص ۷۷۵
۱۸	۱۴۹	۲	جنھوں نے دولہا کی پائی اُترن	اُترن = پہنے ہوئے پرانے کپڑے	ہندی	ص ۶۳
۱۹	//	۳	کہ رت سہانی گھڑی پھرے گی	رت = موسم، سماں، فصل	ہندی	ص ۴۰۷
۲۰	//	۸	گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل	= پانی سے بھری ہوئی زمین	سنسکرت	ص ۴۶۶
۲۱	۱۵۳	۱	کسے ملے گھاٹ کا کنارہ	گھاٹ = دریا سے اترنے کا مقام	ہندی	ص ۱۱۹

ناظرینِ کرام کی ضیافت طبع کی خاطر حدائق بخشش حصہ اول سے چند اشعار بطور نمونہ پیش کئے ہیں۔ حصہ اول، دوم اور سوم میں سنسکرت اور ہندی کے اتنے الفاظ پائے جاتے ہیں کہ ان کو شمار کرنا مشکل ہے۔ اور جن اشعار میں سنسکرت اور ہندی کے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے ان تمام اشعار کو یہاں پیش کرنا ممکن نہیں۔ ان اشعار کے چند الفاظ ذیل میں پیش ہیں۔

☆ حضرت رضا کے اشعار میں سنسکرت اور ہندی الفاظ :-

☆ بن ☆ کنٹر بھیانک ☆ دھار ☆ پتیم ☆ باڑا ☆ مت ☆ چرن ☆

Marfat.com

ٹکسال ☆ سنسان ☆ پاٹ ☆ بپتا ☆ چھالا ☆ موا ☆ دھوون ☆ ماتھا ☆ بھنور ☆ جنم ☆ داتا ☆ باٹ ☆ پتنگ ☆ کوپل ☆ ٹھگ ☆ کوڑی ☆ پت ☆ مد ☆ مدھ ☆ جڑاؤ ☆ گھپا ☆ پھانس ☆ کنول ☆ دھیان ☆ پتلا ☆ گٹھری ☆ سہاگ ☆ بھوکا ☆ لاج ☆ گتھی ☆ ماتا ☆ پل ☆ جگنو ☆ بدرا ☆ چینٹ ☆ گانٹھ ☆ مہاراجہ ☆ مکھ ☆ جگ ☆ راج ☆ بین ☆ سیس ☆ چھوٹ ☆ دمک ☆ گودی ☆ سکھیں ☆ گھٹا ☆ دیو ☆ سپنا ☆ رس ☆ بوٹی ☆ ان داتا ☆ چُنر یا ☆ دھان ☆ نین ☆ مالا ☆ ادھار ☆ کرپا ☆ نیر ☆ بھرن ☆ کتھا ☆ برھا ☆ آنچل ☆ برکھا ☆ درشن ☆ نیا ☆ جیوں ☆ لہنا ☆ کلس ☆ چھاگل ☆ ناگنی ۔ وغیرہ

مذکورہ الفاظ کے علاوہ سنسکرت اور ہندی زبان کے بہت سارے الفاظ ،محاورے اور کہاوت کو حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے اشعار میں ایسے حسن اسلوب سے استعمال فرمایا ہے کہ شعر کی روانی ، بحر، تسلسل، عنوان، فصاحت وغیرہ پر ان الفاظ کے بزبانِ دیگر ہونے کے باوجود بھی کوئی اثر نہیں پڑا اور نہ شعر کے حسن میں کوئی نقص پیدا ہوا ہے بلکہ شعر کے حسن میں مزید اضافہ ہو گیا۔''

آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ گجرات وسوراشٹر دبستان اردو کے کسی بھی مکتب سے براہ راست وابستہ نہیں رہے ہیں ۔اس کے باوجود اس علاقے میں اردو زبان وادب کا فروغ مسرت آمیز اور حیرت انگیز ہے ۔اس اطراف و جوانب کے علماء اور ادباء کی تصنیفی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

چند سال پہلے میرا خیال تھا کہ اچھا شعر کسی تنقید کا محتاج نہیں ہوتا۔لیکن عمر کے ساتھ ساتھ میرا خیال بدلتا گیا۔ یہ صحیح ہے کہ اچھا شعر خود اپنی کیفیت کا بڑی حد تک اظہار کر دیتا ہے ۔ پڑھنے والا شعر پڑھ کر خود سمجھ جاتا ہے کہ اس پر کیا کیفیت طاری ہوئی ۔لیکن سچی تنقید ہمیں یہ بتاتی ہے کہ شعر میں وہ کیفیت '' کیوں '' پیدا ہوئی نتیجتاً شعر پڑھنے والا ، سننے والا جب اس شعر کی سچی تنقید پڑھتا ہے تو وہ یہ تو جان جاتا ہے کہ اس پر کیا کیفیت طاری ہوئی ۔ ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی

Marfat.com

جان لیتا ہے کہ وہ کیفیت ''کیوں'' طاری ہوئی۔ جب وہ کیوں پر غور کرتا ہے اور تقابلی مطالعہ کرتا ہے تو اسے یہ بھی علم ہو جاتا ہے کہ فلاں صنعت کے استعمال سے ایک شاعر کے یہاں تو یہ کیفیت ہے اور دوسرے شاعر کی یہاں وہ کیفیت ہے۔ یہ موازنہ نہ صرف یہ کہ لطف دیتا ہے بلکہ پڑھنے والے کو قدر شناسی کے قریب تر کردیتا ہے۔ علامہ ہمدانی کی اس کتاب سے یہی لطف وخبر حاصل ہوتے ہیں۔ بہت سے روزن اور دریچے کھل گئے ہیں اور ان کی شفاف روشنی میں امام احمد رضا کے چمکتے ہوئے اشعار اور بھی زیادہ جگمگا اٹھتے ہیں۔ یہی اس کتاب کا حاصل ہے۔ کتاب پڑھتے وقت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کی شاعری کی روح تک رسائی ہونے کی امید بندھ جاتی ہے یہی مولانا ہمدانی کا کمال ہے۔

علامہ ہمدانی نے کتاب کے آخر میں جن تین عنوانات پر گفتگو کی ہے وہ حضرت رضا کی شاعری کا محاکمہ کرنے کے بعد ضروری تھی کہ اردو تنقید کی اس ناانصافی کا بھانڈا پھوٹ سکے جو حضرت امام اہلسنت کے ساتھ روا رکھی گئی۔ کتاب کو پڑھکر جو فوری تاثر پیدا ہوتا ہے اسے یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ علامہ ہمدانی پوربندر کے باشندے ہیں اور گجرات کلاسیکل اردو کے کسی مرکز سے باضابطہ وابستہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود انھوں نے علمی زبان کو سلاست اور روانی کے ساتھ استعمال کیا ہے۔

تحقیقی کتاب عموماً غیر جانب درا ہو کر لکھی جاتی ہے۔ اس کتاب کے متن کے وہ حصے جو تقابلی مطالعہ پیش کرتے ہیں غیر جانب داری کے وصف سے مملو ہیں لیکن بعض مقامات پر علامہ ہمدانی اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو جاتے ہیں اور ایسے ہر مقام پر اعلی حضرت علیہ رحمت ورضوان سے ان کی محبت بولتی ہوئی نہیں بلکہ چمکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

۳۔ جستجو اور تفحص کو علامہ ہمدانی نے اپنی کتاب کی اساس بنایا ہے۔ موازنے کے لیے جن شعراء کے اشعار کا انتخاب کیا ہے وہ انتخاب علامہ کی جستجو کا

Marfat.com

آئینہ دار ہے۔

۴۔ کتاب کلیتاً تنقیدی ہے نہ مکمل طور سے تحقیقی۔ اور ایسا علامہ ہمدانی کے عجز بیان کی وجہ سے نہیں ہوا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کتاب کے مشمولات تنقید اور تحقیق کا ایسا حسین امتزاج ہیں کہ مجھے ایک نئی اصطلاح اختراع کرنے کی ضرورت پیش آ گئی کہ یہ کتاب اپنے متن کے مشمولات کے باوصف نہ تو صرف ناقدانہ ہے اور نہ ہی صرف تحقیقانہ۔ بلکہ سچ پوچھئے تو ''مُحقِدَانَہ'' ہے جس میں تنقید کی روشنی کے علاوہ تحقیق کا نور بھی سمویا ہوا ہے۔

۵۔ کلام رضا میں خوبیاں تلاش کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا لیکن اچھے طعام کو خوب صورت دستر خوان پر خوش نما انداز سے سجا دینا ایک الگ ہنر ہے جس سے علامہ ہمدانی سرخ رو عہدہ برا ہوئے ہیں۔

۶۔ مومن کی فراست اور محبت کرنے والی نگاہ دونوں بہت تیز ہوتی ہیں۔ علامہ ہمدانی کو قدرت کی طرف سے یہ دونوں نعمتیں خوب خوب ملی ہیں۔ ان کی نگاہ سے اعلیٰ حضرت کے کلام کے ان حصوں کی خوبیاں بھی بچ نہیں سکی ہیں جنھیں عام طور پر سرسری انداز میں پڑھ کر لوگ گزر جاتے ہیں۔

حضور احسن العلماء علیہ رحمت و رضوان کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو محبت اور شیفتگی تھی اور ان کی شعری اور نثری کارناموں پر جو نظر اور مہارت تھی وہ اب تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ ایک بار ایک بڑے عالم دین نے اعلیٰ حضرت کا شعر پڑھا جس کا مصرع یوں تھا۔

رب سلّم کہنے والے غم زَدہ کا ساتھ ہو

حضور احسن العلماء علیہ رحمت و رضوان نے ان عالم کو بلا کر بتایا کہ اعلیٰ حضرت کا نعت کے میدان میں وہ پاس ادب ہے کہ وہ آقائے دو عالم ﷺ کو غم کا مارا ہوا (غم زَدہ) نہیں کہہ سکتے۔ اصل میں ترکیب ہے ''غم زُدہ'' یعنی غم سے پاک و صاف۔ بعد میں جب حدائق بخشش کا اصل مسودہ دیکھا گیا تو یہی بات صحیح نکلی۔

Marfat.com

کلام رضا کے سلسلے مین ایسی ہی بہت سی باتوں پر عوام کی حد تک نگاہوں پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ ''حسان الہند'' کے مشمولات کی قینچی نے ان پردوں کو کتر کر پھنک دیا ہے۔

۷۔ اس کتاب کو پڑھ کر عام قاری بھی سمجھ لے گا کہ کلام رضا کے معنوی جوہر یعنی عشق رسول کے بعد کسی شعر کی جو خوبی ہے وہ کس صنعت یا کس التزام کے باعث ہے۔

۸۔ یہ کتاب حدائق بخشش کی کلید نہیں بلکہ شوکیس (SHOWCASE) ہے۔ اسے پڑھئے اور پھر جس شعری صنعت کی مثال میں اعلی حضرت علیہ رحمت ورضوان کا شعر جاننا چاہیں آسانی کے ساتھ مل جائے گا۔

یہ کتاب قاری کو اردو کے قریب لاتی ہے، نعت کے قریب لاتی ہے اور شاعری کی روح تک رسائی دیتی ہے اور اپنے موضوع کی مناسبت سے اس عاشقِ محبوبِ خدا کے شعری ذہن کی کیفیات کا آئینہ دکھاتی ہے جس سے بہتر کم از کم زبانِ اردو میں کسی نے نعت نہیں کہی۔

رب جلیل سے دعا ہے کہ وہ اپنے محبوب سرکار دو عالم ﷺ کے طفیل میں علامہ ہمدانی کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور انھیں دارین میں اس کی جزاء دے اور قارئین پر اس کتاب کا فیض ارزاں فرمائے۔ آمین بجاہ الحبیب الامین ﷺ۔

خیر اندیش

سید محمد اشرف برکاتی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ۔ مارہرہ مقدسہ
انکم ٹیکس کمیشنر۔ علیگڑھ

Marfat.com

پیش لفظ

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم

ریڈر شعبہ علوم اسلامیہ ہمدرد یونیورسٹی نئی دھلی

رہبر کی رہِ نعت میں گر حاجت ہو
نقش قدم حضرت حسان بس ہے

یہ شعر امام اہل سنت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ہے۔ اس کے مصرع ثانی میں حضرت حسان سے مراد شاعر النبی حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ یہ حضرت حسان وہی ہیں جن کی مومنانہ شاعری کی عظمت وسربلندی کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللھم ایدہ بروح القدس کے ذریعہ دعا فرمائی وہ دعا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئی جس کا اثر یہ ہوا کہ حضرت حسان بن ثابت پوری دنیا میں شعروسخن کا ملکہ رکھنے والے نعت گوشعرائے کرام کے امام بن گئے۔ دنیائے نعت نگاری میں ان کی امامت وسیادت کا جوسکہ ابتدائے اسلام میں جاری ہوا وہ تادم تحریر جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیام قیامت جاری وساری رہے گا۔

نعت گوشعرائے کرام نے حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت سے کس قدر استفادہ کیا ہے اس کا اندازہ توان نعت گوشعراء کی نگارشات کے مطالعہ کے بعد لگایا جاسکتا ہے۔ البتہ بیسویں صدی کی عظیم نعت گوشخصیت حضرت مولانا احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان جنہیں دنیائے شعروسخن میں ''حضرت رضا بریلوی'' سے جانا جاتا ہے انہوں نے نعت نگاری میں نہ صرف قرآن واحادیث کے مضامین

Marfat.com

باندھے بلکہ دنیائے نعت میں حضرت حسان کو اپنا قائد و رہنما بنا کر نعت نگاری کی عظمت کو دوبالا کر دیا۔

حضرت رضا بریلوی کا علمی مقام و مرتبہ کیا ہے اپنے اور بے گانے سبھی جانتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کچھ لوگ انہیں پڑھ کے جانتے ہیں اور کچھ لوگ صرف سن کر ہی ان کی عظمت کے معترف ہیں۔ یہاں ان کے فضائل و مناقب کا ذکر کر کے ان کا علمی قد بلند کرنا مقصود نہیں بات صرف اتنی سی ہے کہ حضرت رضا بریلوی کا آشیانہ علم و فضل کی جس بلندی پر ہے اس تک رسائی بیسویں صدی میں بہت ہی کم ارباب فضل و کمال کو ہوئی۔ جن اصحاب فکر و نظر نے ان کی شخصیت کا مطالعہ براہ راست ان کی تصانیف سے کیا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ بیسویں صدی میں جو سر برآوردہ شخصیتیں گذری ہیں، ان میں کسی کو ایک تو کسی کو دوسرے فن میں کمال تھا۔ مگر قربان جائیے حضرت رضا بریلوی کی علمی عبقریت پر ان کی نظر تمام علوم و فنون پر یکساں تھی۔ وہ بیک وقت کئی فنون اور مضامین پر نہ صرف درک رکھتے تھے بلکہ انہوں نے ہر فن میں اپنی قلمی نگارشات بھی چھوڑی ہیں۔ متعدد فنون میں چھوٹی بڑی ایک ہزار تصانیف ان سے یادگار ہیں۔ اس تعلق سے تفصیلی معلومات کتب سوانح میں دیکھی جا سکتی ہے۔

راقم کی معلومات کے مطابق ہندوستان کا یہ واحد عالم اور ادیب و شاعر ہے جس کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر ریسرچ و تحقیقی سرگرمیاں پورے عالم اسلام میں جاری ہیں اور خود برصغیر میں بیسویں صدی کے ربع آخر سے جس تیزی سے کام ہوا ہے وہ بھی قابل ستائش ہے اور عہدِ حاضر میں متعدد تحقیقی و اشاعتی اداروں نے ان کی شخصیت کے اہم مخفی گوشوں کی تلاش اور اس کی اشاعت سے یہ ثابت کر دکھایا ہے۔

جو کچھ ہے اس صدی میں وہ تنہا رضا کا ہے

شعر و سخن ایک خداداد ملکہ ہے اس کا حصول ریاضت و مجاہدہ سے ممکن نہیں۔ حضرت

Marfat.com

رضا بریلوی کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت اور صلاحیت سے بھرپور نوازا تھا اور اس کی توفیق بھی بخشی تھی کہ وہ اپنی صلاحیت کا استعمال اس شخصیت کی تعریف وتوصیف میں استعمال کریں جس کی شان اقدس میں اللہ رب العزت نے پورا قرآن کریم نازل فرمایا ہے۔ حالانکہ وہ اپنی شاعرانہ صلاحیت کو گل وبلبل، حسن وعشق، زلف وگیسو، شراب وکباب، سوز ودرد کی داستان کی نذر کر سکتے تھے۔ مگر نہیں جس طرح انہوں نے اپنی دیگر صلاحیتیں مذہب حق کی نشر واشاعت میں صرف کیں اسی طرح اپنی شاعرانہ صلاحیت کو بھی حمد خدا، نعت مصطفیٰ اور منقبت اولیاء میں استعمال کیا۔ جس کے طفیل ان کی شاعرانہ عظمت بلند سے بلندتر ہوگئی۔ اردو ادب کے دامن میں اگر صنف نعت کو کوئی جگہ ملتی تو بلاشبہ نعت گو شعراء میں حسان الہند حضرت رضا بریلوی سرفہرست ہوتے۔ اردو ادب کا دامن صنف نعت جیسی مقدس شاعری سے خالی ہے۔ اس میں کیا حکمت ومصلحت کارفرما ہے اس سلسلہ میں وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ اتنا مسلّم ہے کہ ان اردو کے مسیحاؤں میں اگر کوئی عاشق رسول ہوتا تو اردو کا دامن نعت جیسی مقدس صنف سے خالی نہیں رہتا۔ اردو ادب کے نصاب میں نعتیہ شاعری کی شمولیت کے سلسلہ میں نعت اکیڈمی الہ آباد، رضا اکیڈمی، بمبئی کے علاوہ انفرادی طور پر بھی کچھ کوششیں ہورہی ہیں۔ خدا کرے ان حضرات کی کوششیں بارآور ہوں اور نعتیہ شاعری کو عالمی ادب کے تناظر میں دیکھنے اور پرکھنے کا موقع فراہم ہو۔

حضرت رضا بریلوی وہ واحد شاعر ہیں جن کا نعتیہ سلام ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' اور چہار لسانی نعت ''لم یات نظیرك فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا'' برصغیر میں ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں جہاں جہاں اردو خواں حضرات ہیں بڑی دلچسپی سے سنا اور پڑھا جاتا ہے۔

دینی مزاج رکھنے والے شعراء میں مدحت رسول کا مضمون باندھنے والے شاعروں

Marfat.com

کی کمی نہیں مگر جو عشق رسالت کی تڑپ اور محبت رسول کی جھلک حضرت رضا بریلوی کی شاعری میں ملتی ہے وہ دوسرے شعراء کے یہاں مفقود ہے۔ اگر کہیں ملتی بھی ہے تو صرف بعض اشعار میں مگر اس کے برخلاف جب رضا بریلوی کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ کیا جاتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان۔ ''ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر''۔ کا اہتمام کرتے ہوئے مدحت رسول میں مسلسل عطر بیزی کرتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ ایک دو شعر یا ایک دو نعت نہیں بلکہ پورا دیوان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق و محبت کا آئینہ دار بن جاتا ہے۔ یہی وہ قدر مشترک ہے جو عرب نژاد شاعر حضرت حسان بن ثابت اور ہند نژاد شاعر حضرت رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری میں پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ فگن ہے۔ اس بنیاد پر اگر رضا بریلوی کو حسان الہند کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہندوستان کے ماہر رضویات مشہور عالم دین حضرت مولانا عبدالستار ہمدانی جو صرف شعر پسند ہی نہیں بلکہ بذات خود نعت گو شاعر بھی ہیں۔ اور دنیائے شعر و سخن میں انہیں ''مصروفؔ'' سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ انہوں نے ''فن شاعری اور حسان الہند'' لکھ کر دنیائے رضویات میں ایک گراں بہا اضافہ کیا ہے۔ کثرت مشاغل اور مسلسل اسفار کے باعث کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ تو نہ کر سکا البتہ جستہ جستہ جس قدر بھی دیکھا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے فن شاعری کو رضا بریلوی کی شاعرانہ عظمت کے آئینے میں دیکھنے اور رضا بریلوی کی شاعرانہ عظمت کو فن شاعری کی کسوٹی پر پرکھنے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے۔

حضرت مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب گجرات کے نامور عالم دین ہیں ان کی قلمی وعلمی نگارشات متعدد موضوعات پر آئے دن زیور طبع سے آراستہ ہو کر اہل علم و صاحب قلم حضرات کے مطالعہ میز کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتے ہیں

Marfat.com

موضوع کا حق ادا کرنے کی بھرپور جد و جہد کرتے ہیں زیر نظر کتاب اس دعویٰ کی دلیل میں پیش کی جاسکتی ہے، مصنف نے فن شاعری کے جس بحث کو بھی عنوان قلم بنایا ہے معاصر اردو ادب کے نامور شعراء سے مثالیں دے کر حضرت رضا بریلوی کی شاعرانہ عظمت کو خراج پیش کیا ہے۔ زبان صاف اور شستہ استعمال کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اگر اس کتاب پر اس مقصد سے ایک طائرانہ نظر اور ڈال لی جائے تو زیر نظر کتاب سے عوام وخواص یکساں مستفید ہوسکیں گے۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ کتاب و صاحب کتاب دونوں کو قبولیت اور سربلندی سے سرفراز فرمائے اور قارئین حضرات کو حضرت رضا بریلوی کے طفیل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی عقیدت اور والہانہ محبت کرنے کی توفیق رفیق عنایت فرمائے (آمین)

جامعہ ہمدرد

دہلی

غلام یحییٰ انجم

یکم مارچ ۲۰۰۲ء

Marfat.com

''آغازِ سخن''

پیار، محبت، چاہ، اُلفت، وِلا، حُبّ، وارفتگی، نثار، رغبت، پریم، مہر، اُنس، وغیرہ ''عشق'' کے الگ الگ نام ہیں اور اُس عشق کے نتیجے میں فراق، ہجر، وصل، فرحت، شادمانی، رنج، الم، غم، کلفت، درد، آہ، بُکا، گریہ، خندہ، خوشی، غمی، زاری، بیقراری، بے چینی، سکون، راحت، اضطراب، فُغاں، انبساط، تعریف، توصیف، مدح، ثناء، ستائش، ہجو، زخم، نشتر، وفا، جفا، وغیرہ کیفیت وحالت رونما ہوتی ہیں۔ اُن تمام کیفیات کا سیدھا اثر دل پر ہوتا ہے۔ اور یہ کیفیات اُسے ہی میسر ہوتی ہیں جو عشق کے سمندر میں غوطہ زن ہوتا ہے۔ بقول حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ

محبت کرنا آساں ہے مگر مشکل ہے یہ سیّدؔ
کہ عمریں بیت جاتی ہیں محبت آزمانے میں

(سیّدؔ مارہروی)

ایک عاشق کہ جس کو کسی کا عشق میسر ہوتا ہے وہ عشق کے نتیجے میں حاصل ہونے والی کیفیات سے اتنا مؤثر ہوتا ہے کہ وہ ہر لمحہ ولحظہ اُن کیفیات کے زیرِ اثر رہتا ہے۔ پھر چاہے وہ کیفیات سُرور وانبساط ہوں یا پھر غم واندوہ ہوں۔ کیفیت سُرور کے عالم میں اُس کا دل مچلتا ہے اور کیفیتِ غم کے وقت اس کا دل تڑپتا ہے۔ وہ غم وخوشی کو محسوس ضرور کرتا ہے لیکن اپنے احساسات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ بقول شاعر:۔

✪ ''یہ وہ نازک حقیقت ہے، جو سمجھائی نہیں جاتی''

ایک عاشق کے دل میں جذباتِ عشق کی جب بہتات ہوتی ہے، تب وہ جذبات اُچھل اُچھل کر دیوارِ دل عبور کر کے باہر نکلنے کو مچلتے ہیں۔ اور دل کے وہ بیتاب جذبات

Marfat.com

الفاظ کا لبادہ پہن کر مُہذّب انداز میں ایوانِ دل سے باہر تشریف لانے کی کوشش کرتے ہیں اور اسی کو شاعری کہتے ہیں۔ حُروف مرکّب ہو کر الفاظ بنتے ہیں اور الفاظ کے موتی بشکل لڑی جملہ اور کلمہ بنتے ہیں یا یوں کہو کہ الفاظ کے شاداب پھول گلدستہ کی شکل میں بطور جملہ صفحہ قرطاس پر مہکتے ہیں۔ ہر شاعر کی شاعری اُس کے جذبات دل کی عکاسی ہوتی ہے۔ بقول شاعر:-

"شاعری کیا ہے جذبۂ دل کا اظہار ہے"

اس کے کلام سے اس کے دل کی کیفیت کا بآسانی اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس کے پوشیدہ رازِ دل اُس کے اشعار سے عیاں و آشکار ہو جاتے ہیں۔ بقول شاعر:

"کھلتا کسی پہ کیوں میرے دل کا معاملہ"

انسان کے عشق کو دو اقسام میں منقسم کیا گیا ہے (۱) عشقِ حقیقی اور (۲) عشقِ مجازی۔ لہٰذا اب یہ امتیاز کرنا پڑے گا کہ اُس عاشق کے دلی جذبات عشقِ حقیقی کے تحت ہیں یا عشقِ مجازی کے زیر اثر ہیں۔ عشقِ حقیقی مستحسن ہے بلکہ روحِ ایمان کی حیات ہے۔ عشقِ حقیقی کا اِطلاق اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ، اس کے محبوبِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا دینِ اسلام اور اسلامی شخصیتوں کے ساتھ "اَلْحُبُّ لِلّٰهِ" کے جذبۂ صادق کے تحت کئے جانے والے عشق پر ہوتا ہے۔ عشقِ مجازی دنیا اور دنیاداروں کے ساتھ کئے جانے والے عشق کو کہتے ہیں اور اس عشق کو اگر شریعتِ مطہرہ کے دائرے میں محدود رکھا جائے تو وہ جائز اور روا ہے۔ شریعت مطہرہ کے قوانینِ قاہرہ کے حدود سے تجاوز کر کے فسق و فجور، شہوت ونفسانی خواہشات وغیرہ مذموم اطوار سے کیا جانے والا عشق لائق تنفر اور ملامت ہے۔ اور یہی حُکم اُس عشق کے جذبے کے تحت کی جانے والی شاعری کا۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ " (پارہ ۱۹، سورہ

Marfat.com

الشعراء، آیت ۲۲۵۔۲۲۶)۔ترجمہ: ''اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر زمانے میں سرگرداں پھرتے ہیں''۔ (کنز الایمان)۔ اس آیت کی شانِ نزول میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت شعراءِ کفار کے حق میں نازل ہوئی ہے، جو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں شعر کہتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں، ایسا ہم بھی کہہ لیتے ہیں اور اُن کی قوم کے گمراہ لوگ اُن سے اُن اشعار کو نقل کرتے تھے۔ اُن لوگوں کی اس آیت میں مذمّت فرمائی گئی۔ نیز شعراءِ کفّار ہر طرح کی باتیں بناتے ہیں اور ہر لغو باطل میں سُخن آرائی کرتے ہیں۔ جھوٹی مدح کرتے ہیں۔ جھوٹی ہجو کرتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان) بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ اگر کسی کا جسم پیپ سے بھر جائے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے کہ شعر سے پُر ہو''۔

لیکن شعراءِ اسلام کہ جو اس طریقہ سے اجتناب کرتے ہیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ سورۂ شعراء کی مذکورہ آیات نمبر ۲۲۵ / اور ۲۲۶ کے بعد فوراً آیت نمبر ۲۲۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "**اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا**" ترجمہ: ''مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ اور بکثرت اللہ کی یاد کی''۔ (کنز الایمان)۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس میں شعراء اسلام کا استثنیٰ فرمایا گیا ہے۔ وہ کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد لکھتے ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت لکھتے ہیں، اسلام کی مدح لکھتے ہیں، پند ونصائح لکھتے ہیں، اس پر اجر وثواب پاتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ مسجد نبوی میں حضرت حسّان کے لیے منبر بچھایا جاتا تھا، وہ اُس پر کھڑے ہو کر رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مفاخر پڑھتے تھے اور کفار ومشرکین کی بد گوئیوں کا جواب دیتے تھے اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے حق میں دعا فرماتے جاتے تھے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "**اِنَّ بَعْضَ**

Marfat.com

الشِّعْرَ لَحِكْمَةً" یعنی ''بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔ حضرت جابر بن سُمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں اکثر شعر پڑھے جاتے تھے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ''شعر کلام ہے۔ بعض اچھا ہوتا ہے، بعض بُرا۔ اچھے کو لو اور بُرے کو چھوڑ دو۔'' حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعر کہتے تھے اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب سے زیادہ شعر فرمانے والے تھے۔

ملک عرب میں شاعری بہت رائج تھی۔ لہٰذا جب قرآن مجید نازل ہوا، تو کفار مکہ نے یہ افترا کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شاعر ہیں اور جو وہ فرماتے ہیں یعنی قرآن پاک، وہ شعر ہے اور اس سے ان کفار کی مراد یہ تھی کہ معاذ اللہ یہ کلام کاذب ہے۔ اُن کے رد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ" (پارہ نمبر ۲۳، سورۂ یٰسٓ، آیت ۶۹)۔ ترجمہ: ''اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ اُن کی شان کے لائق ہے۔ وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن'' (کنز الایمان)۔ اس آیت میں کفارِ مکّہ کا رد فرمایا گیا ہے کہ ہم نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی باطل گوئی کا ملکہ ہی نہیں دیا۔ اور یہ کتاب اشعار یعنی اکاذیب پر مشتمل نہیں کیونکہ کفار مکّہ کی مُراد شعر سے کلامِ کاذب تھی۔ الحاصل! قرآنِ مجید میں جن اشعار کی مذمت کی گئی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جن اشعار کے صدور کی نفی کی گئی ہے، اُن اشعار سے مراد وہ اشعار ہیں جو کذب بیانی اور لغویات پر مشتمل ہیں۔

✪ ۸ھ جنگِ حنین (ہَوازِن) کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے بغلہ بیضاء پر سوار تھے اور کفار پر اپنی عظمت کا اظہار فرماتے ہوئے رجزاً یہ شعر ارشاد فرما رہے تھے کہ:

"اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ÷ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ"

Marfat.com

- بارگاہِ رسالت کے ایک شاعر تھے جن کا نام حضرت اعشیٰ بن مازن بن عَمرو بن تمیم تھا۔ وہ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ایک شعر بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کیا جس میں عورتوں کی شکایت تھی۔ اس شعر میں ایک مصرعہ یہ تھا کہ:-

"وَهُنَّ شَرٌّ غَالِبٌ لِمَنْ غَالَبَ"

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مصرعہ کی اصلاح فرماتے ہوئے اس کو اس طرح بدل دیا کہ:-

"اَمَنُ شَرٌّ غَالِبٌ لِمَنْ غَالَبَ" (مدارج النبوۃ، اردو، جلد۲، ص ۱۰۱۷)

- بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شعرائے کرام کی فہرست بہت طویل ہے۔ چند شعرائے کرام کے اسماء گرامی اس طرح ہیں

- حضرت حسان بن ثابت
- حضرت عبداللہ بن رواحہ
- حضرت عامر بن اکوع
- حضرت ابوسفیان بن الحارث
- حضرت زبیر بن صرد جشمی
- حضرت کعب بن مالک
- حضرت عباس بن مرداس سلمی
- حضرت عدی بن حاتم
- حضرت حمید بن نور البلال
- حضرت ابوالطفیل بن عامر بن واثلہ لیثی کنانی
- حضرت ایمن بن خزیمہ اسدی
- حضرت اعشیٰ بن مازن عمرو بن تمیم
- حضرت ابوعبداللہ اسود بن سریع ساعدی تمیمی
- حضرت لبید بن ربیعہ عامری
- حضرت قیس بن عبداللہ عمرو بن عدسی بن ربیعہ بن جعدہ المعروف ''نابغہ جعدی''
- وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین و ارضا ہم عنا

- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے مسجد نبوی شریف میں منبر رکھواتے تاکہ وہ اس پر کھڑے ہوکر حضور اقدس کی

Marfat.com

مدحت بیان کریں اور حضور اکرم کے دشمنوں کی ہجو اور مذمت کریں۔ ان کی اس خدمت سے خوش ہو کر حضور اقدس نے فرمایا کہ "اِنَّ اللّٰهَ یُؤَیِّدُ حَسَّانًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا دَامَ یُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ ترجمہ: "بیشک اللہ تعالیٰ حسان کی روح القدس سے تائید کراتا ہے۔ جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دشمنوں کی ہجو کرتے ہیں"۔ (مدارج النبوۃ)

- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسان بن ثابت کا قول مشرکوں پر تیر کے آنے اور اس کے چبھنے سے زیادہ سخت تر ہے۔ اور فرمایا کہ حق تبارک وتعالیٰ جسے زبان عطا فرمائے اور گویائی کی طاقت وقدرت بخشے، اُسے چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدحت اور آپ کے دشمنوں کی ہجو اور مذمت میں کوتاہی نہ کرے۔

- ایک مرتبہ بنی تمیم کا وفد بارگاہِ رسالت میں آیا اور وہ لوگ حضور کی شان رفیع میں گستاخی کرنے لگے۔ بنی تمیم کا وفد اشعار پڑھ کر گستاخی کر رہا تھا۔ حضرت حسان بن ثابت نے اسی وقت قصیدہ مرتب کیا اور بنی تمیم کے وفد کو ایسا دندان شکن جواب مرحمت فرمایا کہ بنی تمیم کو اپنے عجز کا اقرار واعتراف کر کے کہنا پڑا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے شاعر ہمارے شاعر اور خطیب سے بہتر ہیں۔ نیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسان مسلمانوں اور منافقوں کے درمیان علامت ونشانی ہیں۔ منافق ان کو دوست نہیں رکھتا اور مسلمان ان سے دشمنی وعداوت نہیں رکھتا۔ (مداراج النبوۃ)

- حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں عرض کیا کہ:-

"لَوْ لَمْ یَكُنْ فِیْهِ آیَاتٌ مُّبَیِّنَةٌ ÷ كَانَتْ بَدِیْهِیَةٌ بَیْنَكَ بِالْخَیْرِ"

Marfat.com

■ حضرت قیس بن عبداللہ بن عمرو المعروف ''نابغہ جعدی'' نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایک طویل قصیدہ مرتب فرمایا۔ اس قصیدہ میں وہ عرض کرتے ہیں کہ:۔

" اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ بِالْھُدٰی ÷ وَیَتْلُوْا کِتَابًا کَالْمُخْبِرِ سِرًّا "

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعت گوئی سے خوش ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی کہ "لَا یَفِیْضُ اللّٰہُ فَاکَ" یعنی اللہ تیرے منہ کو سلامت رکھے۔ حضور اقدس کی مبارک دعا کا یہ اثر ہوا کہ حضرت نابغہ جعدی کی عمر ایک سو اسی (۱۸۰) سال کی ہوئی لیکن ان کے منہ میں تمام دانت بہترین اور تمام لوگوں سے زیادہ سخت ترین تھے۔

■ عہد رسالت میں ملک عرب میں عربی شاعری کا جادو پھیلا ہوا تھا۔ بڑے بڑے نامور شعراء نے بزبانِ فصیح و بلیغ عربی شاعری کر کے اپنا تسلّط قائم کر رکھا تھا لیکن قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے سامنے ان کی شاعری ماند پڑ گئی اور عرب کے بڑے بڑے فصحا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے عاجز اً زانوئے ادب تہہ کئے۔ قرآن مجید اور حضور اقدس کے دربار کے تعلیم یافتہ شعراء صحابۂ کرام نے کفارِ عرب کے شعراء کو اپنے ارفع و اعلیٰ کلام سے مبہوت اور ساکت کر دیا اور نعت گوئی کا ایک سلسلہ قائم ہوا۔ ہر دور میں عربی شعراء نے عشقِ رسول کے جذبے کو اپنی شاعری سے اُجاگر کیا۔ اور نعت گوئی کے چرخ کے درخشاں سیارے کی طرح جگمگائے۔ ✿ حضرت شیخ محمد بن احمد جمال الدین یحییٰ ✿ ابو محمد عبداللہ ✿ ابو زید عبدالرحمٰن بن سعید ✿ جمال الدین بن نباتہ ✿ علامہ بوصیری ✿ امام اعظم ابو حنیفہ وغیرہ نے عربی شاعری کے حُسن کو دوچند کرنے کے ساتھ ساتھ عشقِ رسول کا پرچم بھی بلند فرمایا۔ خصوصاً

Marfat.com

علامہ بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ''قصیدہ بُردہ شریف'' اتنا رائج اور مقبول ہوا کہ وہ اہل دل اور اہل عشق کے دل کی دھڑکن بن گیا۔ مذکورہ شعراء نے اپنی سحر بیانی سے عربی شاعری کی زینت کو چار چاند لگا دیئے اور ان کا کلام ہر مکان اور ہر محلے کی رونق بن گیا۔ عالم اسلام کو عشقِ رسول کی سچی تڑپ اور طلب صادق کا احساس انہوں نے کرا دیا۔

■ نعتیہ شاعری صرف عربی زبان اور ملک عرب تک محدود نہ رہتے ہوئے ملک عرب کی سرحدوں کو عبور کر کے ایران کی سرزمین میں داخل ہوئی۔ ایران میں فارسی زبان میں نعتیہ شاعری کے عہد کا آغاز ہوا۔ فارسی زبان کی شاعری نے نئی زینت و آرائش اختیار کی اور ادب کے نئے نئے زیورات زیب تن کئے۔ تعین لغت، قوانین صرف ونحو، الفاظ بندی، مرکبات نظم ونثر، جملہ بندی، سخن سازی، ربط وروانی، سخن طرازی، فصاحت و بلاغت، سخن پروری، حُسن بیان، سخن آرائی، جوامع الکلم، سخن وری وغیرہ کے قوانین وضوابط نافذ کئے گئے اور ان قوانین کے تحت ایک عاشق کے تخیلات، تصورات، مدعا، منشاء، تفکرات، جذبات دل، جوش وولولہ، فکر رساں، فریفتگی، تاثر، غور وخوض، حالتِ قلب، سوختہ دلی، آزردگی، تفتہ دلی، اضطراری، آویزگی، جذبۂ عشق، جوش ایثار، ناکامی، مایوسی، یاس، امید، سرور، لگن، التفات، ارادت اور کیفِ دل نہاد کو حسن اسلوبی سے اشعار میں اظہار کرنے کا طرز اختیار کیا گیا۔ اور اس کے ضمن میں شاعری کا ایک مستقل فن متعین کر کے کئی صنعات ایجاد کی گئیں۔

■ فارسی نعتیہ شاعری میں ✪ حکیم سنائی غزنوی ✪ نظامی گنجوی ✪ حضرت سعدی شیرازی ✪ عطار نیشاپوری ✪ علامہ جلال الدین رومی ✪ حافظ شیرازی ✪ سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی ✪ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ✪ حضرت

Marfat.com

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ✪ حضرت بو علی شاہ قلندر ✪ حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی ✪ حضرت نظام الدین اولیاء ✪ حضرت امیر خسرو وغیرہ جیسے شہرۂ آفاق ادباء اور جلیل القدر اولیائے ملّت اسلامیہ نے حمد، نعت، منقبت وغیرہ کہیں اور فارسی نعتیہ شاعری کی شان وشوکت کو دوام بخشا۔ ان معزز اور معظم حضرات کے علاوہ ✪ میر درد ✪ عزّت بخاری ✪ مرزا غالب ✪ اختر ایوان ✪ اقبال ✪ مظہر ✪ قدسی ✪ عرفی ✪ نظیری ✪ ظہوری وغیرہ جیسے قادر الکلام شعراء نے فارسی شاعری کو عروج کی منزل میں پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

- فارسی نعتیہ شاعری کے بعد اردو نعتیہ شاعری کے دور کا آغاز ہوا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (المتوفی ۸۲۶ھ)، فخر الدین نظامی (المتوفی ۸۲۵ھ) اور محمد قلی قطب شاہ (المتوفی ۹۸۸ھ) کے کلام میں اردو نعتیہ شاعری کے دیدار ہوتے ہیں۔

- اردو شاعری میں عشق حقیقی کے علاوہ عشق مجازی کو بھی بہت فروغ حاصل ہوا۔ فارسی اور عربی شاعری میں اکثر و بیشتر اولیاء، ائمہ، علماء، صوفیاء، صلحاء وغیرہ مذہبی ذہنیت رکھنے والے حضرات کا تسلّط رہا، لہٰذا عربی اور فارسی شاعری میں زیادہ تر کلام عشق حقیقی کے تحت حمد، نعت، منقبت، تصوف پر مشتمل ہے لیکن اردو شاعری میں اولیاء و علماء کے علاوہ ہر طبقے کے لوگوں نے قلم کاری کی ہے۔ یہاں تک کہ اردو شاعری میں بہت سارے پیشہ ور شعراء بھی پھوٹ نکلے اور اردو شاعری میں عشق مجازی کا بازار گرم کر دیا۔ اردو شاعری نے مایوس اور اندوہ گیں لوگوں کو رنگینیٔ سخن سے سکون و قرار بخشا۔ یہی وجہ ہے کہ اردو شاعری کے میدان میں راجا سے لے کر رعیت کے ہر طبقے، ہر مذہب، ہر قوم، ہر ملّت، اور ہر قسم کے شعراء جولانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بزرگان دین، صوفیائے کرام، علماء اور دیگر

Marfat.com

مذہبی شعراء کے علاوہ دنیا دار، شرابی، کبابی، حسینوں کے دیوانے، دل پھینک عاشق بلکہ فٹ پاتھ چھاپ فحش شعراء بھی برساتی مینڈک کی طرح نکل پڑے۔ نتیجۃً عشق حقیقی اور عشق مجازی کا فرق نمایاں طور پر عیاں ہوگیا۔ عشق حقیقی اور عشق مجازی کی الگ الگ راہوں پر گامزن ہوکر شہرت حاصل کرنے والے اردو ادب کے کچھ نامور شعراء کے اسماء اس طرح ہیں:۔

ولی دکنی	علامہ اقبال	محشر	فراق بیجاپوری
سودا	میر عبدالحی دہلوی	حسن بریلوی	مرزا اسداللہ خاں غالب
میر تقی میر	داغ دہلوی	جلیل	جگر مرادآبادی
اکبرالہ آبادی	دانش	آتش	رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری
امیر مینائی	ریاض خیرآبادی	حفیظ جالندھری	الطاف حسین حالی
محسن کاکوروی	وصل	نشتر	انشاءاللہ خاں انشاء
عمر خیام	عرش ملسیانی	بیدل	میر ببر علی انیس لکھنوی
تاباں	میر درد	کرشن پرساد شاد	محمد ابراہیم ذوق دہلوی
اثر لکھنوی	جرأت	نظیر	شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی
سراج	ظفر	ہادی	حضرت رضا بریلوی
یکی مارہروی	شکیل بدایونی	کافی مرادآبادی	سیماب اکبرآبادی
امجد	منور	فیض احمد فیض	کنور مہندر ناتھ بیدی سحر
بہزاد لکھنوی	بیدم وارثی	اصغر گونڈوی	جوش ملیح آبادی
جاں نثار اختر	فانی بدایونی	ساحر لدھیانوی	مومن خاں مومن
حسرت موہانی	قتیل شفائی	آرزو لکھنوی	خمار بارہ بنکوی

وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

مذکورہ شعراء کے علاوہ کئی نامی۔ انامی شعراء نے اردو ادب کے فنِ شاعری کے بحر ذخار میں غوطہ زنی کی۔ بہت سے ڈوب گئے اور بہت سے اس میں بہہ گئے۔ اس وقت ہم صرف عشق حقیقی کے جذبے کے تحت مرقوم کی گئی شاعری کے تعلق سے ہی گفتگو کریں گے۔

لیکن اس گفتگو کے قبل کچھ ضروری اور لازمی وضاحت بھی کر دینا چاہتے ہیں کہ اردو شاعری میں عشق حقیقی کے جذبے کے تحت وجود میں آنے والی تخلیق کو فنِ وادب کے اعتبار سے سمجھنے کے لئے ہم بالکل سَلیس زبان میں شاعری کے لوازمات قوانین، اقسام تخلیق، صفات وغیرہ پر گفتگو کریں گے تاکہ اردو زبان کا ابجد خواں بھی اردو شاعری کی حقیقت سے قدرے واقفیت حاصل کر سکے۔ حرف، لفظ، جملہ کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ اقسام یعنی غزل، نعت، قصیدہ وغیرہ پر سیر حاصل گفتگو کر کے صنعات کا تذکرہ بھی کریں گے اور ان تمام امور کی تفہیم کے لئے موقعہ سے مناسب مثال پیش کریں گے۔ علاوہ ازیں ان تمام کے انگریزی نام بھی درج کریں گے۔

اردو شاعری کے لوازمات، اقسام اور صنعات کو تین اقسام میں تقسیم کر کے پہلے ان کا اجمالی ذکر کیا جائے گا، بعدہٗ اس پر تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

■ **لوازمات:-** یعنی کسی شاعر کو شعر کہنے کے لیے ان لوازمات کی معلومات، ان کے ستعمال پر عبور اور ملکہ ہونا چاہئے اور شاعر ان لوازمات کی رعایت و پابندی کرتے ہوئے اشعار کہتا ہے۔

✪ حرف	✪ لفظ	✪ اعراب	✪ کلمہ	✪ مصرعہ
✪ شعر	✪ بیت	✪ بند	✪ ردیف	✪ قافیہ
✪ مطلع	✪ حسن مطلع	✪ مقطع	✪ مقفیٰ	✪ مسجع
✪ ٹیپ	✪ بحر	✪ تقطیع	✪ وزن	✪ ربط
✪ سکتہ	✪ تخلص	✪		

Marfat.com

اقسام:- شعر کی زمین، طرح، مضمون، انداز شعر گوئی وغیرہ امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے شاعر کی تخلیق کو ایک مخصوص قسم قرار دیتے ہوئے اس تخلیق کو ایک منفرد نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں:-

✪ نظم ✪ لوری ✪ گیت ✪ سُرود ✪ غزل
✪ حمد ✪ نعت ✪ مثنوی ✪ قصیدہ ✪ مرثیہ
✪ قطعہ ✪ مثلث ✪ رباعی ✪ مخمس ✪ منقبت
✪ مسدّس ✪ مستزاد۔ ✪ وغیرہ۔

صنعات:- شاعر اپنی علمی اور ادبی صلاحیتوں کی بناء پر اپنے کلام میں فصاحت اور بلاغت کا حُسن پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ فنِ شاعری کی متعین صنعات کا استعمال کر کے، اپنے اشعار کو مزین کر کے، ان کی انفرادی حیثیت قائم کرتا ہے۔ وہ صنعات ذیل میں اُجمالاً مذکورہ ہیں:-

✪ استعارہ ✪ تشبیہ ✪ مبالغہ ✪ اقتباس
✪ تضاد ✪ تلمیح ✪ تلمیع ✪ تجاہل عارفانہ
✪ تجنیس کامل ✪ تجنیس ناقص ✪ مقابلہ ✪ مراعات النظیر
✪ مستزاد ✪ لف ونشر ✪ تضمین ✪ تشبیب
✪ تنسیق الصفات ✪ خط توام ✪ گریز ✪ حسن تعلیل
✪ اتصال تربیعی ✪ قصیدہ مرصّعہ ✪ ترصیع ✪ ترجیع بند
✪ حسن طلب ✪ مقلوب مستوی ✪ مقلوب کل ✪ مسمّط
✪ عزل الشفتین ✪ ایہام ✪ اشتقاق ✪ شبہ اشتقاق
✪ صیاق الاعداد ✪ وغیرہ وغیرہ

اب مذکورہ لوازمات اقسام اور صفات کے ہر شعبے کو انفرادی طور پر دیکھیں۔

Marfat.com

(ا) لوازمات

✪ **حرف:** وہ کلمہ جس کے معنی دوسرے لفظ کے ساتھ ملے بغیر پورے سمجھ میں نہ آئیں۔
(فیروز اللغات صفحہ ۵۶۶) [Alphabet]

✪ **لفظ:** وہ بامعنی کلمہ جو منہ سے نکلے۔ (فیروز اللغات، ص ۱۱۵۸) [Word]

✪ **اعراب:** حروف کی حرکات ظاہر کرنے والی زیر، زبر، پیش کی علامتیں (فیروز اللغات، ص ۱۰۱) [Vowel]

✪ **کلمہ:** وہ بامعنی لفظ جو آدمی کے منہ سے نکلے۔ (فیروز اللغات، ص ۱۰۲۲)
[Part of speech]

✪ **مصرعہ:** آدھا شعر، نصف بیت (فیروز اللغات، ص ۱۲۵۴)
[Hemistich, Half poetic line]

✪ **شعر:** موزوں مقفّی کلام، سخن موزوں (فیروز اللغات صف ۸۴۲)
[Distich, Poem containing two hemistich]

✪ **بیت:** ایک وزن کے دو مصرعے۔ (فیروز، ص ۲۵۲) [Couplet poetry]

✪ **بند:** ٹیپ کا مصرعہ یا شعر (فیروز اللغات، ص ۳۱۷)
[Verse of a song consisting of two or three couplets]

✪ **ٹیپ:** اونچے سے نیچا سُر۔ اونچی سے اونچی الاپ۔ مسدّس کا تیسرا شعر، مخمس یا مثلث وغیرہ کا آخری شعر۔ بند۔ گرہ (فیروز اللغات، ص ۴۳۳)

✪ **ردیف:** وہ لفظ جو غزل یا قصیدہ وغیرہ کے مصرعوں یا بیتوں کے آخر میں قافیہ کے پیچھے بار بار آئے۔ (فیروز اللغات، ص ۷۰۸) [Rhyming word]

✪ **قافیہ:** ردیف کے پہلے کا لفظ جو اپنے ہم وزن الفاظ میں مُتبدّل ہوتا ہے۔
[Rhyme]

Marfat.com

- **مطلع:** غزل یا قصیدے کے شروع کا شعر جس کے دونوں مصرعوں میں ردیف اور قافیہ ہوں۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۵۹)

[First couplet of ode in which rhyme in every hemistich is must]

- **حسن مطلع:** غزل یا قصیدے کا دوسرا مطلع۔ یعنی وہ دوسرا شعر جس کے دونوں مصرعوں میں ردیف اور قافیہ ہوں۔ (فیروز اللغات، ص ۵۶۹)

[Second couplet of ode. Rhyme in every hemistich is must]

- **مقطع:** غزل یا قصیدے کا آخری شعر جس میں شاعر کا تخلص آتا ہے۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۷۵)

[Last verse of poem in which titular name of poet is must]

- **مقفّیٰ:** قافیہ دار۔ قافیہ کیا گیا۔ مسجّع۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۷۵)

[Rhythmically composed]

- **مسجّع:** وہ عبارت یا مضمون جس میں قافیہ کا اہتمام ہو۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۴۵)

[Harmonious]

- **بحر:** شعر کا وزن (فیروز اللغات، ص ۱۸۴) [Metre in Prosody]
- **تقطیع:** شعر کے اجزاء کو بحر کے اوزان پر وزن کرنا۔ (فیروز اللغات، ص ۳۶۹)۔

[Dissection , The Ceasura or Pause in reading poetry]

- **وزن:** علم عروض کی اصطلاح میں شعر کی بحر (فیروز اللغات، ص ۱۴۰۹)

[Poetry a shekel]

- **ربط:** بندش، تناسب، تعلق (فیروز اللغات، ص ۷۰۳)، یعنی ایک لفظ کا دوسرے لفظ کے ساتھ موزوں ہو کر شعر کی بحر وغیرہ کو بالکل درست کرنا۔

[Well measured verse]

Marfat.com

✪ **سکتہ:** شعر کا وزن پورا نہ ہونا (فیروز اللغات، ص: ۸۰۲)

[Pause]

✪ **تخلص:** شاعر کا وہ مختصر نام جو اشعار میں مستعمل ہو۔ (فیروز اللغات، ص ۳۵۰)۔ یہ نام شاعر اپنے لئے خود تجویز کرتا ہے۔

[Titular name assumed by poet]

مذکورہ لوازمات میں سے بحر، تقطیع اور وزن کی تفصیلی وضاحت کو مؤخر کرتے ہوئے پہلے ہم بقیہ لوازمات کی تفہیم حاصل کریں اور اس کو آسان طریقہ سے سمجھنے کے لئے اشعار کو مثل بنائیں۔ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی نعتیہ غزل (قصیدہ) کے چند اشعار پیش خدمت ہیں:

- صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑہ نور کا ÷ صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
- باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا ÷ مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
- تیری نسل پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا ÷ تو ہے عین نور، تیرا سب گھرانا نور کا
- چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں ÷ کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
- اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے ÷ ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

مذکورہ اشعار میں "صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا" کا جملہ مصرعہ ہے۔ اس کے ساتھ "صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا" کے کلمہ سے بنا ہوا جملہ مصرعہ ثانی ہے۔ یہ دونوں مصرعے مل کر شعر بنے۔ اور یہ شعر غزل کا پہلا شعر ہونے کی وجہ سے شعر و ادب کی اصطلاح میں مطلع کہلائے گا۔ ہر شعر میں جو لفظ "نور کا" ہے وہ ردیف ہے۔ جو اپنی حالت پر رہتے ہوئے بلا کسی تبدیلی اور ترمیم کے بار بار یعنی مکرّر سکرّر آئے گا۔ مذکورہ اشعار میں باڑا، تارا، پھولا، کلمہ، بچّہ، گھرانا، کھلونا، اور قصیدہ کے جو الفاظ ہیں وہ قافیہ ہیں۔ قافیہ کا ہر شعر کے مصرعۂ ثانی میں ردیف سے پہلے ملحق ہو کر آنا ضروری ہے۔ قافیہ کا لفظ ہر شعر میں اپنے ہم وزن لفظ سے بدلتا رہے گا۔ مذکورہ اشعار میں قافیوں کا اہتمام کیا گیا ہے لہٰذا یہ اشعار

Marfat.com

مقفٰی اور مسجع ہیں اور ان اشعار میں ایک دوسرے سے مناسبت رکھنے والے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے لہٰذا اشعار میں ربط قائم ہے کہیں بھی سکتہ نہیں ہے۔ اس نعتیہ غزل کے دوسرے شعر ''باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا'' کے دونوں مصرعوں میں ردیف اور قافیہ کا استعمال کیا گیا ہے لہٰذا غزل کا جو دوسرا شعر ہے وہ ''حسن مطلع'' ہے۔ کچھ سطور کے بعد حسن مطلع کے تعلق سے حضرت رضاؔ بریلوی اور دیگر شعراء اردو ادب کے کلام کا تقابلی جائزہ لیں گے۔ مذکورہ اشعار کا جو آخری شعر ہے یعنی ''اے رضاؔ یہ احمد نوری کا فیض نور ہے'' یہ غزل کا آخری شعر ہونے کی وجہ سے مقطع کہلائے گا اور اس شعر میں جو لفظ ''رضاؔ'' ہے وہ امام عشق ومحبت حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا تخلص ہے۔

(۲) ''حُسنِ مَطلَع''

جس غزل یا قصیدے کے دوسرے شعر کے دونوں مصرعوں میں ردیف اور قافیہ ہوں اس کو حسن مطلع کہا جاتا ہے۔ عموماً ہر شاعر اپنی غزل یا قصیدے کے مطلع یعنی پہلے شعر کے دونوں مصرعوں میں ردیف اور قافیہ کا استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ فن وادب کے اعتبار سے وہ ضروری امر ہے۔ مطلع کے بعد دیگر اشعار میں وہ صرف مصرعۂ ثانی میں ردیف اور قافیہ کا التزام کرتا ہے۔ دونوں مصرعوں میں ردیف اور قافیہ کا استعمال کرنا ضروری نہیں لیکن پھر بھی کبھی کبھی شاعر مطلع کے بعد کے شعر میں اس امر کی طرف التفات کر کے دونوں مصرعوں میں ردیف اور قافیہ کا استعمال کر لیتا ہے اور اس کا شمار شاعر کے فن کی خوبی میں ہوتا ہے اور شاعر کی اس خوبیٔ فن کو سراہنے کے لئے ایسے شعر کو ''حسن مطلع'' سے مُلقّب کیا جاتا ہے۔ اردو ادب کے نامور شعرا کے کلاموں میں حسن مطلع کی بہت ساری مثالیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) مرزا غالبؔ:۔ آبرو کیا خاک اس گل کی کہ گلشن میں نہیں
ہے گریباں ننگ پیراہن جو دامن میں نہیں (مطلع)

Marfat.com

صفف ہائے گریہ کچھ باقی مرے تن میں نہیں
رنگ ہو کر اُڑ گیا، جو خوں کہ دامن میں نہیں (حسن مطلع)

مرزا غالب کے پورے دیوان میں صرف بارہ (۱۲) اشعار حسن مطلع کے پائے جاتے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ ایک غزل میں صرف ایک ہی حسن مطلع ہے۔ مرزا غالب کی صرف گیارہ غزلوں میں حسن مطلع کا ایک شعر ہے اور قطعات میں سے صرف ایک قطعہ نمبر ۶ ''مسی آلودہ سر انگشت حسیناں لکھئے'' میں ایک شعر حسن مطلع کا ہے۔

(۲) فانی بدایونی

ابتدائے عشق ہے لطف شباب آنے کو ہے
صبر رخصت ہو رہا ہے اضطراب آنے کو ہے (مطلع)
قبر پر کس شان سے وہ بے نقاب آنے کو ہے
آفتاب صبح محشر ہم رکاب آنے کو ہے (حسن مطلع)

فانی بدایونی کے دیوان ''کلیات فانی'' میں کل انسٹھ (۵۹) اشعار حسن مطلع کے پائے جاتے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ کسی غزل میں ایک، کسی میں دو یا تین۔ جس غزل میں سب سے زیادہ حسن مطلع کے اشعار ہیں، وہ غزل ''زبان مدعا آشنا چاہتا ہوں ÷ دل اب زندگی سے خفا چاہتا ہوں'' والی غزل ہے۔ اس غزل میں حسن مطلع کے پانچ اشعار ہیں۔

(۳) اصغر گونڈوی:-

مستی میں فروغِ رُخِ جاناں نہیں دیکھا
سنتے ہیں بہار آئی گلستاں نہیں دیکھا (مطلع)
زاہد نے مرا حاصل ایماں نہیں دیکھا
رخ پہ تری زلفوں کو پریشاں نہیں دیکھا (حسنِ مطلع)

اصغر گونڈوی کے کلام کے مجموعے ✪ ''نشاط زندگی'' اور ✪ ''سرودِ زندگی'' میں حسن مطلع کے کل اڑتالیس (۴۸) اشعار پائے جاتے ہیں۔ اور ایک غزل میں زیادہ سے زیادہ

Marfat.com

تین اشعار ہیں ایسی صرف دو غزلیں ہیں۔ ✪ ''رخ رنگیں پہ موجیں ہیں تبسم ہائے پنہاں کی'' اور ✪ ''شاید کہ پیام آیا پھر وادیٔ سینا سے'' ان دونوں غزلوں میں حسنِ مطلع کے تین۔ تین اشعار پائے جاتے ہیں۔

(۴) **شکیل بدایونی:۔** ہوں دل میں عشرتِ غمِ جاناں لئے ہوئے
صحرا ہے رنگ و بوئے گلستاں لئے ہوئے (مطلع)
ذوق گناہ عزم پشیماں لئے ہوئے
کیا کیا ہنر ہیں حضرت انساں لئے ہوئے (حسنِ مطلع)

شکیل بدایونی کے کلام کے مجموعے ✪ ''رعنائیاں'' ✪ ''صنم و حرم'' ✪ ''شبستاں'' ✪ ''رنگینیاں'' میں کل ایک سو چوسٹھ (۱۶۴) اشعار حسن مطلع کے پائے جاتے ہیں۔ کل ایک سو چھیالیس (۱۴۶) غزلوں میں حسنِ مطلع کے اشعار پائے جاتے ہیں لیکن بجز ایک غزل کے کسی بھی غزل میں حسن مطلع کے دو سے زائد اشعار نہیں۔ صرف ایک غزل ''دانستہ سامنے سے جو وہ بے خبر گئے ÷ دل پر ہزار طرح کے عالم گزر گئے'' میں حسن مطلع کے تین (۳) اشعار ہیں۔ سولہ (۱۶) غزلوں میں حسنِ مطلع کے دو دو اشعار ہیں اور ایک سو ستائیس (۱۲۷) غزلوں میں حسن مطلع کا صرف ایک ایک شعر ہی ہے۔

(۵) **فیض احمد فیض:۔** شاخ پر خونِ گل رواں ہے وہی
شوخیٔ رنگِ گلستاں ہے وہی (مطلع)
سر وہی ہے، تو آستاں ہے وہی
جاں وہی ہے، تو جانِ جاں ہے وہی (حسنِ مطلع)

فیض احمد فیض کے کلام کے مجموعے ✪ ''دستِ صبا'' ✪ ''نقشِ فریادی'' ✪ زنداں نامہ'' ✪ ''دستِ تہہِ سنگ'' اور ✪ ''سر وادیٔ سینا'' کی صرف تیرہ (۱۳) غزلوں میں سب

Marfat.com

ملا کر صرف سولہ (۱۶) اشعار حسنِ مطلع کے پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک غزل کے علاوہ بقیہ بارہ (۱۲) غزلوں میں حسن مطلع کا صرف ایک ایک ہی شعر پایا جاتا ہے۔ صرف ایک ہی غزل میں حسن مطلع کے تین (۳) اشعار ہیں اور وہ غزل ''طوفان بہ دل ہے ہر کوئی دلدار دیکھنا ÷ گل ہو نہ جائے مشعلِ رخسار دیکھنا'' ہے۔

(۶) جگر مراد آبادی:- نظر ملتے ہی دل کو وقفِ تسلیم و رضا کر دے
جہاں سے ابتداء کی ہے، وہیں پر اِنتہا کر دے (مطلع)
وفا پر دل کو صدقے، جان کو نذرِ جفا کر دے
محبت میں یہ لازم ہے کہ، جو کچھ ہو فنا کر دے (حسنِ مطلع)

علی سکندر جگر مراد آبادی کے کلام کے مجموعے ✪ ''شعلۂ طور'' ✪ ''جذبات جگر'' ✪ ''آتشِ گل'' ✪ ''لمعات طور'' ✪ ''تخیلات جگر'' ✪ کی کل دو سو سولہ (۲۱۶) غزلوں میں کل چار سو پچپن (۴۵۵) اشعار حسنِ مطلع کے پائے جاتے ہیں۔ مذکورہ دو سو سولہ (۲۱۶) غزلوں میں سے صرف ایک غزل ہی ایسی ہے کہ جس میں حسن مطلع کے سب سے زیادہ آٹھ (۸) اشعار پائے جاتے ہیں۔ اور وہ غزل کلیات جگر مراد آبادی صفحہ ۲۷ پر ہے۔ غزل کا مطلع ہے ''اک لفظِ محبت کا ادنیٰ یہ فسانہ ہے ÷ سمٹے تو دل عاشق، پھیلے تو زمانہ ہے''۔

اردو ادب کے مذکورہ نامور شعراء کے کلام میں حسن مطلع کے اشعار کا جو اجمالی خاکہ پیش کیا ہے، اس کا ماحصل یہ ہے کہ مذکورہ شعراء میں سے صرف جگر مراد آبادی کے کلام میں ایک غزل میں سب سے زیادہ یعنی حسن مطلع کے آٹھ اشعار پائے جاتے ہیں لیکن جگر صاحب کو بھی جگر تھامنا پڑے ایسی مثال امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ ''حدائق بخشش'' حصہ دوم میں ایک قصیدہ حضرت رضا بریلوی نے غزل کے انداز میں مرقوم فرمایا ہے۔ اس قصیدہ کا نام ''قصیدۂ نور'' ہے۔ اس قصیدے میں حضرت رضا بریلوی نے حسن مطلع کے چھیالیس (۴۶) اشعار ارقام

Marfat.com

فرمائے ہیں۔ اردو ادب کے کسی بھی شاعر نے ایک غزل میں اتنے اشعار حسن مطلع کے نہیں کہے بلکہ دس (۱۰) اشعار کی تعداد تک بھی نہیں پہنچ سکے۔ جب کہ حضرت رضا بریلوی نے ایک نیا ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ اور یہ ریکارڈ غیر مُکسّر (Unbeaten) رہے گا۔ قصیدۂ نور کا پہلا شعر مطلع ''صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا ÷ صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا'' ہے۔ مطلع کے بعد کا شعر جو حسن مطلع ہے وہ ''باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا ÷ مست بُو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا'' سے شروع ہو کر ''یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا ÷ بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا'' تک کل چھیالیس (۴۶) اشعار حسن مطلع کے آپ نے قلمبند فرمائے ہیں۔

حضرت رضا بریلوی نے اپنے قصیدۂ نور میں کثرت سے قافیوں کا استعمال فرما کر اپنی قادر الکلامی کا ثبوت دیا ہے اور اپنی شانِ فصاحت و بلاغت کو اُجاگر فرمایا ہے۔ جب کہ جناب سکندر میاں جگر مراد آبادی صاحب چند قافیوں میں ہی الجھے رہے۔ حالانکہ جگر صاحب نے حسن مطلع کے صرف آٹھ اشعار ہی کہے ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے قافیوں کی قلت محسوس کی ہو ایسا لگتا ہے کیونکہ ان کے اشعار میں ایک قافیہ چار چار مرتبہ مکرّر آیا ہے۔ اس کے برعکس امام الکلام حضرت رضا بریلوی کے کلام میں قافیوں کی بہتات و وسعت نظر آتی ہے۔

جگر مراد آبادی نے اپنی ایک غزل میں، جن آٹھ حسن مطلع کا استعمال کیا ہے، وہ حسب ذیل ہے:-

(۱) اک لفظ محبت کا ادنیٰ یہ فسانہ ہے -مطلع
سمٹے تو دل عاشق، پھیلے تو زمانہ ہے

(۲) یہ کس کا تصور ہے، یہ کس کا فسانہ ہے -حسنِ مطلع نمبر ۱
جو اشک ہے آنکھوں میں، تسبیح کا دانہ ہے

Marfat.com

(۳) دل سنگ ملامت کا ہر چند نشانہ ہے -حسنِ مطلع نمبر۲
دل پھر بھی مرا دل ہے، دل ہی تو زمانا ہے

(۴) ہم عشق کے ماروں کا اتنا ہی فسانا ہے -حسنِ مطلع نمبر۳
رونے کو نہیں کوئی، ہنسنے کو زمانا ہے

(۵) وہ اور وفا دشمن مانیں گے نہ مانا ہے -حسنِ مطلع نمبر۴
سب دل کی شرارت ہے آنکھوں کا بہانا ہے

(۶) شاعر ہوں میں شاعر ہوں میرا ہی زمانا ہے -حسنِ مطلع نمبر۵
فطرت مرا آئینہ، قدرت مرا شانا ہے

(۷) جو اُن پر گزرتی ہے، کس نے اسے جانا ہے -حسنِ مطلع نمبر۶
اپنی ہی مصیبت ہے، اپنا ہی فسانا ہے

(۸) کیا حُسن نے سمجھا ہے، کیا عشق نے جانا ہے -حسنِ مطلع نمبر۷
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانا ہے

(۹) آغاز محبت ہے، آنا ہے نہ جانا ہے -حسنِ مطلع نمبر۸
اشکوں کی حکومت ہے آہوں کا زمانا ہے

مذکورہ حسن مطلع کے آٹھ اشعار کے لئے سولہ[۱۶] قافیوں کی ضرورت تھی لیکن جگرؔ صاحب صرف آٹھ قافیوں پر اکتفا کرتے ہوئے سبکدوش ہو گئے۔ (۱) فسانا۔ ۳رمرتبہ (۲) زمانہ۔ ۵رمرتبہ (۳) دانہ۔ ارمرتبہ (۴) نشانہ۔ ارمرتبہ (۵) مانا۔ ارمرتبہ (۶) بہانا۔ ارمرتبہ (۷) شانا۔ ارمرتبہ اور (۸) جانا۔ ۳رمرتبہ استعمال کر کے قافیوں کی قلت (Shortage) کا اظہار فرمایا ہے۔ لیکن حضرت رضاؔ بریلوی نے اپنے قصیدۂ نور کے حسن مطلع کے ۴۶راشعار کے لئے ۹۲رقافیوں کے لیے کل ستاسی (۸۷) الفاظ کا استعمال فرما کر دنیائے ادب پر اپنی سخن شاہی کا سکہ بٹھا دیا ہے۔ حضرت رضاؔ نے ۸۷رقافیوں کا استعمال فرمایا ہے وہ اس

Marfat.com

طرح ہیں: (۱) پھولا (۲) کلمہ۔ دو مرتبہ (۳) سجدہ۔ دو مرتبہ (۴) ستارہ۔ دو مرتبہ (۵) کمرہ (۶) پودا (۷) والا (۸) اعلیٰ (۹) بدلا۔ بمعنی تغیر (۱۰) بدلا۔ بمعنی عوض قصاص (۱۱) سہرا (۱۲) پیالہ (۱۳) صدقہ (۱۴) کعبہ (۱۵) شملہ (۱۶) صحیفہ (۱۷) عمامہ۔ دو مرتبہ (۱۸) بالا (۱۹) بکہ (۲۰) پھر یرا (۲۱) شفیعہ (۲۲) قبالہ (۲۳) پسینہ (۲۴) سونا (۲۵) لمعہ (۲۶) شعلہ (۲۷) گپھا (۲۸) زجاجہ (۲۹) سورہ (۳۰) پتلا (۳۱) کرتا (۳۲) ماتھا (۳۳) سیما (۳۴) ٹکڑا (۳۵) سایہ (۳۶) دولہا (۳۷) شہانہ (۳۸) دوبالا (۳۹) اِکّا (۴۰) ترانہ (۴۱) لہرا (۴۲) آیہ (۴۳) معنیٰ۔ دو مرتبہ (۴۴) بھالا (۴۵) دکھایا (۴۶) مژدہ (۴۷) دھڑکا (۴۸) دریا (۴۹) اہلا (۵۰) رہا تھا (۵۱) کلیجا (۵۲) بٹھایا (۵۳) علاقہ (۵۴) توڑا۔ روپیوں کی تھیلی (۵۵) توڑا۔ بمعنی خسارہ (۵۶) کاسہ (۵۷) مہینہ (۵۸) دعویٰ (۵۹) مچلکا (۶۰) تمغا (۶۱) ٹیکا (۶۲) اُس با (۶۳) رشتہ (۶۴) حلقہ (۶۵) ہالہ (۶۶) بچہ (۶۷) گھرانا (۶۸) دوشالہ (۶۹) جوڑا (۷۰) اندھا (۷۱) نگینہ (۷۲) تڑکا (۷۳) دھندلکا (۷۴) بڑھتا (۷۵) ذرا سا (۷۶) مُعلّیٰ (۷۷) قُبہ (۷۸) پہرا (۷۹) پرندہ (۸۰) شیدا (۸۱) دوپٹا (۸۲) گشتہ (۸۳) چھینٹا (۸۴) جملہ (۸۵) سچا (۸۶) آتا (۸۷) استعارہ۔

جگر مراد آبادی کے حسن مطلع کے مذکورہ اشعار میں کوئی علمی، تاریخی، یا مذہبی بات نہیں کہی گئی اور صرف ''حسن'' و ''عشق'' کے چکر میں پھنس کر معشوقہ کے عشق میں تڑپنے اور آنسو بہانے کی کیفیت کا ذکر ہے۔ علاوہ ازیں ان آٹھ اشعار میں عوامی سطح اور اصطلاح کے الفاظ کا ہی استعمال کیا گیا ہے اور محبت کے فسانے کا رونا رویا گیا ہے۔ کوئی معنی خیز الفاظ یا فنِ شاعری کی کسی صنعت پر دست آزمائی نظر نہیں آتی۔ جب کہ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے اشعار کا ایک ایک لفظ علم وعرفان کا گوہر نایاب معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اردو ادب کی کئی صنعات مثلاً صنعت تشبیہ، تضاد، اقتباس، استعارہ، تلمیح، مقابلہ، تجنیس کامل

Marfat.com

وغیرہ بکثرت پائی جاتی ہیں۔ ہر شعر کی تشریح میں کئی سو صفحات لکھے جاسکتے ہیں۔ الفاظ کی بندش، روانی اور ربط کا حُسن بھی اپنی تمام آب و تاب کے ساتھ نکھرا ہوا نظر آتا ہے۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے مذکورہ قصیدۂ نور کے علاوہ دیگر چالیس (۴۰) نعتوں، منقبتوں وغیرہ میں بھی حسنِ مطلع کا کثرت سے استعمال فرمایا ہے۔

- ''واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا''۔ نعت میں تین (۳) حسن مطلع ہیں۔
- ''ماہ سیما ہے احمد نوری''۔ منقبت میں سات (۷) حسن مطلع ہیں۔
- ''اے امام الہدیٰ محب رسول''۔ منقبت میں دس (۱۰) حسن مطلع ہیں۔

(۳) ''وزن اور بحر''

شعر کے وزن سے مراد یہ ہے کہ شعر کو تولنے کے لئے جو پیمانے مقرر کئے گئے ہیں انہیں بحر کہا جاتا ہے۔ ان بحور میں سے کسی ایک بحر کے مطابق شعر کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ جو کلام کسی بھی بحر کے وزن پر نہیں ہوتا وہ شعر نہیں ہوسکتا۔ اسے نثر (Prose) کہا جائے گا۔ شعر کے وزن کرنے کا جو فن ہے وہ ''علم عروض'' کہلاتا ہے۔ اس فن کے ذریعہ اشعار کا وزن یا ان کا موزوں یا ناموزوں ہونا معلوم ہوتا ہے۔ فنِ عروض کی اصطلاح میں شعر کو بحر کی ترازو میں تولنے کا نام وزن ہے۔ جس کو تقطیع کرنا بھی کہتے ہیں۔ اس فن کا موجد بصرے کا ایک مشہور عالم خلیل بن احمد ہے۔ جو ۱۰۳ھ مطابق ۷۲۱ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۰ھ مطابق ۷۸۷ء میں وفات پائی۔ خلیل بن احمد نے شعر کے لئے پندرہ (۱۵) وزن قرار دیئے اور ہر وزن کا نام بحر رکھا۔ خلیل بن احمد کی مقرر کردہ بحور کے بعد ابوالحسن اخفش، بزرجمہر، مولوی یوسف نیشاپوری اور ایک کسی نامعلوم شخص نے ایک ایک بحر ایجاد کی اور فن شاعری کے لیے کل انیس (۱۹) بحریں مقرر ہوئیں۔ پھر ان ۱۹ر بحور کو الگ الگ بحروں میں تقسیم کیا گیا اور کل چھتر (۷۶) بحریں متعین کی گئی ہیں۔ جن کی تفصیلی بحث یہاں ممکن نہیں

Marfat.com

لہٰذا ناظرین کی خاطر طبع کیلئے فن شاعری کی سالم انیس (۱۹) بحور کا نقشہ مع ان کے اقسام و اوزان پیش خدمت ہے:-

"نقشۂ بحور مع کیفیت ، اقسام و اوزان"

نمبر	بحر کا نام	کیفیت	کل اقسام	اس بحر سالم کا وزن
۱	ھزج	مفرد	۱۱	مَفَاعِیلُنْ - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۲	رِجز	//	۵	مُسْتَفْعِلُنْ - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۳	رَمل	//	۷	فَاعِلَاتُنْ - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۴	مُتَقَارِبْ	//	۶	فَعُوْلُنْ - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۵	کَامِلْ	//	۱	مُتَفَاعِلُنْ - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۶	وَافِرْ	//	۱	مُفَاعِلَتُنْ - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۷	مُتَدَارِکْ	//	۷	فَاعِلُنْ - چار مرتبہ ایک مصرعہ میں
۸	مُنْسَرِحْ	مرکب	۵	مُسْتَفْعِلُنْ مَفْعُوْلَاتُ - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں
۹	مُضَارِعْ	//	۷	مَفَاعِیلُنْ فَاعِلَاتُنْ - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۰	سریع	//	۶	مُسْتَفْعِلُنْ مُسْتَفْعِلُنْ مَفْعُوْلَاتُ - ایک مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۱	خفیف	//	۳	فَاعِلَاتُنْ مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلُنْ - ایک مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۲	مجتث	//	۳	مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلَاتُنْ - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۳	مقتضب	//	۳	مَفْعُوْلَاتُ مُسْتَفْعِلُنْ - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں

Marfat.com

۱۴	طویل	؍؍	۱	فَعُولُنْ مَفَاعِیْلُنْ - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۵	مدید	؍؍	۱	فَاعِلَاتُنْ فَاعِلُنْ - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۶	بسیط	؍؍	۱	مُسْتَفْعِلُنْ فَاعِلُنْ - دو مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۷	جدید	؍؍	۱	فَاعِلَاتُنْ فَاعِلَاتُنْ مُسْتَفْعِلُنْ - ایک مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۸	قریب	؍؍	۴	مَفَاعِیْلُنْ مَفَاعِیْلُنْ فَاعِلَاتُنْ - ایک مرتبہ ایک مصرعہ میں
۱۹	مشاکل ۷	؍؍	۱	فَاعِلَاتُنْ مَفَاعِیْلُنْ مَفَاعِیْلُنْ - ایک مرتبہ ایک مصرعہ میں
	میزان:	← ۷۴		

مذکورہ بحور میں سے سات (۷) بحریں مفرد (Solitary) ہیں اور بارہ (۱۲) بحریں مرکب (Combined) ہیں۔ کل انیس (۱۹) بحریں اصل ہیں اور یہ انیس بحریں منقسم ہو کر کل ۷۴ ؍ بحریں ہوگئیں۔ جس کا اندازہ مذکورہ بالا نقشہ کے معائنہ سے آجائے گا۔ اردو ادب میں جو بھی شاعری لکھی جاتی ہے، وہ ان مذکورہ ۷۴ ؍ بحور میں سے کسی ایک بحر کے وزن پر ہوتی ہے۔ کسی شعر کے لئے یہ طے کرنا کہ یہ کس بحر کے وزن پر ہے یہ ایک مستقل فن ہے اور اس فن کو علم عروض کہا جاتا ہے لیکن علم عروض کا پورا دارومدار تقطیع پر ہے۔

(۴) "تَقْطِیْع"

تقطیع ہی علم عروض کا اصل اصول ہے۔ اور تقطیع کا علم اور اس میں مہارت صرف علم عروض کے اصول اور قوانین کو یاد کر لینے سے نہیں آتا بلکہ مشق اور ممارست

Marfat.com

(Experience) سے اس پر عبور حاصل ہوتا ہے۔ اس فن میں مہارت حاصل کرنے کے لئے اُصول کی روشنی میں تقطیع کی مسلسل مشق جاری رکھنی چاہئے۔ اس پر قابو پالینا علم وفن عروض پر حاوی ہونے کے مترادف ہے۔ یہ کام اگر آگیا تو گویا عروض آگیا۔ تقطیع کے لغوی معنی ہیں ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ چوں کہ بحر کے ارکان سے ہم وزن کرنے کے لئے شعر کے الفاظ کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاتے ہیں اس لئے اس فن کو تقطیع نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

چونکہ شعر الفاظ کے مجموعہ سے بنتا ہے اور الفاظ حروف کے مرکب ہونے سے بنتے ہیں لہٰذا تقطیع میں حروف کو مدِ نظر رکھ کر وزن کیا جاتا ہے۔ حروف کی تین صورتیں متعین کی گئی ہیں۔ (۱) مکتوبی غیر ملفوظی یعنی وہ حروف جو لکھے جائیں لیکن بولنے اور پڑھنے میں نہ آئیں۔ مثلاً ہائے مختفی، واوٗ معدولہ، عربی کا الف وغیرہ۔ تقطیع میں ان کا شمار نہیں ہوتا۔ (۲) ملفوظی ومکتوبی یعنی وہ حروف جو لکھنے میں بھی آئیں اور بولنے پڑھنے میں بھی آئیں۔ ان کا شمار تقطیع میں ہوتا ہے۔ (۳) ملفوظی غیر مکتوبی یعنی وہ حروف جو بولنے اور پڑھنے میں آئیں مگر لکھنے میں نہ آئیں۔ مثلاً حروف مشدّد یعنی جب حرف پر تشدید کی علامت (ّ) ہو۔ اضافت یا ہائے باطنی، وغیرہ۔ تقطیع میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

تقطیع کی بہت ہی مختصر تشریح مندرجہ بالا کی گئی ہے حالانکہ تقطیع کے تعلق سے جو اصول وضوابط ہیں وہ اتنے کثرت سے ہیں کہ جن کو بیان کرنا یہاں ممکن نہیں۔ قارئین کی فرحِ طبع کی خاطر ذیل میں حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے ایک شعر کی تقطیع پیش ہے:-

شعر:

گنہ گاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لئے احمد سا والی ہے

یہ شعر بحر ہزج سالم کا ہے۔ جس کا وزن مفاعیلن۔ چار مرتبہ ایک مصرعہ میں ہے۔ تقطیع یہ ہوئی:-

Marfat.com

مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن
گنہ گاروں	کو ہاتف سے	نویدِ خوش	آمالی ہے
مبارک ہو	شفاعت کے	لئے احمد	ساوالی ہے

■ امام الکلام حضرت رضا بریلوی نے تمام بحور میں اشعار کہے ہیں مثلاً:۔

✪ وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں، بحر وافر سالم میں ہے

✪ رشک قمر ہوں رنگ رخ آفتاب ہوں، بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف میں ہے۔

✪ وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں، بحر خفیف مسدس شعث مقصور میں ہے۔

✪ سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے، بحر متقارب اثرم مقبوض محذوف میں ہے۔

✪ زمین وزماں تمہارے لئے مکین ومکاں تمہارے لئے، بحر وافر سالم میں ہے۔

"قریب الفنا متروک بحر کو نئی زندگی"

■ حضرت رضا بریلوی نے اپنی مشہور زمانہ نعت "زمین وزماں تمہارے لئے" جس بحر میں کہی ہے وہ "بحر وافر سالم" صرف عربی زبان میں ہی رائج ہے "یہ بحر عربی سے مخصوص ہے اور اردو میں رائج نہیں" (حوالہ: "فن شاعری" از اخلاق حسین دہلوی، صفحہ ۱۰۷)۔اس بحر میں اردو یا فارسی زبان میں شاید ہی کسی شاعر کی کوئی غزل ملے گی۔ بلکہ اس بحر کو فارسی اور اردو کے قریب قریب تمام شعراء نے بہت ہی مشکل اور کٹھن بحر محسوس کر کے بالکل متروک کر دیا تھا اور دنیائے ادب سے یہ بحر غیر مانوس ہو کر قریب الفنا ہو گئی تھی لیکن حضرت رضا بریلوی کے قلمِ حیات بخش نے اس بحر کو نئی زندگی بخشی۔صرف نئی زندگی ہی نہیں بخشی بلکہ نیا جوبن اور شباب بخشا اور اس بحر کی سنگلاخ زمین میں عشقِ رسول کے مہکتے پھولوں کی شکل میں فصیح اور بلیغ الفاظ کا استعمال فرما کر اس بحر کو شباب کے ساتھ ساتھ حسن وزینت سے

Marfat.com

آراستہ کیا۔ جس بحر کو فارسی اور اردو کے شعراء نے اس کی سنگلاخی سے مایوس ہو کر فراموش کر دیا تھا، اس بحر کو حضرت رضاؔ بریلوی نے بزم ابحار کی شمع درخشاں بنا دیا۔ بلکہ آنے والی نسل کے شعراء کے لئے اس بحر کی راہِ دشوار کو سہل بنا کر اس بحر میں شعر گوئی کی ترغیب دی ہے۔ حضرت رضا بریلوی نے اس دشوار بحر میں پورے حسنِ ترتیب سے الفاظ کی صف بندی فرما کر جو روانی پیدا کی ہے، اسے دیکھ کر اہل علم وادب عش عش پکار اٹھے ہیں۔ حضرت رضاؔ بریلوی نے اپنی نگاہ التفات سے اُس متغائر اور متروک بحر کو وہ حُسن بخشا کہ حضرت رضاؔ بریلوی کے بعد بہت سے شعرائے اردو ادب اس بحر پر وارفتہ ہو گئے اور اس بحر میں غزلیں کہی ہیں۔ جس بحر کو فارسی و اردو کے شعراء تلخ اور ترش سمجھ کر اس سے کنارہ کش ہو گئے تھے، اس بحر میں حضرت رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ شیرینی اور چاشنی پیدا کر دی کہ ہر شاعر کے لیے وہ بحر مرغوب طبع ہو گئی۔ حضرت رضاؔ بریلوی نے اس بحر میں جو نعت ارشاد فرمائی ہے اس میں ایک خوبی یہ ہے کہ آپ نے شعر کے ہر رکن کو پورا جملہ دینے کے بجائے ہر رکن کو قافیہ کا حُسن عطا کیا ہے۔ اور ان ارکان شعر میں وہ ربط و روانی پیدا کر دی ہے کہ شعر پڑھنے یا سننے والا اگر شعر کے مطلب سے واقف نہیں بھی ہے، پھر بھی وہ الفاظ و قافیہ کی موزونیت اور نظم سنجی کے کیف میں جُھوم اٹھے گا۔ مندرجہ ذیل اشعار ہمارے اس دعوے کی دلیل و برہان ہیں:۔

- تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
  زمین وفلک، سماک و سمک، میں سکہ نشاں تمہارے لئے
- کلیم ونجی، مسیح وصفی، خلیل ورضی، رسول ونبی
  عتیق و وصی، غنی وعلی، ثنا کی زباں تمہارے لئے

Marfat.com

✪ عطائے ارب، جلائے کرب، فیوض عجب، بغیر طلب
یہ رحمت رب، ہے کس کے سبب، بربّ جہاں تمہارے لئے

✪ جناں میں چمن، چمن میں سُمن، سمن میں پھبن، پھبن میں دلہن
سزائے محن، پہ ایسے منن، یہ امن و اماں تمہارے لئے

✪ اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا، یہ تاب و تواں تمہارے لئے

✪ صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے، کہ دن ہوں بھلے
لِوا کے تلے ثنا میں کھلے، رضاؔ کی زباں تمہارے لئے

اس نعت پاک کے ہر شعر میں الفاظ کی ندرت اور روانی کی شیریں مقالی اتنی پُر کیف ہے کہ نعت پڑھنے والے کے دہن میں شہد نایاب گُھل جاتا ہے۔ گویا کہ حضرت رضاؔ نے بحر وافر سالم کی پتھریلی راہ کو ہموار کر کے اس کو مخملی بنا دیا ہے۔

(۵) "اقسام"

✪ **نظم** : لڑی، سلک، کلام، شعر (فیروز اللغات، ص ۱۳۶۶)

[Well measured poetry, Stringing as pearls]

✪ **لوری** : ہلکی آواز کے سُر یلے گیت، جو عورتیں بچوں کو سلانے یا بہلانے کے لئے آہستہ آہستہ گاتی ہیں۔ (فیروز اللغات، ص ۱۱۶۸)

✪ **گیت** : راگ، بھجن، سُرود (فیروز اللغات، ص ۱۱۳۶) [Song]

✪ **سُرود** : نغمہ، گیت، راگ، ایک قسم کا باجا۔ (فیروز اللغات، ص ۷۹۷)

[Melody]

✪ **غزل** : نظم کی ایک صفت جس میں عشق و محبت اور اخلاق و تصوف کا ذکر ہوتا ہے۔

Marfat.com

غزل کا ہر شعر جداگانہ مضمون کا حامل ہوتا ہے۔ جس کا پہلا شعر مطلع اور آخری شعر مقطع کہلاتا ہے۔ (فیروز اللغات، ص ۹۱۳)

[Ode, Amatory sonnet]

✪ **حمد** : خدا کی تعریف (فیروز اللغات، ص ۵۷۶)

[Praise of Almighty Allah]

✪ **نعت** : مدح، ثنا، تعریف، توصیف، رسول اللہ کی شان میں مدحیہ اشعار (فیروز اللغات، ص ۱۳۶۶)

[Eulogy, Praise especially of Holy Prophet Hazrat Muhammad]

✪ **منقبت** : تعریف، توصیف، انبیائے کرام کے علاوہ بزرگانِ دین کی مدح وثنا کرنا۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۹۶)

[Virtue, Praise of saint except Prophets]

✪ **مثنوی** : نظم کی وہ قسم جس میں کوئی بات مسلسل بیان کی جائے اور اس کے ہر شعر کے دونوں مصرعوں میں قافیہ آئے اور ہر شعر کا قافیہ پہلے شعر کے علاوہ کوئی اور ہو۔ مثنوی میں اشعار کی تعداد مقرر نہیں۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۰۴)

[Heroic verse]

✪ **قصیدہ** : نظم کی وہ قسم جس میں کسی کی تعریف وتحسین یا ہجو ہو۔ اس کے پہلے دونوں مصرعوں میں اور بعد کے ہر شعر کے آخری مصرعہ میں قافیہ کا انتظام ہوتا ہے۔ اس کی شکل غزل سے ملتی جلتی ہو۔ (فیروز اللغات، ص ۹۵۸)

[Pith of a long ode]

✪ **مرثیہ** : وہ نظم جس میں مُردے کے اوصاف بیان کئے گئے ہوں۔ وہ نظم جس میں شہدائے کربلا کے مصائب اور شہادت کا ذکر ہو۔ رونا۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۲۵)

[Elegy, Song of lamentation]

Marfat.com

✪ **قطعہ :** نظم کی وہ قسم جس میں کوئی ایک چیز بیان کی جاتی ہے۔ اس میں مطلع نہیں ہوتا۔ (فیروز اللغات، ص ۹۵۹)

[The couplet poem]

✪ **مثلث :** وہ نظم جس کے ہر بند میں تین مصرعے ہوں۔ (فیروز، ص ۱۲۰۴)

[Triverses poetry]

✪ **رباعی :** وہ چار مصرعے جو اوزانِ مخصوص پر ہوں۔ اس کے پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعہ کا ہم قافیہ ہونا ضروری ہے۔ چوتھا مصرعہ عجیب ہوتا ہے کہ سننے والا متحیر ہو جائے۔ رباعی کے چوبیس (۲۴) اوزان ہیں۔ (فیروز اللغات، ص ۷۰۳)

[Quatrain, A stanza of four lines]

✪ **مخمس :** وہ نظم جس میں ہر بند پانچ مصرعوں کا ہو۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۱۷)

[Pentagon, a king of verse containing five lines]

✪ **مسدس :** نظم کی وہ قسم جس کے ہر بند میں چھ (۶) مصرعے ہوں۔ (فیروز، ص ۱۲۴۵)

[Poem consisting of six lines]

حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح تمام بحور میں اشعار نظم فرمائے ہیں اسی طرح آپ نے قریب قریب شاعری کی تمام اقسام میں اشعار فرمائے ہیں اور فن ادب کو اس انداز سے نکھارا ہے کہ رہتی دنیا تک فن اور اہلِ فن حضرت رضا بریلوی کے مرہونِ منت رہیں گے۔ اقسام شاعری کے عنوان کے تحت کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں۔ جن کے مطالعہ سے حضرت رضا بریلوی کے تبحر علم اور قادر کلامی کا تھوڑا بہت اندازہ آ جائے گا۔ حضرت رضا بریلوی نے شاعری کی ہر قسم میں طبع آزمائی فرمائی ہے۔ آپ نے حمد، نعت، منقبت، مثنوی، قصیدہ، مرثیہ، قطعہ، مثلث، رباعی، مخمس، مسدس وغیرہ میں اشعار ارشاد فرمائے ہیں۔ جن کا ذکر صنعات کی تفصیل میں ضمناً آئے گا لہٰذا انفرادی طور پر اس پر بحث نہ کرتے ہوئے کچھ ضروری امور کی طرف قارئین کرام کی توجہات ملتفت کرنا چاہتے ہیں۔

Marfat.com

(۶) ''حمد اور نعت''

اردو زبان ہو یا اور کوئی زبان ہو، اس زبان کی شاعری کی اصناف میں حمد اور نعت کی بہت ہی اہمیت ہے۔ حمد اور نعت میں حمد آسان ہے جبکہ نعت بہت ہی مشکل فن ہے۔ حمد میں خدائے تعالیٰ کی عظمت و بزرگی بیان کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف میں جتنا بھی بڑھا جائے روا ہے۔ حمد میں تعریف کی سمت میں کوئی حد ہی نہیں کہ خدا کی تعریف اس حد تک کی جائے اس سے آگے نہ بڑھا جائے بلکہ تعریف کرنے والے کو روا ہے کہ وہ خدا کی حمد و ثنا میں اپنے قلبی تاثرات کا جتنا زیادہ اظہار کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ حمد میں صرف ایک امر کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے کہ خدائے قدوس کی شان میں کوئی ایسی بات یا لفظ نہ کہی جائے کہ جس کی وجہ سے شان الوہیت میں توہین و تنقیص ہو جائے۔ جب کہ نعت میں دو حدیں مقرر ہیں۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اتنا غلو نہ کیا جائے کہ آپ کو بشریت سے خارج کر کے الوہیت سے ملحق کر دیا جائے اور ایسا کرنے پر شرک کا الزام عائد ہوگا۔ لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایک محدود حد تک ہی بڑھنا روا ہے۔ اس حد سے تجاوز کرنا روا نہیں۔ دوسری حد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے الفاظ کا قطعاً استعمال نہ کیا جائے جو آپ کی شایان شان نہ ہوں اور ان الفاظ میں توہین و گستاخی کا پہلو نکلتا ہو۔ اور ایسا کرنے پر شانِ رسالت میں گستاخی کرنے کا کفر لازم آئے گا۔ مختصر یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں اتنا نہ بڑھنا چاہئے کہ شرک لازم آئے اور نہ ہی اتنا گھٹانا چاہئے کہ کفر کا جرم عائد ہو۔ ان دونوں سرحدوں کے درمیان رہ کر نعت گو نعت کہتا ہے اور یہ ایک دشوار منزل ہے۔

امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی اس معاملہ میں فرماتے ہیں کہ:-

Marfat.com

''حقیقۃً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل فن ہے۔ جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہونچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے۔ جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں ایک جانب اصلاً کوئی حد بندی نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے''۔

(حوالہ:۔ الملفوظ، حصہ ۲، مرتب حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا علیہ الرحمہ)

نعت رسول لکھنے کے لئے پہلی شرط شاعر کا قلب عشق رسول کی لازوال دولت کے گوہر شاداب سے معمور ہونا ہے اور ساتھ میں اس جذبۂ صادق، عشق خالص اور بے پناہ عقیدت کو اعتدال و توازن کے ساتھ حدود شناسی کے ساتھ ظاہر کرنا ہے۔ شاعر کا عشق اس درجہ تک رساں ہونا چاہئے کہ اس کے دل کی ہر دھڑکن سے ''یا حبیبی یا رسول اللہ'' کی صدا آتی ہو۔ اور سنت رسول کی پیروی اس کا مقصد حیات بن جائے۔ جب یہ جذبہ شدت کی حالت اختیار کرتا ہے، تو اس کی زبان و قلم سے سوائے محبوب کی یاد اور نعت کے اور کچھ ادا نہیں ہوتا۔ اس کی زبان و قلم سے عشقِ رسول کے بے بہا موتی جھڑتے ہیں اور نعت کی صورت اختیار کرتے ہیں۔

(۷) ''حضرت رضؔا اور نعتیہ شاعری''

امام عشق و محبت حضرت رضؔا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک دنیائے اردو شاعری مجازی محبوب کی زلفوں کی اسیر تھی۔ شعراء ہمہ وقت اپنی محبوبہ کے حُسن و جمال کی تعریف میں کھوئے رہتے تھے۔ کوئی اپنی محبوبہ کی زلفوں کی درازی میں طویل غزلیں لکھ رہا ہے۔ کوئی محبوبہ کی مخموری آنکھوں کے نشے میں جھوم رہا ہے۔ تو کوئی رخسار، لب، کمر، نزاکت موزونیت کی شان کے اظہار میں مصروف ہے۔ کوئی انگور کی بیٹی کے کڑوے گھونٹ کی

Marfat.com

شیرینی محسوس کر رہا ہے۔ غرض دنیا اور دنیا کے مجازی محبوبوں کے عشق مجازی کا ایسا غلبہ اور تسلط تھا کہ شعراء اردو ادب کی اکثریت اسی کے دام فریب میں گرفتار تھی اور مجازی محبوب کے سراپا کا عاشقانہ بیان اور اس کی سوقیانہ تشریح ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ خلاف شریعت اقوال وافعال کی ترغیب وتشویق گویا کہ شاعری کا معیارِ فن بن چکا تھا۔ اردو کے کچھ شرابی اور کبابی شاعروں نے کیفِ خمر کے زیر اثر ایسے ایسے ناروا اشعار کہے کہ اردو شاعری کی روح بھی شرمندہ تھی۔ خجل وندامت سے اس کی جبینِ احساس خم ہوگئی تھی اور ایسے شعراء اردو ادب وفن شاعری کے لیے عار و وبال بن گئے تھے۔ ان ننگِ ادب شاعروں نے اپنے قلم کی سیاہی سے صفحۂ قرطاس ہی نہیں بلکہ اردو شاعری کا دامن بھی داغ دار کرڈالا تھا۔ ان کم ظرف وکم نظر شعراء کا یہ غلط نظریہ تھا کہ اردو شاعری میں جدّت اور رنگت کی چاشنی گھولنے کے لئے عاشقانہ اور شرابیانہ طرز اختیار کرنا ضروری ہے، ورنہ اردو شاعری خشک اور تلخ رہ جائے گی۔ شراب وشباب کی رنگینی کا تذکرہ ہی اردو شاعری میں رنگ جما سکتا ہے۔ نوجوان اور عاشق طبقے کو اردو شاعری کی طرف مائل کرنے اور ان کو رغبت دلانے کا یہی واحد ذریعہ ہے۔ اور اسی سے اردو شاعری کے حسن کا نکھار ہے۔ مذہبی شاعری کی طرف بہت کم شعراء ملتفت ہوئے تھے کیونکہ شعراء اردو ادب نے ماحول ایسا پراگندہ کردیا تھا کہ عشق حقیقی میں کی جانے والی شاعری کو پرانی وضع قطع کی ذہنیت کی تخلیق اور خشک عنوانی پر مشتمل شاعری سمجھا جاتا تھا۔ مذہبی شعراء کی مقبولیت اور شہرت ایک مخصوص طبقے اور حلقے تک ہی محدود تھی، جب کہ عشق فسق سے لبریز کلام والے فساق شعراء عام شہرت اور مقبولیت کے ٹھیکیدار بنے ہوئے تھے۔ لیکن حضرت رضا بریلوی کا اردو شاعری پر احسان ہے کہ آپ نے اس غلط نظریہ کی عملی تردید فرمادی اور اپنے حسنِ کلام سے اردو شاعری کو زینت وزیبائش عطا کرنے کے ساتھ ساتھ مذہبی شاعری میں بھی اپنی رنگینیٔ سخن سے رنگ ورس پیدا کردیا اور جس مذہبی عنوان کو خشک اور بے رنگ گردان کر اس کی طرف شعراء نظر التفات سے گریز کرتے تھے، اس

Marfat.com

عنوان کو اتنا رنگین و حسین بنا دیا کہ اس عنوان کے شعر گو کو بلند منصب اور اعلیٰ معیار حاصل ہونے لگا۔ اردو شاعری کو عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رنگ میں ایسا رنگا کہ اردو شاعری کے چہرے کی زردی کو سرخ روئی میں بدل دیا اور ثابت کر دیا کہ اردو شاعری کا حسن و نکھار عشق مجازی میں شعر گوئی سے نہیں بلکہ عشق حقیقی میں طبع آزمائی سے آتا ہے۔ خود فرماتے ہیں کہ:-

جو کہے شعر و پاس شرع دونوں کا حسن آئے کیوں
لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضاؔ کہ یوں

حضرت رضاؔ بریلوی نے اپنے کلام بلاغت نظام سے اردو شاعری کو زینت بخشنے کے ساتھ ساتھ ایک عاشق صادق کے جذبات دل کو شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے تمام رعنائیوں کے ساتھ اظہار کرنے کا سلیقہ بھی تعلیم فرمایا۔ آپ کی شاعری حقیقت اور صداقت پر مبنی ہے۔ تصنع، بے جا غلو، روایاتی تکلف، کذب گوئی، دروغ بیانی، جذبات کے سیلاب میں بہنا وغیرہ قباحتوں سے بالکل پاک و منزہ ہے۔ آپ کی شاعری وہبی تھی، خالق کائنات نے حضرت رضاؔ کو موزونیت و معنویت کی وہ صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں کہ عشق رسول کی پاکیز گی کے ساتھ ساتھ فن و ادب کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی شاعری میں صرف آمد آمد کی آمدِ بہار ہے۔ آورد کی کھینچا تانی کی خزاں کا نام و نشان نہیں۔ آپ دیگر شعراء کی طرح صبح سے شام تک اشعار بندی میں منہمک نہیں رہتے تھے بلکہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ سمندر کی طغیانی کی طرح اُبھرتا اور یادِ محبوب میں آپ بے چین و بے قرار ہو جاتے، تو عشق رسول کا وہ جذبۂ سوز خود بخود بشکل اشعار زبان سے نکلتا اور وہ اشعار آپ کے سوزشِ عشق کا سامان بن کر آپ کے بیقرار دل کو سکون بخشتے۔ خود حضرت رضاؔ فرماتے ہیں کہ:-

"جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تڑپاتی ہے تو میں نعتیہ اشعار سے بے

Marfat.com

قرار دل کو تسکین دیتا ہوں، ورنہ شعر و سخن میرا مذاق طبع نہیں۔ (حوالہ: ''سوانح اعلیٰ حضرت، از حضرت علامہ بدرالدین احمد، ص ۲۸۳)

حضرت رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاعری برائے شاعری نہیں بلکہ شاعری بطورِ عبادت کی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ثنا ہی مقصد اصلی تھا۔ اور اس مقصد میں صرف خلوص کا جذبہ ہی کارگر تھا۔ اس کا پتہ حسب ذیل واقعہ سے آئے گا:

''ایک مرتبہ کوئی ایک شاعر ایک نعت لکھ کر حضرت رضاؔ بریلوی کی خدمت میں بغرض اصلاح حاضر ہوا۔ حضرت رضاؔ نے جب اس نعت کو ملاحظہ فرمایا تو اس نعت کے اشعار میں ایسا تذکرہ تھا کہ یا رسول اللہ! آپ کی یاد اور آپ کے فراق میں میرا یہ حال ہے کہ نہ راتوں کو نیند آتی ہے، نہ دن کو چین حاصل ہوتا ہے۔ آپ کے غم ہجر میں کھانا، پینا، سونا وغیرہ ترک ہو گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان نے ان شاعر صاحب سے فرمایا کہ واقعی اگر آپ کی وہی حالت ہے جو آپ نے اپنے اشعار میں بیان کی ہے، تو آپ کی یہ حالت قابل صد تحسین ہے اور اگر آپ کی حالت حقیقۃً وہ نہیں ہے جو آپ نے بیان کی ہے بلکہ شعر کو حسن اسلوبی سے آراستہ کرنے کے لئے محض شاعرانہ تکلفات کے تحت ہی آپ نے تصنع کرتے ہوئے اپنی حالت بیان کی ہے اور آپ کا حال اپنے بیان کے مطابق نہیں بلکہ آپ کھاتے، پیتے اور آرام سے سوتے بھی ہیں، تو یہ ایک جھوٹ ہوا۔ ذرا سوچو! جھوٹ اور وہ بھی اتنی عظیم بارگاہ میں؟ لہٰذا آپ اپنے اشعار میں اپنی وہی کیفیت بیان کیجئے جو واقعی آپ محسوس کر رہے ہیں۔ یعنی اپنے اشعار کو صداقت پر ہی محمول کریں اور کذب بیانی و تصنع سے احتراز کریں۔

مذکورہ واقعہ حضرت رضاؔ بریلوی کی شاعری میں صداقت کے عناصر کی نشاندہی کرتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت رضاؔ بریلوی نے اپنے نعتیہ اشعار میں صرف وہی لکھا ہے، جو آپ نے واقعی محسوس کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رضاؔ کے اشعار میں صدق

Marfat.com

وخلوص کی گہرائیاں پائی جاتی ہیں۔ آپ کی شاعری میں عشق رسول کے حقیقی جذبات جلوہ فگن ہیں۔ آپ کی نعتیہ شاعری رسمی اور روایتی نہیں بلکہ حقائق پر مبنی ہے۔ اردو شاعری میں رسمی شاعری کی بدی گھر کئے ہوئے تھی۔ مثال کے طور پر مرزا اسد اللہ غالبؔ آزاد طبیعت کے آدمی تھے۔ شراب نوشی ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ جوا (Gambling) کے وہ ایسے دلدادہ تھے کہ اُس لت کے طفیل کئی مرتبہ حوالات کی ہَوا کھا چکے تھے۔ مرزا غالبؔ کے اطوارِ زندگی کو اور تصوّف کو دور کا واسطہ بھی نہ تھا لیکن پھر بھی غالبؔ صاحب نے تصوّف میں بہت اشعار کہے ہیں۔ غالبؔ کے صوفیانہ اشعار صرف رسمی اور روایتی تھے، حقیقت سے اُنہیں کوئی سروکار نہ تھا۔ لیکن حضرت رضاؔ کا جُملہ کلام رسم وروایت سے مبّرا و منزّہ ہے۔ آپ کو اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی اور آپ کا سراپا حبِ رسول میں غرق تھا۔ آپ کے کلام میں عشقِ رسول کی جو مہک ہے، وہ ذاتی مشاہدے اور تجربے پر مبنی ہے۔ آپ نے اُسی صداقت وخلوص کے جذبے کے تحت ہی اشعار نظم فرمائے ہیں اور شعراءِ اردو ادب کو نعتیہ شاعری میں راہِ خلوص اختیار کرنے کی ہدایت وتلقین فرمائی ہے۔

فن شاعری میں حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی استاذ نہ تھا اور نہ ہی آپ کسی سے اپنے اشعار کی اصلاح کراتے تھے۔ علاوہ ازیں شعر گوئی آپ کا مشغلہ بھی نہ تھا اور نہ ہی آپ کو اتنی فرصت تھی کہ آپ شاعری کی طرف مُلتفت ہوں کیونکہ آپ تجدیدی خدمات میں ہمہ وقت منہمک تھے۔ کثرت تصنیف میں آپ ایسے مصروف تھے کہ آپ شاعری کی طرف اپنی توجہات مرکوز ہی نہ کر سکے تھے کیونکہ شب وروز کے ۲۴ گھنٹوں میں سے تقریباً ۱۸ ریا ۲۰ ر گھنٹے آپ تصنیفی خدمت میں صرف فرماتے تھے۔ آپ کی شاعری وہبی تھی۔ فنِ شاعری میں عشقِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کا رہنما تھا۔ قرآنِ مجید آپ کی شاعری کا مآخذ ومرجع تھا۔ احکام شریعت آپ کے پاسدار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی نعتیہ شاعری احکام شریعت سے سرِ مُو متجاوز نہیں۔ حالانکہ نعت گوئی کے میدان میں کئی مشکل

Marfat.com

مراحل سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔نعت گو شاعر عموماً مضامین کے محدود دائرے میں جولانی کرتا ہے۔وہ ایک مضمون کو کئی طریقوں سے بیان کرنے کے لئے نئے نئے الفاظ کی تلاش وجستجو میں رہتا ہے۔اور جدتِ الفاظ کی نُدرت جتانے کے شوق میں وہ کبھی ناروا لفظ کا بھی دامن تھام لیتا ہے۔کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مضمون کی تلاش میں شاعر اپنی بساط سے اونچی پرواز کرنے کی کوشش کرتا ہے اور الجھ جاتا ہے۔یا تو احکام شریعت کی خلاف ورزی کر بیٹھتا ہے یا اپنے کلام کو مہمل بنا ڈالتا ہے۔لیکن حضرت رضؔا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کلام اُن تمام امور سے منفرد اور ممتاز نظر آتا ہے۔آپ کی شاعری میں جو احتیاط پائی جاتی ہے وہ دیگر شعراء کے کلام میں بہت کم پائی جاتی ہے۔آپ نے جس مضبوطی سے ادب واحترام کے دامن کو تھاما ہے،اس کی مثال دیگر شعراء کے کلام میں بہت ہی قلت سے پائی جاتی ہے۔حضرت رضؔا کے کلام کی عمدگی کی اہم وجہ یہ ہے کہ آپ نے نعت گوئی کے لئے قرآنِ مجید کو مشعلِ راہ بنایا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صفات واعجاز، مناقب ومراتب اور بے مثل ومثال صفات کو قرآن مجید کی روشنی میں عام فہم انداز میں پیش کیا۔قرآن سے آپ نے نعت گوئی سیکھی اور نعت گوئی کے منازل کو اس کی تمام تر رعنائیوں سے طے کرنے کے لئے مداحِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے واقفِ راہ عشق کو خضرِ راہ بنایا اور اُن کے نقشِ قدم کو اختیار کیا۔خود فرماتے ہیں کہ:

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ ÷ بیجا ہے للہ المنّت محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی ÷ یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت رضؔا بریلوی نعت گوئی کی راہ میں ایسے ایسے نازک مراحل سے گذرے ہیں کہ تھوڑی سی بے احتیاطی بھی ارتکابِ جرم عظیم کی زنجیروں میں جکڑ دینے کے لئے کافی تھی۔لیکن حضرت رضؔا بریلوی نے بڑی احتیاط سے ان مضامین کو نبھایا،نعت گوئی کے احترام وتقدس کو ملحوظ رکھا اور شعر کو فن کے زیورات سے

Marfat.com

آراستہ کر کے شاعری کے حسن کو بھی دوبالا کیا ہے۔ ان مراحل کو بآسانی طے کرنے کے لئے آپ نے جو طریقہ اپنایا، اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

رہبر کی رہ نعت میں گر حاجت ہو
نقش قدم حضرت حسان بس ہے

حضرت رضا بریلوی نے شاعری کے تمام اصناف میں شعر گوئی کی ہے لیکن آپ کے کلام میں زیادہ تر تغزل کا رنگ نظر آتا ہے۔ آپ نے غزل کے انداز میں نعت، منقبت، قصیدہ وغیرہ نظم فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں حمد، مثنوی، قطعات، رباعیات وغیرہ میں بھی طبع آزمائی فرمائی ہے۔ آپ نے فن شاعری کو حیات نو بخشی ہے اور فن شاعری کی صنعات میں آپ نے اپنی قادر الکلامی کا سکہ بٹھاتے ہوئے جو کمال دکھایا ہے، اس کو دیکھ کر دنیائے اردو ادب کے بڑے بڑے شعراء اور ماہرین انگشت بدندان ہیں۔ اس وقت حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شاعری پر مزید کوئی تبصرہ نہ کرتے ہوئے صنعات فن شاعری پر کچھ گفتگو کریں اور اختتامِ مقالہ میں حضرت رضا کی شاعری کے محاسن پر کچھ تفصیل سے تبصرہ کریں گے۔

(۸) صنعات فن شاعری

فن شاعری میں کچھ صنعات متعین کی گئی ہیں۔ اور ہر صنعت کے قواعد وضوابط مقرر کئے گئے ہیں۔ شاعر اپنے کلام کے حسن کو نکھارنے کے لئے ان صنعات کا اپنے اشعار میں استعمال کر کے اہل علم سے داد حاصل کرتا ہے۔ اردو ادب کے شہرۂ آفاق شعراء اپنے کلام میں ان صنعات کو استعمال میں کوشاں رہے اور اپنی حسب استطاعت ان صنعات کا استعمال کیا۔ حضرت رضا بریلوی نے اپنے کلام میں ان صنعات کا بھرپور استعمال فرمایا اور اردو ادب میں ایک مثال قائم کردی کہ نعتیہ شاعری میں ان صنعات کا حسین انداز میں استعمال

Marfat.com

کیا جا سکتا ہے اور فن وادب کو اُجاگر کیا جا سکتا ہے۔ حضرت رضاؔ نے اپنے نعتیہ اشعار میں ان صنعات کو اتنے حسین پیرائے میں نظم فرمایا ہے کہ اہل ذوق کو مجبور ہو کر اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ حضرت رضاؔ کا مقام فن وادب کے اعتبار سے بھی تمام شعرائے اردو سے بلند واعلیٰ ہے۔ اب ہم صنعات کا ذکر کرتے ہیں اور ہر صنعت میں حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مہارت، ندرت، قدرت، اور فوقیت کا تذکرہ کرتے ہوئے اُس صنعت میں حضرت رضاؔ کے اشعار پیش کرتے ہیں۔

(۹) "صَنعتِ اِستِعَارَہ"

اُس صنعت کو کہتے ہیں کہ شاعر اپنے کلام میں کسی لفظ کے حقیقی معنی ترک کر کے اس کو مجازی معنی میں استعمال کرتا ہے اور ان حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے۔ (فیروز اللغات، ص ۱۴۱) [Metaphorical]

شکیل بدایونی کا شعر ہے کہ:- (۱) اے میرے ماہ کامل پھر آشکار ہوجا

اکتا گئی طبیعت تاروں کی روشنی سے

اس شعر میں شاعر نے اپنی محبوبہ کے لئے حقیقی معنی ترک کر کے "ماہ کامل" کے مجازی معنی کا استعمال کیا ہے یعنی ماہ کامل سے مراد اپنی محبوبہ ہے۔

حضرت رضاؔ فرماتے ہیں:- (۱) آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب

سچے سورج وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا

(۲) نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا

ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

(۳) واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ

مانگے نہ کبھی عطر، نہ پھر چاہے دُلہن پھول

Marfat.com

(۴) اٹھا دو پردہ، دکھا دو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

(۵) کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

مذکورہ اشعار میں شعر نمبر ا میں ✪ سچے سورج، شعر نمبر ۲ میں ✪ منشی رحمت، شعر نمبر ۳ میں ✪ گل، شعر نمبر ۴ میں ✪ نور باری اور ✪ مہر، شعر نمبر ۵ میں ✪ بدر الدجیٰ اور ✪ شمس الضحیٰ سے مراد حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذاتِ گرامی ہے۔ ایسے تو کئی اشعار ''حدائق بخشش'' میں دستیاب ہیں۔

(۱۰) "صَنعَتِ تَشبِیہ"

ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند ٹھہرانا یا اس کی صفت میں شریک قرار دینا۔ (فیروز اللغات، ص ۳۶۱) [Allegory]

✪ میر تقی میر کا شعر ہے کہ:- نازکی اُن کے لب کی کیا کہیئے
پنکھڑی اِک گلاب کی سی ہے

اس شعر میں شاعر نے اپنی محبوبہ کے ہونٹ کو گلاب کی پنکھڑی سے مثال دی اور اپنی محبوبہ کے لب کو گلاب کی پنکھڑی کی مانند ٹھہرایا۔

✪ حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:- پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

اس شعر میں حضرت رضا اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک اور نازک ہونٹوں کو ان کی نزاکت کی بنا پر ''گلِ قدس کی پتیوں'' سے تشبیہ دے رہے ہیں۔

Marfat.com

✪ **ماہر چاند پوری کا شعر ہے:-** چاند سے چہرے پہ بکھری ہے وہ زلف عنبریں
رات کیوں ہے آج اتنی دل ربا معلوم ہے

اس شعر میں شاعر نے اپنی محبوبہ کے چہرے کو چاند سے تشبیہ دی ہے۔

✪ **حضرت رضا فرماتے ہیں:-** دل کرو ٹھنڈا مرا، وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا، تم پہ کروڑوں درود

اس شعر میں حضرت رضا بریلوی نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے "کف پا" یعنی تلووں کو چاند سے تشبیہ دی ہے۔

✪ **حضرت رضا فرماتے ہیں:-** ریش خوش معتدل مرہم ریش دل
ہالۂ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

اس شعر میں حضرت رضا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک یعنی ڈاڑھی شریف کو ہالۂ ماہ یعنی کہ چاند کے اردگرد جو کنڈل ہوتا ہے اس سے تشبیہ دی ہے۔

(۱۱) "صَنعَتِ مُبَالُغَہ"

کسی بات کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔ حد سے زیادہ تعریف و بڑائی کرنا۔ (فیروز اللغات، ص ۱۱۹۳) اس کو غلو بھی کہتے ہیں۔ یعنی حد سے زیادہ مبالغہ کرنا۔ اردو ادب کے شعراء نے اس صنعت میں بہت ہی گل کھلائے ہیں۔ مثلاً امیر مینائی کا شعر ہے:-

"ہنس پڑے آپ تو بجلی چمکی ÷ بال کھولے تو گھٹا لوٹ آئی"۔

لیکن حضرت رضا کی نعتیہ شاعری میں مبالغہ یا غلو متصور ہی نہیں۔ آپ نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جو کچھ بھی کہا اور لکھا ہے وہ حقیقت ہے اور حقیقت حال پر ہی محمول ہے۔ جس ذاتِ پاک کی تعریف کا جو حق ہے وہ حق ہی کماحقہ' جب ادا نہیں ہو سکتا تو پھر مبالغہ اور غلو کی صورت ہی پیدا نہیں ہو سکتی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وسلم کی تعریف اور توصیف میں مبالغہ اور غلو کا سدِ باب زور وشور سے فرماتے ہوئے حضرت رضا رقمطراز ہیں کہ:۔

■ ''اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداحِ حضور ÷ تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی''

جب تعریف و مدحت کا جوحق ہے وہی ہم سے ادا ہونا ممکن نہیں تو پھر مبالغہ یا غلو کو دخل ہی نہیں ہے اور حضور اقدس کی تعریف کا کماحقہٗ حق ادا کرنے سے اپنے عجز کا اقرار کرتے ہوئے حضرت رضا فرماتے ہیں کہ:۔

■ ''لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا ÷ خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے''

مختصر یہ کہ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں مبالغہ یا غلو کا امکان ہی نہیں۔ آپ نے جو بھی اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کہا ہے، وہ نا قابلِ انکار حقیقت ہی ہے، غلو نہیں۔

(۱۴) " صَنعَتِ اِقتِبَاس "

چُنا ہوا کلام (فیروز اللغات، ص ۱۰۵) یعنی شاعر اپنے شعر میں قرآن مجید کی آیت یا حدیث کی عبارت کا ٹکڑا لے۔ اور اس عبارت کو عربی زبان میں ہی شعر میں نقل کرے۔

[Quotation]

صنعتِ اقتباس کی مثالیں اردو ادب کے نامور شعراء کے کلام میں بہت کم پائی جاتی ہیں بلکہ یوں کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اُن شعراء کے کلام میں یہ صنعت برائے نام ہی پائی جاتی ہے، بجز ڈاکٹر اقبال صاحب۔ ڈاکٹر اقبال کے کلام میں صنعت اقتباس ضرور پائی جاتی ہے لیکن محدود تعداد میں:۔

پہلے ہم اردو ادب کے کچھ نامور شعراء کے کلام سے کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں:

✪ مرزا اسد اللہ غالب کا شعر ہے کہ:۔ دھوپ کی تابش آگ کی گرمی

وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ

Marfat.com

مرزا غالب کے دیوان میں صنعت اقتباس کے کل دو ہی[2] اشعار پائے جاتے ہیں۔ غالبؔ کا وہ دوسرا شعر بھی پیش خدمت ہے۔

جاں مطرب ترانۂ هَلْ مِنْ مَّزِيْدُ ہے
لب پر وہ سنج زمزمۂ الاماں نہیں

✪ ڈاکٹر علامہ اقبالؔ کا شعر:- (۱) رنگ او ادنیٰ میں رنگین ہو کے اے ذوق طلب
کوئی کہتا تھا کہ لطفِ مَا خَلَقْنَا اور ہے

(۲) زندگی از دہر و دہر از زندگی ست
لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فرمانِ نبی ست

(۳) کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منہ کے بل گر کے هُوَ اللّٰهُ اَحَدْ کہتے تھے

(۴) حکمت وتدبیر سے یہ فتنۂ آشوب خیز
ٹل نہیں سکتا "وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ"

(۵) چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شان رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دیکھے

علامہ اقبالؔ کے کلام سے صنعت اقتباس کی مثال میں پانچ اشعار درج کئے ہیں۔ علامہ اقبال کے علاوہ دیگر شعرائے اردو کے کلام میں اس صنعت کی مثالیں مشکل سے ملتی ہیں۔ جگرؔ مرادآبادی، فیض احمد فیضؔ، فانیؔ بدایونی، فراقؔ گورکھپوری، اصغرؔ گونڈوی کے کلام تو اس صنعت سے محرومیت پر ماتم کناں محسوس ہوتے ہیں۔ لیکن امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں صنعت اقتباس کی مثالیں اتنی کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ عقلیں حیران ہیں۔ کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں:-

Marfat.com

✪ حضرت رضا فرماتے ہیں:- (۱) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا، ذکر ہے اونچا تیرا
(۲) لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ تھا وعدۂ ازلی
نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا
(۳) اَنْتَ فِيْهِمْ نے عدو کو بھی لیا دامن میں
عیشِ جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست
(۴) غنچے مَآ اَوْحٰى کے جو چٹکے دَنٰى کے باغ میں
بلبلِ سدرہ تک اُن کی بو سے بھی محرم نہیں
(۵) پائے کوباں پُل سے گزریں گے تیری آواز پر
رَبِّ سَلِّمْ کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے
(۶) نبی سرور ہر رسول و ولی ہے
نبی راز دار مَعَ اللّٰهِ لِيْ ہے
(۷) نہ عرشِ ایمن نہ اِنِّىْ ذَاهِبٌ میں مہمانی ہے
نہ لطف اُدْنُ يَا اَحْمَدُ نصیب لَنْ تَرَانِىْ ہے
(۸) کھلے کیا راز محبوب و محبّ مستانِ غفلت پر
شرابِ قَدْ رَاَى الْحَقّ زیب جامِ مَنْ رَاٰنِىْ ہے
(۹) ذِئَابٌ فِىْ ثِيَابٍ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے
(۱۰) مَنْ رَاٰنِىْ قَدْ رَاَى الْحَقّ جو کہے
کیا بیاں اُس کی حقیقت کیجئے

Marfat.com

(۱۱) وَالضُّحٰی حُجُرَاتِ اَلَمْ نَشْرَحْ سے پھر
مؤمنو! اتمام حُجت کیجئے

(۱۲) مَنْ زَارَ قُبْرِبَتِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ
اُن پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے

(۱۳) ایسا اُمی کس لئے منّت کش استاذ ہو
کیا کفایت اس کو اِقْرَاْ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ نہیں

(۱۴) ان پر کتاب اتری بَیَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ
تفصیل جس میں مَا عَبَرُ وَمَا غَبَرُ کی ہے

(۱۵) مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْکَ ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

(۱۶) مؤمن ہوں، مومنوں پہ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لَا تَنْھَرْ کی ہے

(۱۷) تَبَارَکَ اللّٰہُ شان تیری، تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لَنْ تَرَانِیْ کہیں تقاضے وصال کے تھے

(۱۸) پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا، حقیقۃً فعل تھا اُدھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دَنٰی تَدَلّٰی کے سلسلے تھے

(۱۹) اٹھے جو قصرِ دَنٰی کے پردے، کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

(۲۰) یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر اَکْمَلْتُ لَکُمْ

Marfat.com

(۲۱) مژگان کی صفیں چار ہیں، دو ابرو ہیں
والفجر کے پہلو میں لَیَالٍ عَشَرٍ
(۲۲) دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا
مَنْ رَاٰی کیسا؟ یہ آئینہ دکھایا نور کا
(۲۳) کٓ گیسو، ہٓ دہن، یٓ ابرو، آنکھیں عٓ صٓ
کھٰیٰعٓصٓ اُن کا ہے چہرہ نور کا
(۲۴) بجالا یا وہ امر سَارِعُوْا کو
تیری جانب جو مستعجل ہے یا غوث
(۲۵) نُحْتَ فَلَاحَ الْفَلَاحَ رُحْتَ فَرَاحَ الْمَرَاحَ
عُدْ لِیَعُوْدَ الْهَنَا تم پہ کروڑوں درود
(۲۶) گیسو وقد لام الف کر دو بلا منصرف
لا کے تہِ تیغ لا تم پہ کروڑوں درود
(۲۷) شمع بزم دَنٰی ھُوَ میں گم کُنْ اَنَا
شرح متن ہُوِیّت پہ لاکھوں سلام
(۲۸) لَیْلَةُ الْقَدْرُ میں مَطْلَعُ الْفَجْرُ حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
(۲۹) معنیٔ قَدْ رَاٰی مقصد مَا طَغٰی
نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام
(۳۰) مَنْزِلٌ مَنْ قَصَبٌ لَا نَصَبٌ لَا صَخَبٌ
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

(۳۱) یٰعِبَادِیْ کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کرلیا پھر تجھ کو کیا

(۳۲) لَا یَعُوْدُوْنَ آگے ہوگا بھی نہیں
تو الگ ہے دائِما پھر تجھ کو کیا

(۳۳) فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ یہ ملا ہے تم کو مَنْصَبْ
جو گدا بنا چکے اب اُٹھو وقت بخشش آیا۔ کرو قسمت عطایا

(۳۴) وَ اِلَى الْاِلٰهِ فَارْغَبْ کرو عرض سب کے مطلب
کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کرو ان پر اپنا سایا- بنو شافع خطایا

(۳۵) وہ کنواری پاک مریم، وہ نَفَخْتُ فِیْهِ کا دم
ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا- وہی سب سے افضل آیا

(۳۶) یہ ہیں حَیٌّ اَبَدِی اُن کو رضا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

(۳۷) اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهُمْ رِزْقًا سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے

(۳۸) یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

(۳۹) یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمِیْنْ رَبَّنَا کا ساتھ ہو

حدائق بخشش حصہ اوّل و دوم سے مذکورہ ۳۹ / اشعار اردو کلام سے اخذ کئے گئے ہیں حالانکہ ان دونوں حصص میں صنعت اقتباس کے اشعار فارسی کلام میں بکثرت ہیں۔ حدائق

Marfat.com

کے دونوں حصص میں فارسی کلام بمقابل اردو کلام چوتھائی حصّہ (۱/۴) کے برابر نہیں اس کے باوجود فارسی کلام میں صنعت اقتباس کے ۵۹/اشعار ہیں۔ حصّہ سوم کے اردو اور فارسی اشعار ان میں شامل کر لئے جائیں تو ان کی تعداد حسب ذیل ہوگی:۔

نمبر	کیفیت	حدائق حصّہ اوّل و دوم کے اشعار	حدائق حصّہ سوم کے اشعار		میزان
۱	اردو اشعار	۳۹	۴۰	=	۷۹
۲	فارسی اشعار	۵۹	۵	=	۶۴
			کل اشعار	=	۱۴۳

حضرت رضا بریلوی کا یہ کمال ہے کہ آپ نے صنعت اقتباس میں ۱۴۳/اشعار ارشاد فرما کر ایک ایسا ریکارڈ قائم کر دیا ہے، جو کبھی توڑا نہ جاسکے گا بلکہ اردو ادب کے تمام شعراء نے مل کر صنعت اقتباس میں جتنے اشعار کہے ہیں ان سے کہیں زیادہ اشعار حضرت رضا نے اکیلے نظم فرمائے ہیں اور وہ اشعار بھی ایسے اعلیٰ معیار و علمی وجاہت کے ہیں کہ ایک ایک شعر کی تشریح میں کئی کئی صفحات مرقوم کئے جاسکتے ہیں۔ اردو ادب کے دامن کو حضرتِ رضا نے گوہر شاداب سے بھر دیا ہے اور اردو ادب کے حُسنِ فن کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ صرف صنعت اقتباس میں اردو زبان کے کل ۷۹/اشعار اور فارسی زبان کے کل ۶۴/اشعار نظم فرما کر حضرت رضا نے اپنے فن کا کمال دکھایا ہے۔ راقم الحروف کا جہاں تک خیال ہے وہاں تک آج تک دنیائے اردو ادب میں ایک بھی ایسا شاعر پیدا نہیں ہوا، جس نے صنعت اقتباس میں اتنی کثرت سے اشعار کہے ہوں۔ اس میدان میں حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان منفرد اور یکتائے زمانہ ہیں۔ ان کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ جس کو بھی دیکھتے ہیں وہ حضرت رضا کے سامنے طِفلِ مکتب نظر آتا ہے۔

Marfat.com

(۱۳) "صَنعَتِ تَضادُ"

شعر میں ایسے دو الفاظ جمع کرنا جو معنی اور وصف میں ایک دوسرے کے خلاف ہوں یعنی ضد ہوں۔ پھر خواہ وہ دونوں اِسم ہوں یا فعل ہوں۔ اس صنعت کو صنعتِ طباق و تضاد بھی کہا جاتا ہے [Parody]

✪ مرزا غالب کا شعر ہے:- فرش سے تا عرش، واں، طوفاں تھا موجِ رنگ کا
یاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا

اس شعر میں فرش و عرش اور زمین و آسمان متضاد الفاظ ہیں۔

✪ اکبر الٰہ آبادی کا شعر ہے :- نگاہِ ناز بُتاں پر نثار دل کو کیا
زمانہ دیکھ کے دُشمن سے دوستی کر لی

اس شعر میں دشمن اور دوستی ایک دوسرے کی ضد کے الفاظ ہیں۔

✪ شکیل بدایونی کا شعر ہے:- کفر وخرد کو راس نہ آئے گی زندگی
جب تک جنوں ہے مشعلِ ایماں لئے ہوئے

اس شعر میں کفر و ایمان اور خرد و جنوں ایک دوسرے کے متضاد الفاظ ہیں۔

✪ اصغر گونڈوی کا شعر ہے:- اس عالم ہستی میں نہ مرنا ہے نہ جینا ہے
تو نے کبھی دیکھا نہیں، مستوں کی نظر سے

اس شعر میں مرنا اور جینا ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

✪ فیض احمد فیضؔ کا شعر ہے:- وصل کی شب تھی تو کس درجہ سبک گزری تھی
ہجر کی شب ہے تو کیا سخت گراں ٹھہری ہے

اس شعر میں وصل کی ضد ہجر، سبک کی ضد گراں اور ''تھی'' کی ضد ''ہے'' ہے۔

Marfat.com

✪ **فانی بدایونی کا شعر ہے:-** موت ہستی پہ وہ تہمت تھی کہ آسان نہ تھی
زندگی مجھ پہ وہ الزام کہ مشکل سے اٹھا

اس شعر میں موت کی ضد زندگی اور آسان کی ضد مشکل ہے۔

✪ **جگر مرادآبادی کا شعر ہے:-** خدا جانے محبت کونسی منزل کو کہتے ہیں
نہ جس کی ابتدا ہی ہے، نہ جس کی انتہا ہی ہے

اس شعر میں ابتدا اور انتہا دو متضاد الفاظ ہیں۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اشعار میں صنعتِ تضاد اتنی کثرت سے پائی جاتی ہیں کہ اُن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ جن سب کو بطور مثال یہاں پیش کرنا ممکن نہیں۔ آپ کے کلام میں صنعت تضاد کی وہ بہتات ہے کہ ایک ایک شعر میں کئی صنعات ملتی ہیں اور ہر شعر میں صنعت تضاد کے لئے نئے نئے اور معنی خیز الفاظ مستعمل ہوئے ہیں۔ الفاظ کی تکرار یا اعادہ بہت ہی کم پایا جاتا ہے۔ بلکہ ہر شعر میں جدت کی لذتِ نو پائی جاتی ہے۔ ذیل میں حضرت رضا کے کلام سے چند اشعار بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ان اشعار پر کوئی تبصرہ نہ کرتے ہوئے صرف شعر پیش کرنے کے بعد ان کے ذیل میں صنعت تضاد کے الفاظ درج کر کے شعر میں مستعمل صنعت کی تعداد شمار کی گئی ہے:

✪ **حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:-**

■ (۱) بڑھ چلی تیری ضیا اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو ترا، رحمت کا بادل گھر گیا

تضاد:- (۱) بڑھ چلی v/s گھٹا (۲) ضیا v/s اندھیر (۳) کھل گیا v/s گھر گیا۔

■ (۲) نہ آسمان کو یوں سر کشیدہ ہونا تھا
حضور خاک مدینہ خمیدہ ہونا تھا

Marfat.com

تضاد:- (۱) نہ -v/s- ہونا (۲) آسمان -v/s- خاک (۳) کشیدہ (کھینچا ہوا) -v/s- خمیدہ (جھکا ہوا)

■ (۳) ہلکا ہے اگر ہمارا پلّہ
بھاری ہے ترا وقار آقا

تضاد:- ہلکا -v/s- بھاری (۲) اگر -v/s- ہے (۳) ہمارا -v/s- تیرا (۴) پلّہ -v/s- وقار۔

■ (۴) نارِ دوزخ کو چمن کردے بہارِ عارض
ظلمت حشر کو دِن کردے نہارِ عارض

تضاد:- (۱) نار -v/s- بہار (۲) دوزخ -v/s- چمن (۳) ظلمت -v/s- نہار۔

■ (۵) جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں، روتے ہنسا دیئے ہیں

تضاد:- (۱) جلتے -v/s- بجھا دیئے (۲) روتے -v/s- ہنسا دیئے۔

■ (۶) واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

تضاد:- (۱) واں -v/s- یاں (۲) مطیعون -v/s- سیہ کاروں (۳) جگر -v/s- دامن (۴) خوف -v/s- مچلنا۔

■ (۷) سر سبز وصل یہ ہے سیہ پوش ہجر وہ
چمکی دو پٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

تضاد:- (۱) سر سبز -v/s- سیہ پوش (۲) وصل -v/s- ہجر (۳) یہ -v/s- وہ۔

■ (۸) وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے، اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

Marfat.com

تضاد:- (۱) وہاں -v/s- یہاں (۲) فلک -v/s- زمیں (۳) پر (اوپر) -v/s- میں (اندر) (۴) اُدھر -v/s- اِدھر (۵) آتے -v/s- اُٹھتے (جاتے) (۶) انوار -v/s- نفحات۔

■ (۹) کبھی خاک پر پڑا ہے، سر چرخ زیر پا ہے
کبھی پیش در کھڑا ہے۔ سر بندگی جھکایا

تضاد:- (۱) خاک -v/s- چرخ (۲) پر (اوپر) -v/s- زیر (نیچے) (۳) سر -v/s- پا (پاؤں) (۴) کھڑا -v/s- جھکایا۔

■ (۱۰) کبھی گُم کبھی عیاں ہے، کبھی سرد گہ تپاں ہے
کبھی زیر لب فغاں ہے، کبھی چُپ کہ دم نہ تھایا

تضاد:- (۱) گُم -v/s- عیاں (۲) سرد -v/s- تپاں (۳) فغاں -v/s- چپ (۴) ہے -v/s- نہ (نہیں)۔

مذکورہ صرف دس (۱۰) اشعار میں صنعت تضاد کی چھتیس (۳۶) مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اس سے قارئین اندازہ کرلیں کہ حضرت رضا بریلوی کے نعتیہ کلام میں یقیناً ہزاروں مثالیں صنعت تضاد کی پائی جاتی ہیں۔

(۱۴) "صَنعَتِ تَلمِیحُ"

کلام میں کسی قصے کی طرف اشارہ کرنا۔ (فیروز اللغات، ص ۳۷۵)۔ یا کسی مشہور شعر اور کہاوت یا قرآن وحدیث کے واقعہ کی طرف اشارہ کرنا۔

✪ شکیل بدایونی کا شعر ہے:- مئے کوثر پلاتے ہیں جناب مصطفٰی شاید
علی اصغر کے رونے کی صدا کم ہوتی جاتی ہے

اس شعر میں میدان کربلا میں سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین کے شہزادے حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہما کی پیاس اور ان کی شہادت کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

○ **مرزا غالب کا شعر ہے:-**

قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر
لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہوگئیں

اس شعر میں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قید ہونے، حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کے فراق میں رو رو کے نابینا ہونے کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

○ **فانی بدایونی کا شعر ہے:-**

طور نے جل کر ہزاروں طور پیدا کر دیئے
ذرہ ذرہ میرے دل کی خاک کا دل ہوگیا

اس شعر میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار الٰہی کے لئے کوہِ طور سینا پر تشریف لے جانا اور کوہ طور کا انوار الٰہی کی تجلی کی ایک کرن سے جل کر خاک ہو جانے کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

مذکورہ شعراء کے دیوان کی اوراق گردانی کرنے کے ثمرے میں مشکل سے دو۔ پانچ اشعار صنعت تلمیح کے نظر آئیں گے اور وہ اشعار بھی کوئی خاص دم دار نہیں۔ فن شاعری کی صنعت تلمیح میں اسلامی تاریخ کے واقعات کی طرف اشارہ کرنے میں اکثر شعراء کی معلومات محدود ہی رہی ہیں۔ اکثریت نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوہِ طور کے واقعہ، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور واقعات کربلا تک ہی اپنی معلومات کو محدود رکھ کر اشعار تلمیحات نظم کئے ہیں لیکن حضرت رضا بریلوی کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" کا معائنہ کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اوّل تا آخر پورا دیوان تلمیحات سے چھلک رہا ہے۔ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کا ہر شعر قرآن مجید کی کسی نہ کسی آیت کا ترجمہ یا تفسیر ہے۔ یا تو پھر کسی حدیث کا مفہوم و معنی ہے یا تو پھر اسلامی تاریخ کے کسی اہم واقعہ کی روداد و تفصیل ہے۔ اسی وجہ سے حضرت رضا کے کلام میں تلمیحات کی بھرمار ہے۔ صرف اُن تلمیحات کی تشریح لکھی جائے تو علم کا ایک خزینہ وجود پذیر ہو جائے۔ حضرت رضا بریلوی

Marfat.com

علیہ الرحمۃ والرضوان تلمیحات کے بیان کے سلسلہ میں علمی معلومات کی حد بندی کی قید میں مقید نہ رہتے ہوئے وسعتِ علم کے میدان میں جولانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور آپ نے عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والے اکثر واقعات اپنے اشعار میں بحیثیت تلمیحات نظم بند فرمائے ہیں۔ حضرت رضاؔ کے کلام سے صنعت تلمیح کے کچھ اشعار قارئین کے ذوق کے لئے پیش خدمت ہیں:

✪ **حضرت رضاؔ بریلوی فرماتے ہیں:-**

■ (۱) تیری مرضی پا گیا، سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجا چر گیا

اس شعر میں دو تلمیحات یعنی دو واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ مصرعۂ اولیٰ میں جنگ خیبر سے واپسی میں مقام صہبا میں حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر کیلئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس پلٹایا اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور مصرعۂ ثانی میں معجزۂ شق القمر یعنی چاند کے دو ٹکڑے کرنے کے معجزے کی طرف اشارہ ہے۔

■ (۲) اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم
جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم
پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

اس شعر میں اُن کئی واقعات کا ذکر ہے کہ بارہا جانوروں نے باعثِ تخلیقِ کائنات حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدے کر کے تعظیم بجالائے، سنگریزوں نے کلمہ پڑھا، درختوں نے حکم کی بجا آوری اور سجدے کئے۔ ایسے بے شمار واقعات کی طرف صرف ایک شعر میں اشارہ کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

■ (۳) ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ احد کے پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ احد کا پہاڑ لرزنے لگا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پائے اقدس کی ایک ٹھوکر رسید فرما کر احد کے پہاڑ کا زلزلہ دور فرما دیا۔ اس واقعہ کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے۔

■ (۴) انگلیاں ہیں فیض پر، ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

اس شعر میں اُن تمام واقعات کی طرف اشارہ ہے کہ کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ کثیر تعداد پر مشتمل لشکر اسلام میں پانی ختم ہوگیا۔ وضو، غسل اور پینے پکانے کے لئے بھی پانی نہیں۔ کہیں سے پانی دستیاب ہونے کی کوئی امید نہیں۔ ایسی حالت میں مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کی مبارک انگلیوں سے پانی کے دریا جاری ہو گئے اور ہزاروں کی تعداد میں افراد اس مقدس پانی سے سیراب ہوئے۔ کسی نے وضو کیا، کسی نے غسل کیا، کسی نے شکم سیر ہو کر نوش کیا، یہاں تک کہ لشکر میں موجود برتنوں اور مشکیزوں میں پانی بھر لیا گیا۔

■ (۵) عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گِروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب فرعون نے پورے ملک کے جادوگروں کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کرنے کے لئے جمع کیا تھا۔ ان جادوگروں نے اپنے ہاتھوں کی لاٹھیاں اور رسّیاں زمین پر پھینکیں، تو وہ سب سانپ بن

Marfat.com

کر رینگنے لگیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ میں جو عصاء (لاٹھی) تھا اس کو زمین پر ڈال دیا تو وہ زبردست اژدہا بن گیا اور جادوگروں کے تمام سانپوں کو نگل گیا۔

■ (۶) واللہ جو مل جائے مرے گُل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایک مفلس وغریب شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری بیٹی کی شادی ہے۔ میں اتنا مفلس الحال ہوں کہ دلہن کے لئے عطر بھی نہیں خرید سکتا۔ یا رسول اللہ! کچھ عطا فرمادیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شیشی میں اپنا پسینہ مبارک بھر کے اس شخص کو عطا فرمایا۔ جب دلہن کو وہ مقدس پسینہ لگایا گیا تو ایسی خوشبو مہکی کہ پورا شہر مدینہ مہک اُٹھا اور خوشبو کا یہ عالم تھا کہ اس خوشبو سے بہتر خوشبو کسی نے سونگھی نہ تھی۔

یہاں تک صرف چھ اشعار کی بہت ہی مختصر وضاحت کردی ہے۔ حضرت رضا کے نعتیہ کلام میں سیکڑوں اشعار صنعت تلمیح کے پائے جاتے ہیں۔ ان تمام اشعار کو تشریح کئے بغیر بھی پیش کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا ناظرین کرام کے لطف وفرح کے لئے چند اشعار ذیل میں درج کرتے ہیں:

■ (۷) تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا تو آپ کے فراق میں حضرت عبداللہ بن زید انصاری نے نابینا ہونے کی دعا مانگی تھی اور ان کی دعا مقبول ہوئی تھی۔

■ (۸) قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

Marfat.com

اس شعر میں اشارہ ہے کہ حضور غوث اعظم کو اللہ تعالیٰ نے قسمیں دے کر کھلایا اور پلایا۔

■ (۹) اس نے لقب خاک شہنشاہ سے پایا
جو حیدرِ کرار کہ مولیٰ ہے ہمارا

حضرت علی کو حضور اقدس نے "ابوتراب" لقب سے نوازا، اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

■ (۱۰) کیوں جناب بو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

ایک پیالہ دودھ سے ستر (۷۰) حضراتِ اصحابِ صُفہ کے سیراب ہوجانے کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

■ (۱۱) حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سَر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے مثال حُسن کو دیکھ کر مصر کی عورتوں کا اپنی انگلیاں کاٹ ڈالنے کے واقعہ کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے۔

■ (۱۲) چاند جُھک جاتا جدھر اُنگلی اُٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم شیر خواری میں گہوارے سے انگلی کا اشارہ فرماتے تو چاند آپ کے اشاروں پر چلتا تھا۔

■ (۱۳) جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

معجزۂ شق القمر کی طرف اشارہ ہے۔

■ (۱۴) جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں

Marfat.com

دورانِ ہجرت حضور اقدس کا غار ثور میں تشریف فرما ہونے کے باوجود دشمنوں کو نظر نہ آنے کا واقعہ۔

■ (۱۵) اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خُور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا، یہ تاب و تواں تمہارے لئے

معجزۂ شق القمر اور معجزۂ رجعت شمس کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں صنعت تلمیح کے سینکڑوں اشعار پائے جاتے ہیں۔ اہل ذوق حضرات آپ کے نعتیہ دیوان کی طرف رجوع فرمائیں۔

(۱۵) "صَنعَتِ تَلْمِیعْ" (مُلَمَّعْ)

اس صنعت کو صنعتِ ملمع بھی کہتے ہیں۔ اصطلاح عروض میں ایک زبان کی نظم میں دوسری زبان کا ایک مصرع یا شعر یا اشعار ملا دئے جائیں۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۸۴)۔ یعنی ایسی نظم کہ جس کا ایک مصرع یا ایک شعر عربی میں ہو اور دوسرا فارسی میں ہو۔ اس صنعت کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) **ملمع مکشوف** : یعنی جب ایک شعر ایک زبان میں اور دوسرا شعر دوسری زبان میں ہو۔

(۲) **ملمع محجوب** : یعنی جب ایک مصرعہ ایک زبان میں اور دوسرا مصرعہ دوسری زبان میں ہو۔

Species of poem, The distichs of which are written in persian and arabic alternate.

(The Royal Persian-Eng. Dict. Page.435)

یہ ایک ایسی مشکل صنعت ہے کہ اچھے اچھے شاعروں کو لوہے کے چنے چبانے پڑتے

Marfat.com

ہیں۔ اردو ادب کے اکثر و بیشتر شعراء کے دیوان اس صنعت کی مثال کے اشعار سے محروم ہیں۔ یہاں تک کہ جن کا شمار اردو ادب کے صف اوّل کے شعراء میں ہوتا ہے۔ ان میں سے مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ کے پورے دیوان میں صرف ایک شعر پایا جاتا ہے۔ وہ شعر یہ ہے:

دھوپ کی تابش آگ کی گرمی

وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار

یہ وہی شعر ہے جو صنعت اقتباس کی مثال میں بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہ شعر ویسے دیکھو تو صنعت تلمیع (ملمع) کے ضوابط و قوانین کے معیار پر ٹھیک اُترتا بھی نہیں کیونکہ اس صنعت کی اہم شرط یہ ہے کہ اس شعر کا ایک حصہ عربی میں اور دوسرا حصہ فارسی زبان میں ہو۔ جب کہ غالب صاحب کے اس شعر کا پہلا مصرعہ اردو میں ہے اور دوسرا مصرعہ عربی میں ہے۔ پھر بھی اگر غالبؔ صاحب کے ساتھ فراخ دلی سے رعایت کرتے ہوئے اس شعر کو صنعت تلمیع میں شمار کیا بھی جائے تب بھی وہ شعر صرف صنعت ملمّع محجوب کا مانا جائے گا۔ کیونکہ جس شعر کا ایک مصرعہ ایک زبان میں اور دوسرا مصرعہ دوسری زبان میں ہو وہ شعر صنعت ملمّع محجوب میں شمار ہوگا۔

اردو ادب کے صف اوّل کے دیگر شعراء مثلاً شکیلؔ بدایونی، فیض احمد فیضؔ، جگر مراد آبادی، فانیؔ بدایونی وغیرہ کے دیوان اس صنعت کے اشعار سے خالی ہیں۔ ایک شعر میں دو زبانوں کا استعمال کرنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں۔ اچھوں اچھوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ شاعر کی علمی اور ادبی صلاحیتیں جواب دے چکتی ہیں۔ پروازِ تخیل دم توڑ دیتی ہے۔ اقلام جامد اور غیر متحرک ہو جاتے ہیں۔ ایک شعر میں دو زبانوں کا استعمال بہت ہی دشوار مرحلہ ہے۔ اکثر شعراء اس کی طرف اپنی بے مائیگی کی وجہ سے قصداً ملتفت نہیں ہوتے کیونکہ پھسل کر اوندھے منہ گرنے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ لہٰذا اردو ادب میں صنعتِ تلمیع برائے نام ہی رہ گئی تھی۔ اس صنعت کے اصول اور ضوابط متعین کر دیئے گئے تھے لیکن اس

Marfat.com

صنعت کی عملی مثال دیکھنے کے لئے اہل ذوق کی آنکھیں ترستی تھیں لیکن حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اہل ذوق کی ترستی آنکھوں کو برف سے زیادہ ٹھنڈک کا لطف بخشا اور آپ نے اس صنعت میں ایک ایسی نعت قلمبند فرمائی کہ اہل ادب بھی عش عش پکار اٹھے۔ آپ نے ایک ایسی نعت نظم فرمائی کہ جس کا ہر شعر صرف دو نہیں بلکہ چار زبانوں سے مرکب ہے۔ اردو ادب میں دو زبانوں میں مشترک ایک دو شعر کا جہاں قحط پڑا ہوا تھا وہاں حضرت رضا کے علوم و عرفان کی بارش ہوئی اور دو زبانوں سے مرکب ایک دو شعر نہیں بلکہ چار زبانوں سے مرکب ۹/ (نو) اشعار پر مشتمل ایک نعت گلدستۂ شاداب کی حیثیت سے مہک اٹھی اور دنیائے عشق و محبت کو عشقِ رسول کا عالم گیر پیغام دینے کے ساتھ ساتھ دنیائے اردو ادب پر احسانِ عظیم کی حیثیت سے وہ نعت ہر ہر گوشہ میں گونج رہی ہے۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے چار زبانوں سے مرکب جو نعت نظم فرمائی ہے، اس میں یہ اہتمام ہے کہ ہر شعر کے پہلے مصرعہ میں عربی اور فارسی زبان اور دوسرے مصرعہ میں بھوجپوری ہندی اور اردو زبان کا استعمال فرمایا ہے۔ اس نعت کے چند اشعار:-

(۱) لَمْ یَاتِ نَظِیْرُكَ فِیْ نَظَرٍ ، مثلِ تو نہ شُد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سَر سو ، ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا

(۲) اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَ سَخَاكَ اَتَمْ، اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم ، دو بوند ادھر بھی گرا جانا

(۳) اَلرُّوْحُ فِدَاكَ فَزِدْ حَرْقًا ، یک شعلہ دگر برزنِ عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا، یہ جان بھی پیارے جلا جانا

(۴) بس خامہ خام نوائے رضا ، نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احبّاء ناطق تھا ، نا چار اس راہ پڑا جانا

نو (۹) اشعارِ صنعتِ تلمیع کے نظم فرمانے کے بعد حضرت رضا نے اس نعت کے مقطع

Marfat.com

یعنی آخری شعر میں اس انداز سے یہ نعت تخلیق کرنے کی وجہ بھی ظاہر فرمادی ہے۔ چار زبان پر مشتمل یہ نعت نظم فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ارشاؔد اور ناطقؔ نام کے دو شاعر جو حضرت رضاؔ کے معتقد تھے، انہوں نے حضرت رضا علیہ الرحمہ کی خدمت میں گذارش کی کہ اردو ادب میں صنعت تلمیع میں بہت ہی کم اشعار پائے جاتے ہیں لہٰذا آپ دو زبانوں پر مشتمل ایک نعت نظم فرمائیں تو اردو ادب پر آپ کا احسان ہوگا۔ حضرت رضاؔ نے ارشاؔد صاحب اور ناطقؔ صاحب کی گذارش کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے دو کے بجائے چار زبانوں پر مشتمل مذکورہ نعت نظم فرمائی اور مقطع میں ارشاؔد اور ناطقؔ لفظ کا استعمال فرما کر دونوں فرمائش کنندہ کے نام کا ذکر بھی فرمادیا ہے۔

اس شعر میں حضرت رضاؔ نے چار زبانوں کا استعمال فرما کر واقعی کمال کردیا ہے اور ساتھ میں نعت کا اعلیٰ معیار کا مضمون، عشق ومحبت کا جذبہ، سوز وگداز، الفت کی وارفتگی وغیرہ محاسن اپنی جگہ آپ ہیں۔ علاوہ ازیں چار متفرق زبانوں کا استعمال کرنے کے باوجود ہر شعر میں جو روانی اور ربط ہے، جو تسلسل و تطبیق ہے، اس کا تو لطف ہی نرالا ہے۔ علم عروض اور اصول تقطیع کے مطابق ہر شعر وزن میں پورا ہے۔ نہ کہیں سکتہ ہے اور نہ کہیں انقطاع ہے۔ الفاظ کی بندش اور اندازِ بیان اتنا دلکش اور دل نشین ہے کہ اشعار پڑھنے اور سننے والا بلا قصد واختیار عشق رسول کے کیف وسرور میں جھومنے لگتا ہے۔ حضرت رضاؔ بریلوی نے فن وادب کی جاں بلب صنعت کو حیاتِ نو بخشی ہے۔ اہل فن وادب تنگ نظری اور تعصب کی بنا پر حضرت رضاؔ کے ساتھ چاہے ناانصافی اور احسان فراموشی کریں لیکن فن وادب رہتی دنیا تک آپ کے مرہون منت رہیں گے۔

حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کے کلام میں مذکورہ نعت کے نو (اشعار) کے علاوہ دیگر پینتیس (۳۵) اشعار تلمیع کے پائے جاتے ہیں۔ آپ کے کلام میں کل چوالیس (۴۴) اشعار اس صنعت کے پائے جاتے ہیں۔ دیگر شعراء کے کلام میں اس

Marfat.com

صنعت کے ایک دو اشعار کے بھی لالے پڑتے ہیں لیکن حضرت رضاؔ کے کلام میں اس صنعت کے اشعار وافر تعداد میں دستیاب ہیں۔

حضرت رضاؔ کے کلام سے صنعت تلمیع کے چند اشعار پیش خدمت ہیں:-

(۱) در ایں جلوت بیا از راہِ خلوت تا خدا یابی
مَتٰی مَا تَلْقَ مَنْ تَھْوٰی دَعِ الدُّنْیَا وَ اَمْھِلْھَا

(۲) رضاؔئے مست جامِ عشق ساغر باز می خواہد
اَلَا یَآاَیُّھَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَاسًا وَّ نَاوِلْھَا

(۳) نیست فضلش بہر قدم بے ادب
یَخْطِفُ اَبْصَارَھُمْ بَرْقُ الْغَضَبْ

(۴) پندہا دادیم وحاصل شد فراغ
مَا عَلَیْنَا یَا اَخِیْ اِلَّا الْبَلَاغْ

(۵) ان کی دعوت میں ہو شامل اُن کا نام
یَوْمَ تَدْعُوْا کُلَّ نَاسٍ بِالْاِمَام

(۶) یَا ابْنَ ھٰذَا الْمُرْتَجٰی یَا عَبْدَ رَزَّاقِ الْوَرٰی
تاکہ باشد رزق ما عشق شما امداد کن

(۷) شَانُ فَضْلُ اللّٰہِ یَا ذُوالْفَضْلِ یَا فَضْلَ اِلٰہ
چشم در فضلِ تو بست ایں بینوا امداد کن

(۸) اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

(۹) ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ

Marfat.com

میں نثار اور فدا محب رسول

(۱۰) وصف اہل بیعت آمد اے رشید

فَوقَ اَیدِیھِم یَدُاللّٰہِ المَجِیدُ

مختصر یہ کہ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فن وادب کی جس صنعت کی طرف التفات فرمایا، اس صنعت کی قسمت جاگ اُٹھی اور اس صنعت سے عہد خزاں کی ویرانی دور ہو کر بہار کا شباب ونکھار آگیا۔

(۱۶) "صَنعَتِ حُسنِ تَعلِیل"

شاعر اپنے تخیل سے کسی چیز یا امر کی کوئی ایسی وجہ (علت) بیان کرے، جو دراصل اُس کی علت نہیں ہوتی (فیروز اللغات، ص ۵۶۹) یعنی کسی وصف کے لئے ایسی علت کا دعویٰ کرنا جو حقیقی نہ ہو۔

[Ascribing to a different cause]

✪ شکیل بدایونی کا شعر ہے:-

شب غم کی تیرگی میں مری آہ کے شرارے
کبھی بن گئے ہیں آنسو کبھی بن گئے ہیں تارے

شاعر نے اپنی آہ کے شرارے (چنگاری) کو ستارے کی تخلیق کی علت بتائی ہے، جو حقیقی نہیں۔

✪ مرزا غالب کا شعر ہے:-

میں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کُھل گیا
بلبلیں سن کر مرے نالے غزل خواں ہو گئیں

شاعر نے بلبل کے غزل خواں ہونے کی علت شاعر کے نالے سننا بتائی ہے، جو حقیقی نہیں۔

✪ فیض احمد فیض کا شعر ہے:-

رنگ پیرہن کا، خوشبو زلف لہرانے کا نام

Marfat.com

موسم گل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام

شاعر نے رنگ کی علت محبوبہ کا پیراہن، خوشبو کی علت محبوبہ کی زلف کا لہرانا اور موسم گل کی علت محبوبہ کا بام پر آنا بیان کیا ہے، جو حقیقی نہیں۔

✪ **اصغر گونڈوی کا شعر ہے:-** ہے عشق کی سوزش سے رعنائی وزیبائی

جو خون اُچھلتا ہے، وہ رنگِ گلستاں ہے

شاعر نے رعنائی وزیبائی کی علت سوزش عشق اور رنگ گلستاں کی علت خون کا اچھلنا بیان کیا ہے، وہ حقیقی علت نہیں بلکہ شاعرانہ تخیل ہے۔

✪ **جگر مرادآبادی کا شعر ہے:-** برسائی آنسوؤں کی جھڑی چشمِ یار نے

کیا اُٹھ کے کہہ دیا مری خاک مزار نے

شاعر نے چشم یار سے آنسو نکلنے کی علت خاک مزار کا کچھ کہہ دینا بیان کی ہے۔ جو حقیقی نہیں۔

✪ **جوش ملیح آبادی کا شعر ہے:-** پھر گھنے جنگل میں چھیڑا غم کی دیوی نے ستار

پھر خُنک تاروں کی آنکھیں اَشک برسانے لگیں

شاعر نے تاروں کی آنکھوں سے اشک برسنے کی جو علت بیان کی ہے، وہ محض تخیل ہے حقیقت نہیں۔

✪ **فانی بدایونی کا شعر ہے:-** کس صبح کے مشتاق کا ماتم ہے کہ فانی

روتی ہے گلے مل کے سحر شمع سحر سے

شاعر نے سحر سے شمع سحر ملنا اور اس کی علت بیان کی ہے۔ یہ سب تخیل شاعر ہے۔ حقیقت نہیں۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں حسن تعلیل کی مثالیں بہت کثرت سے ملتی ہیں۔ ان مثالوں میں حضرت رضا نے جن تخیلات کا اظہار فرمایا ہے وہ علم

Marfat.com

وادب کے اعتبار سے بہت ہی اعلیٰ معیار کے ہیں۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں:۔

✪ حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔

(۱) خم ہوگئی پُشتِ فلک اِس طعنِ زمین سے
سُن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

کتنا بہترین تخیّل ہے کہ آسمان کو اپنی بلندی پر ناز ہوا اور اس نے فخر محسوس کیا، تو زمین نے اس کو طعنہ دیا کہ اکڑ مت! میرا رُتبہ تجھ سے بُلند ہے کیونکہ مجھ پر مدینہ ہے اور مدینہ منورہ میں وہ ذاتِ گرامی آرام فرما ہے کہ جن کے طفیل تیری بلکہ پوری کائنات کی تخلیق ہوئی ہے۔ زمین کا یہ طعنہ سن کر آسمان کی پشت خم یعنی پیٹھ ٹیڑھی ہوگئی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم آسمان کے کناروں کو زمین سے ملتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آسمان خم دار یعنی جُھکا ہوا اور ٹیڑھا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آسمان کا یہ خم زمین کے طعنہ کی وجہ سے نہیں۔ جو علّت آسمان کے خم ہونے کی شعر میں بیان کی گئی ہے وہ حقیقی علّت نہیں۔ ایک تخیّل ہے لیکن سراپا عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا پاکیزہ تخیّل ہے۔

(۲) بُلبل و نیلپر و کبک بنو پروانو
مہ و خورشید پہ ہنستے ہیں چراغانِ عرب

اس شعر میں بلبل، نیلپر اور کبک (چکور) کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ تم تینوں چاند اور سورج کے بجائے مدینہ کے چراغ کے پروانے بن جاؤ۔ کیونکہ چاند اور سورج پر عرب کے چراغ ہنستے ہیں۔ اس شعر میں چاند اور سورج پر عرب کے چراغ کے ہنسنے کی جو علّت بیان کی گئی ہے وہ ایک تخیّل ہے۔

(۳) غفلتِ شیخ وشاب پر ہنستے ہیں طفلِ شیر خوار
کرنے کو گدگدی عبث آنے لگی بہائی کیوں

عوام الناس کا ایک غلط خیال ہے کہ شیر خوار بچہ جب ہنستا ہے تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ

Marfat.com

پریاں اس کو گدگدی کر کے ہنساتی ہیں۔ حضرت رضاؔ اس خیال و وہم کے مقابل ایک نیا تخیّل پیش کرتے ہیں کہ قوم مسلم کے بوڑھے اور جوانوں کی دین سے جو غفلت ہے، اس غفلت پر شیر خوار بچہّ ہنستا ہے۔ حضرت رضاؔ نے شیر خوار بچے کی ہنسی کی جو علّت بیان کی ہے وہ ایک تخیّل ہے اور قوم مسلم کو غفلت کی نیند سے بیدار کرنے کے لئے ایک مہذب طنز ہے۔

(۴) چمنِ طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو

حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو

اس شعر میں حضرت رضاؔ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے چمن میں سنبل کا پھول کہ جس میں عورت کے بال کی مانند لمبے لمبے ریشے ہوتے ہیں۔ اُن ریشوں کو سنبل کی زلفیں یا گیسو کہا جاتا ہے۔ ان گیسوؤں میں سنبل کا پھول کنگھی کرے اور گیسوؤں کو سنوارے اور بال سنوارنے کی وجہ سے بالوں میں شکن یعنی پیچ پڑیں، تو اُن شکن کی دل کشی پر وارفتہ ہو کر جنت کی حور اپنے گیسو نثار و قربان کر دے۔ اس شعر میں حوروں کا اپنے بالوں کو قربان کرنے کی جو علّت یعنی سنبل کے پھول کا اپنے بالوں کو سنوارنا، یہ ایک تخیّل ہے۔

قارئین کرام اس صنعت میں حضرت رضاؔ کے چند اشعار رواں ملاحظہ فرمائیں:

(۵) رخِ انور کی تجلّی جو قمر نے دیکھی

رہ گیا بوسہ دہِ نقشِ کفِ پا ہو کر

(۶) یہ اُن کے جلوہ نے کیں گرمیاں شبِ اسرا

کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ وطلائے فلک

(۷) رنگ مژہ سے کر کے خجل یاد شاہ میں

کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پہ عطرِ جمالِ گل

(۸) ہیں عکس چہرہ سے لب گلگوں میں سرخیاں

ڈوبا ہے بدر گل سے شفق میں ہلال گل

Marfat.com

(۹) چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آگئی
کر چکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں

(۱۰) اے رضاؔ مضمونِ سوزِ دل کی رفعت نے کیا
اس زمینِ سوختہ کو آسمانِ سوختہ

(۱۱) عرش کی عقل دنگ ہے، چرخ میں آسمان ہے
جانِ مراد اب کِدھر ہائے تیرا مکان ہے

(۱۲) ہر اِک دیوار ودر پر مہر نے کی ہے جبیں سائی
نگارِ مسجد اقدس میں کب سونے کا پانی ہے

(۱۳) ڈوبا ہوا ہے شوق میں زمزم اور آنکھ سے
جھالے برس رہے ہیں یہ حسرت کدھر کی ہے

(۱۴) نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آب رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

(۱۵) زبانیں سُوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعفِ تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

(۱۶) سبزۂ گردوں جُھکا تھا، بہرِ پا بوسِ براق
پھر نہ سیدھا ہوسکا کھایا وہ کوڑا نور کا

(۱۷) عکس سُم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند
پڑ گیا سیم وزرِ گردوں پہ سکّہ نور کا

(۱۸) ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہِ کامل کو
سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

(۱۹) دندانِ ولب کی یاد میں گریاں و خون چکاں

Marfat.com

دُرِّ عدن نہیں ہے کہ لعلِ یمن نہیں

(۲۰) کون جاتا ہے کہ بے ہش ہے جہاں

گر پڑا ہے آسماں پر آسماں

مذکورہ اشعار بطور نمونہ پیش کیے گئے ہیں۔ ایسے اشعار حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ حضرت رضا کے اس صنعت میں جو اشعار ہیں ان میں ایک خوبی یہ ہے کہ تمام اشعار حسن تعلیل میں حضور اقدس شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عظمت کا اظہار کرنے کے لئے طرح طرح کے تخیلات پیش کیے گئے ہیں اور اُن تخیلات میں صرف عشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جذبہ ہی کارگر ہے۔

(۱۷) "صَنعَتِ تَجاهُلِ عَارفانَہ"

یعنی جان بوجھ کر انجان بننا۔ شاعر کا کسی معلوم چیز یا بات کو نامعلوم کی طرح بیان کر کے، اُس کی تمیز میں اپنی حیرانی اور عدم واقفیت کا اظہار کرنا۔ ارادۃً ناواقفیت ظاہر کرنا۔ (فیروز اللغات، ص ۳۴۵) اس صنعت کو مساق المجہول بھی کہتے ہیں۔

[Pretending ignorance]

✪ مرزا غالبؔ کا شعر ہے:-

کچھ تو کہیئے کہ لوگ کہتے ہیں

آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا

شاعر نے اس شعر میں غزل نظم کرتے ہوئے بھی غزل سرا نہ ہونے کی بات تجاہل عارفانہ کے تحت کہی ہے۔

✪ فیض احمد فیضؔ کا شعر ہے:-

یہ خون کی مہک ہے کہ لب یار کی خوشبو

کس راہ کی جانب سے صبا آتی ہے دیکھو

شعر میں صبا کو خون کی مہک یا لب یار سے منسوب کرنے میں تذبذب کا اظہار تجاہل

Marfat.com

عارفانہ ہے۔

✪ **شکیل بدایونی کا شعر ہے:۔**

نہ فنا مری، نہ بقا مری، مجھے اے شکیل نہ ڈھونڈھیئے
میں کسی کا حُسنِ خیال ہوں، مرا کچھ وجود و عدم نہیں

شعر میں شاعر کا اپنی فنا، اپنی بقا اور اپنے وجود و عدم کا انکار کر کے اپنے کو نہ ڈھونڈ نے کی تلقین کرنا تجاہلِ عارفانہ ہے۔

✪ **غلام ربانی تاباں کا شعر ہے:۔**

کسے ہے یاد کہ سعی وطلب کی راہوں میں
کہاں ملا ہمیں تیرا نشاں، کہاں نہ ملا

شعر میں محبوب کے نشان کے ملنے یا نہ ملنے کی جگہ سے اپنی بے علمی کا اظہار شاعر نے تجاہلِ عارفانہ سے کیا ہے۔

✪ **جگر مراد آبادی کا شعر ہے:۔**

ہم نہیں جانتے محبت میں
رنج کیا چیز ہے؟ خوشی کیا ہے

شاعر نے رنج وخوشی سے اپنی عدم واقفیت کا اظہار تجاہلِ عارفانہ کے تحت کیا ہے۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں صنعتِ تجاہلِ عارفانہ کی مثال کے اشعار بھی کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ان اشعار کا معیار اتنا اعلیٰ ہے کہ حضرت رضا کا ایک شعر دیگر شعراء کے کئی اشعار پر بھاری ہے۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں:۔

✪ **حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔**

(۱) جنت کو حرم سمجھا، آتے تو یہاں آیا
اب تک کے ہر اک کا منہ کہتا ہوں کہاں آیا

اس شعر میں جنّت کو حرم سمجھنے کے مغالطے کا ذکر اور جنّت میں آکر متعجب ہو کر سوال کرنا کہ میں کہاں آگیا یہ عشق رسول کا جذبہ ہے کہ مدینہ کے مقابلے میں جنّت بھی عاشق صادق کے لئے حیرت آمیز مقام معلوم ہو رہی ہے اور کہاں آگیا؟ کا سوال تجاہل عارفانہ کے تحت ہے۔

(۲) کس کے جلوے کی جھلک ہے یہ اُجالا کیا ہے

Marfat.com

ہر طرف دیدۂ حیرت زدہ تکتا کیا ہے

یعنی میدانِ محشر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جلوۂ زیبا اور اُس جلوے کے صدقے میں حاصل ہونے والا اُجالا یعنی نور دیکھ کر کوئی حیرت زدہ ہر طرف تکتا ہوا پوچھے گا کہ یہ اُجالا کیا ہے؟ یہ سوال اور اس کے تکنے کی حرکت کو تجاہلِ عارفانہ کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

(۳) ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈھو
مرے پاس تھا ابھی تو، ابھی کیا ہُوا خدایا نہ کوئی گیا نہ آیا

اس شعر میں حضرت رضا اپنے دل کے کھو جانے کا حادثہ تجاہلِ عارفانہ کے تحت بیان فرما رہے ہیں۔

(۴) رخصت قافلہ کا شورغش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں اُن کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

(۵) طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیئے تو جناں والو
کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا

(۶) کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم
دن ڈھلا ہوتے نہیں ہُشیار ہم

(۷) اِس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو، وہ کیا نہ کرے

مضمون کی طوالت کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف سات اشعار پر اکتفا کرنے کی کوتاہی کا ارتکابِ جرم کرتے ہوئے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔ اہلِ ذوق حدائق بخشش کی طرف رجوع فرمائیں۔

Marfat.com

(۱۸) صَنعَتِ تَجنِیسِ کَامِل (تام)

فنِ شاعری میں صنعتِ تجنیس ایک دلچسپ صنعت ہے۔ اس صنعت کے ذریعہ شعر کی معنویت میں ایک نئی جان پیدا کی جاسکتی ہے۔ صنعتِ تجنیس کے استعمال سے شاعر کی علمی معلومات کا پتہ چلتا ہے۔ خصوصاً لغت میں اس کی گہری نظر کی نشان دہی ہوتی ہے۔ صنعت تجنیس کی کئی قسمیں ہیں۔ مثلاً تجنیس تام، تجنیس خطی، تجنیس محرّف، تجنیس زائد، تجنیس قلب، تجنیس مرکب، تجنیس ناقص، تجنیس مماثل، تجنیس مستوفی وغیرہ۔ ان تمام اقسام میں قارئین کرام کو نہ الجھاتے ہوئے اور تجنیس کی صنعت کو بآسانی اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لئے صنعت تجنیس کو دو اقسام میں منقسم کرتے ہیں۔ (۱) تجنیس کامل (تام) اور (۲) تجنیس ناقص پہلے ہم تجنیس کامل (تام) کے تعلق سے کچھ گفتگو کریں۔

تجنیس کامل یعنی شعر میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف اور اعراب میں مساوی ہوں لیکن دونوں لفظوں کے معنی الگ الگ ہوں۔ یعنی وہ دونوں الفاظ تلفظ میں یکساں ہوں لیکن دونوں کا استعمال مختلف معنوں میں کیا گیا ہو۔

(فیروز اللغات، ص ۳۴۶)

[Analogy, Play on words which sound the same but have different meanings]

تجنیس کامل کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تجنیس کامل مماثل اور (۲) تجنیس کامل مستوفی۔

■ **تجنیس کامل مماثل** = شعر میں ایسے دو لفظ لانا جو تلفظ میں مشابہ ہوں مگر معنی میں مختلف ہوں لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ دونوں لفظ ★ اسم ہوں۔ یا ★ فعل ہوں۔ یا ★ حرف ہوں۔

Marfat.com

■ **تجنیس کامل مستوفی** = شعر میں ایسے دو لفظ لانا جو تلفظ میں یکساں ہوں مگر معنی میں مختلف ہوں لیکن یہ ضروری ہے کہ ان میں سے ★ایک لفظ اسم ہے تو دوسرا فعل یا حرف ہو ★ایک لفظ فعل ہے تو دوسرا اسم یا حرف ہو۔ ★ایک لفظ حرف ہے تو دوسرا اسم یا فعل ہو۔

تجنیسات کے اقسام میں نہ الجھتے ہوئے صرف دو اقسام ذہن میں رکھیں یعنی تجنیس کامل اور ناقص۔ تجنیس کامل یعنی دو ایسے الفاظ کا ایک شعر میں استعمال کرنا جو حروف اور اعراب کے اعتبار سے مساوی ہوں لیکن معنی اور مطلب کے اعتبار سے متفرق ہوں۔ مثلاً:۔

✪ **مرزا اسد اللہ غالب کے اشعار**:۔(۱) جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مصرعۂ ثانی میں پہلی مرتبہ جو لفظ ''حق'' ہے وہ سچ کے معنی میں اور دوسری مرتبہ ''حق'' یعنی فریضہ کے معنی میں ہے۔

۲) کوئی دن گر زندگانی اور ہے
اپنے جی میں ہم نے ٹھانی اور ہے

مصرعۂ اوّل میں لفظ اور کے معنی زیادہ اور مصرعۂ ثانی میں لفظ ''اور'' جدید، الگ، نیا، دیگر وغیرہ معنی میں ہے۔

✪ **شکیل بدایونی کا شعر ہے**:۔ آغوش تلاطم میں سفینہ ہی نہ آیا
ناصح کو محبت کا قرینہ ہی نہ آیا

مصرعۂ اوّل میں لفظ ''آیا'' کے معنی آنا اور مصرعۂ ثانی میں ''آیا'' کے معنی جاننا یا معلوم ہونا ہے۔

✪ **فانی بدایونی کا شعر ہے**:۔ تو نے سب اپنے کام بگڑ کر بنا لئے
میری وفا، وہ کام جو بن کر بگڑ گیا

مصرعۂ اولیٰ میں ''بگڑنا'' بمعنی خفا ہونا ہے اور مصرعہ ثانی میں بگڑنا بمعنی خراب ہونا،

Marfat.com

ضائع ہونا کے ہے۔

✪ **مؤمن خاں مؤمن کا شعر ہے:-** صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا
لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم

مصرعۂ ثانی میں پہلی مرتبہ لفظ بندگی ''سلام'' کے معنی میں اور دوسری مرتبہ ''غلامی'' کے معنی میں ہے۔

✪ **جگر مرادآبادی کا شعر ہے:-** دل تو یوں دل سے ملایا کہ نہ رکھا میرا
اب نظر کے لئے، کیا حکم نظر ہوتا ہے

مصرعۂ ثانی میں پہلی مرتبہ لفظ نظر ''آنکھ'' کے معنی میں اور دوسری مرتبہ ''مہربانی'' کے معنی میں ہے۔

✪ **اصغر گونڈوی کا شعر ہے:-** خاک کر دیں تپشِ عشق سے ساری ہستی
پھر اسی خاک کو خاک در جاناں کر دیں

پہلی مرتبہ لفظ خاک ''جلانا'' کے معنی میں۔ دوسری مرتبہ ''راکھ'' کے معنی میں اور تیسری مرتبہ ''مٹی'' کے معنی میں ہے۔

✪ **فراق گورکھپوری کا شعر ہے:-** زبان و گوش کی ناکامیوں کا کچھ ٹھکانا ہے
کہ باتیں ہو کے بھی تجھ سے کبھی باتیں نہیں ہوتیں

مصرعۂ ثانی میں پہلی مرتبہ لفظ باتیں ''موقع''، ''معاملہ'' وغیرہ معنی میں اور دوسری مرتبہ ''گفتگو'' کے معنی میں ہے۔

نوٹ:- فیروز اللغات، ص ۱۵۷، پر لفظ ''بات'' کے کل ۱۲۵ معنی درج ہیں۔

صنعت تجنیس کامل (تام) تقریباً ہر اردو شاعر کے کلام میں پائی جاتی ہے لیکن کسی کے کلام میں کم ہے، کسی کے کلام میں بہت کم ہے اور کسی کے کلام میں بہت ہی کم ہے۔ علاوہ ازیں ان شعراء اردو ادب کے کلام میں اکثر و بیشتر ایسے اشعار ہی ہیں جن میں صنعت تجنیس کامل کے تحت آنے والا لفظ دو مرتبہ ہی پایا جاتا ہے۔ اردو ادب کے تمام شعراء کے دیوان

Marfat.com

میں بہت کم ایسے اشعار ملیں گے، جن میں کوئی لفظ تین مرتبہ آیا ہے۔ جیسے کہ مندرجہ بالا اصغر گونڈوی کے شعر میں لفظ "خاک" تین مرتبہ آیا ہے۔ لیکن حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے دیوان میں کثرت سے ایسے اشعار ملیں گے جن میں کسی لفظ کو تین یا چار مرتبہ الگ الگ معنوں میں استعمال کیا ہو بلکہ حضرت رضا کے دیوان میں ایک شعر صنعت تجنیس کامل کا ایسا ہے کہ جس میں ایک لفظ کو سات مرتبہ الگ الگ معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ وہ شعر ذیل میں پیش ہے۔

نور۱ وبنتِ نور۲ و زوجِ نور۳ وامِ نور۴ ونور۵
نور۶ِ مطلق کی کنیز، اللہ دے لینا نور۷ کا

اس شعر میں لفظ "نور" کا کل سات مرتبہ استعمال فرمایا گیا ہے۔ یہ شعر جگر پارۂ وراحتِ جانِ مصطفیٰ سیدۃ النساء، خاتون جنت، سیّدہ، زہرہ، زاہدہ، عابدہ، طیبہ، طاہرہ، فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں ہے۔ شعر میں لفظ نور سات الگ الگ معنوں اور مرادوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ (۱) پہلی مرتبہ سے مراد سیدہ فاطمہ (۲) دوسری مرتبہ سے مراد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی (۳) تیسری مرتبہ سے مراد مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (۴) چوتھی اور (۵) پانچویں مرتبہ سے مراد حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۶) چھٹی مرتبہ سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کا نور اور (۷) ساتویں مرتبہ جو لفظ نور ہے اس کے معنی ہیں نورِ ایمان، روشنی، چمک وغیرہ۔ لہٰذا شعر کے معنی یہ ہوئے کہ سیدۃ النساء خاتون جنت نور ہیں اور وہ نور۲ (نبی) کی بیٹی ہیں اور نور۳ (علی) کی زوجہ ہیں اور نور۴ (حسن) ونور۵ (حسین) کی والدہ ہیں اور نور۶ (اللہ تبارک وتعالیٰ) کی کنیز یعنی بندی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نور۷ نصیب فرمائے۔ یعنی ایمان اور ایمان کی چمک دمک عطا فرمائے۔ اور نورِ ایمان کی روشنی سے بہرہ مند فرمائے۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" کے صرف اردو کلام میں سے راقم الحروف نے ایک سو ستر (۱۷۰) اشعار صنعت تجنیس کامل کے الگ

Marfat.com

چھانٹ کران میں سے ایک سوتیس (۱۳۰) اشعار کی تشریح کردی ہے۔ تشریح کیا کی ہے؟ بلکہ تشریح کرنے کی کوشش کی ہے۔ جو تقریباً ایک ہزار صفحات سے بھی زائد کتابی شکل میں عنقریب منظر عام پر آرہی ہے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ وانشاء حبیبہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کتاب کا نام ''عرفانِ رضا در مدحِ مصطفیٰ'' ہے۔ یہ کتاب اوّل تا آخر چار ماہ اور ۱۹/دن میں راقم الحروف نے پوربندر جیل میں لکھی ہے۔ لکھی کیا ہے؟ بلکہ بارگاہ رضا کے اس ادنیٰ سوالی سے پیرومرشد، آقائے نعمت، تاجدار اہلسنت، حضور مفتی اعظم ہند حضرت مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے لکھوائی ہے۔ قارئین کرام فقیر کی اس تصنیف کی طرف بھی التفات ورجوع فرمائیں۔ لہٰذا یہاں پر صنعت تجنیس کامل کے تعلق سے مزید تفصیلی گفتگو نہ کرتے ہوئے بہت ہی اختصار کے ساتھ چند باتیں عرض خدمت کرتا ہوں۔

کسی ایک شاعر کے صرف اردو کلام میں صنعت تجنیس کامل کے ۱۷۰/اشعار پائے جانا بہت ہی حیرت اور تعجب کی بات ہے۔ اور وہ بھی عشق حقیقی میں۔ ہم اپنی کم علمی بلکہ بے علمی کا اعتراف کرتے ہوئے بھی سینہ ٹھونک کر یہ دعویٰ کرسکتے ہیں کہ اردو ادب میں حضرت رضا کا مقابل کوئی ایسا شاعر پیدا ہی نہیں ہوا جو صرف صنعت تجنیس تام (کامل) کے اتنے کثیر تعداد میں اشعار نظم کرسکے۔ اردو ادب کے چمن میں حضرت رضا جیسا دیدہ ور دید و گمان سے وراء ہے۔ حضرت رضا نے کئی اشعار میں صنعت تجنیس کی دو دو اور تین تین مثالیں دی ہیں۔ کئی اشعار میں ایک لفظ کا تین اور چار مرتبہ استعمال فرمایا ہے۔ کچھ مثالیں قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

✪ جنت ہے ان کے جلوہ سے جو یائے رنگ و بو
اے گل، ہمارے گل سے ہے، گل کو، سوال گل

اس شعر میں لفظ گل کا چار مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ چاروں مرتبہ لفظ گل الگ الگ معنیٰ کا حامل ہے۔ (۱) پہلی مرتبہ بمعنیٰ پھول (۲) دوسری مرتبہ میں مراد ہے محبوب یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی۔ (۳) تیسری مرتبہ بمعنی سائل یعنی جنت اور (۴) چوتھی مرتبہ بمعنی رونق، چمک، نور، زینت وغیرہ۔

Marfat.com

✪ وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اس شعر میں لفظ وار تین مرتبہ الگ الگ معنیٰ میں مستعمل ہوا ہے۔ پہلی مرتبہ حوصلہ، دوسری مرتبہ زخم اور تیسری مرتبہ بھرنا کے معنیٰ میں ہے۔

✪ میں نثار تیرے کلام پر، ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

اس شعر میں لفظ "سخن" اور لفظ "بیان" کا دو دو مرتبہ الگ الگ معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ پہلی مرتبہ جو لفظِ سخن ہے اس کے معنی "گفتگو" اور دوسری مرتبہ "اعتراض" ہے۔ اسی طرح پہلی مرتبہ جو لفظِ بیان ہے وہ "خطبہ اور تقریر" کے معنی میں اور دوسری مرتبہ "وضاحت" اور "بیان کرنا" کے معنی میں ہے۔ اس شعر میں دو تجنیسات ہیں۔ ایک سخن اور سخن سے اور دوسری بیان اور بیان سے۔

✪ ترا قدِ مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی ہے
اُسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

پہلی مرتبہ لفظ ڈالی کے معنی "شاخ" ہیں اور دوسری مرتبہ "بونا" یا "ڈالنا" ہے۔

✪ قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

پہلی مرتبہ لفظ بدلی کے معنی "تبدیلی" یا "ایک شخص کے کام پر دوسرے کا جانا" ہے۔ دوسری مرتبہ جو لفظ ہے بدلی وہ "بادل کا ٹکڑا" کے معنی میں ہے۔ لفظ بدلی بادل کی اسم تصغیر ہے۔

✪ معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھی کی ہے

پہلی بار لفظ بار کے معنی "مرتبہ" ہیں اور دوسری مرتبہ جو لفظ بار ہے اس کے معنی "موقعہ" ہیں۔

چند اشعار بغیر کسی وضاحت کے رواں رواں پیش خدمت ہیں:-

Marfat.com

- میں تو کیا ہی چاہوں کہ بندہ ہوں شاہ کا
پر لُطف جب ہے کہہ دیں اگر وہ جناب ہوں

- طور کیا عرش جلے دیکھ کے وہ جلوۂ گرم
آپ عارض ہو مگر آئینہ دار عارض

- بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنوئیں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا

- اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفون شہِ بطحا ہے ہمارا

- اس میں زم زم ہے کہ تھم تھم اس میں جم جم ہے کہ بیش
کثرتِ کوثر میں زم زم کی طرح کم کم نہیں

- مؤمن وہ ہے جو اُن کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

- بہر معروف وسری، معروف دے بے خود سری
جند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

- قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی
مشکل آسان الٰہی مری تنہائی کی

- یوں ملائک کریں معروض کہ اِک مجرم ہے
اس سے پرسش ہے بتا تو نے کیا کیا کیا ہے

- گود میں عالم شباب، حال شباب کچھ نہ پوچھ
گلبنِ باغِ نور کی اور ہی کچھ اُٹھان ہے

- وہ گل ہیں لب ہائے نازک اُنکے، ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل، یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

- قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جو اُن کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

Marfat.com

- تیری قضا خلیفۂ احکام ذی الجلال
  تیری رضا حلیف قضا و قدر کی ہے
- آئی بدعت چھائی ظلمت رنگ بدلا نور کا
  ماہِ سنت مہر طلعت لے لے بدلا نور کا
- گیسو وقد لام الف کر دو بلا منصرف
  لا کے تہِ تیغ لا تم پہ کروڑوں درود
- سبب ہر سبب منتہائے طلب
  علّت جملہ علّت پہ لاکھوں سلام
- رسل وملک پہ درود ہو، وہی جانے ان کے شمار کو
  مگر ایک ایسا دکھا تو دو، جو شفیع روزِ شمار ہے
- انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
  مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
- ہے تو رضا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
  کوئی بجائے سوزِ غم سازِ طرب بجائے کیوں

یہ تو صرف بطور نمونہ چند اشعار پیش کیے ہیں۔ ان اشعار میں کیا خوبی ہے، مضمون کی کتنی گہرائی ہے، قرآن وحدیث کی کس طرح کی ترجمانی ہے، عشقِ رسول کا کیسا جذبۂ لافانی ہے، اُن تمام محاسن سے کامل طور پر آشنا ہونے کے لئے فقیر سراپا تقصیر کی تصنیف ''عرفان رضا در مدح مصطفیٰ'' کا مطالعہ فرمائیں۔ اس کتاب میں کل ۱۲۱ ر کتب معتبرہ کے حوالے دیئے ہیں۔ ۱۳۰ ر اشعار کی تشریح ایک ہزار صفحات سے بھی زیادہ پر مشتمل ہے اور تقریباً دو ہزار سات سو پچاس (۲۷۵۰) حوالے قرآن، حدیث، کتب سیر وتواریخ، تصانیف ائمہ دین، کتب لغت وغیرہ سے نقل کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

(۱۹) "صَنعَتِ تَجُنِیسِ نَاقِص"

شعر میں ایسے دو الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف میں یکساں ہوں لیکن اعراب میں مختلف ہوں اور دونوں لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوئے ہوں۔

[Resemblance, Pair of words whose initial letters only are diffrent]

✪ جوش ملیح آبادی کا شعر ہے:- اِدھر میرا دل تڑپ رہا ہے، تری جوانی کی جستجو میں
اُدھر مرے دل کی آرزو میں مچل رہا ہے شباب تیرا

اس شعر میں لفظ اِدھر اور اُدھر باعتبار حروف مساوی ہیں لیکن اعراب میں جُدا گانہ ہیں۔

✪ جگر مرادآبادی کا شعر ہے:- اِدھر دامن کسی کا جھاڑ کر محفل سے اُٹھ جانا
اُدھر نظروں میں ہر ہر چیز کا بیکار ہو جانا

اس شعر میں بھی اِدھر اور اُدھر کے الفاظ ہیں۔

✪ فانی بدایونی کا شعر ہے:- اُدھر منہ پھیر کر ذبح کرتے ہو، اِدھر دیکھو
مری گردن پہ خنجر کی روانی دیکھتے جاؤ

اس شعر میں بھی اُدھر اور اِدھر کے الفاظ باعتبارِ حروف مساوی لیکن باعتبار اعراب متفرق ہیں۔

✪ غلام ربانی تاباںؔ کا شعر ہے:- اِدھر وفا کو گلہ ہے کہ دل لہو نہ ہوا
اُدھر ستم کو شکایت کہ قدر داں نہ ملا

اس شعر میں شاعر نے اعراب کے فرق سے اِدھر اور اُدھر لفظوں کا استعمال کیا ہے۔

✪ اصغر گونڈوی کا شعر ہے:- اُس کی نگاہِ ناز نے چھیڑا کچھ اس طرح
اب تک اُچھل رہی ہے رگِ جانِ آرزو

Marfat.com

اس شعر میں لفظ اُس اور اِس کا باعتبار تجنیس استعمال ہوا ہے۔

✪ فیض احمد فیضؔ کا شعر ہے:- اور ملے گا بھی تو اِس طور کہ پچھتاؤ گے
اُس گھڑی اے دل آوارہ کہاں جاؤ گے

اس شعر میں بھی لفظ اِس اور اُس کا استعمال کیا گیا ہے۔

✪ شکیلؔ بدایونی کا شعر ہے:- نہ ذکرِ عنواں نہ حرفِ مطلب، اِدھر خموشی اُدھر تغافل
تو پھر یہ افسانۂ محبت زباں زدِ خاص وعام کیوں ہے

اس شعر میں شاعر نے مساوی حروف اور متفرق اعراب سے لفظِ اِدھر اور اُدھر کا استعمال کیا ہے۔

اردو ادب کے کچھ نامور اور صف اوّل کے شعراء کے اشعار مندرجہ بالا بطور مثال پیش کئے ہیں۔ حالانکہ اس صنعت میں شعراءِ اردو ادب کے دیوان میں بہت ہی کم اشعار پائے جاتے ہیں۔ کسی کے دیوان میں پانچ، کسی کے دیوان میں سات یا آٹھ دس کی قلیل تعد میں اشعار پائے جاتے ہیں اور ان اشعار میں زیادہ تر اشعار میں اِدھر - اُدھر، اِس - اُس کے الفاظ ہی استعمال کئے گئے ہیں۔ گویا کہ اس صنعت کی مثال میں شعر کہنے کی رسم وروایت مجبوراً ادا کی گئی ہو ایسا محسوس ہو رہا ہے کیونکہ کسی بھی شاعر کے کلام میں اس صنعت کی مثال کے اشعار میں الفاظ کی جدّت اور نیا پن نہیں پایا جاتا۔ تقریباً تمام شعراء اِدھر اور اُدھر یا اِس اور اُس کے محدود دائرے میں مقیدرہ کر اِدھر سے اُدھر تک کی حد میں اس یا اُس کنارے تک ہی منتہی نظر آتے ہیں۔ لیکن حضرت رضاؔ بریلوی نے اس صنعت میں جدّتِ الفاظ کے حسن کو نکھار کر تمام شعرائے اردو ادب پر اپنی انفرادی حیثیت قائم کر دی ہے۔

جیسا کہ اوراق سابقہ میں ہم نے عرض کیا ہے کہ حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی یہ شان اور کمال ہے کہ آپ نے ادب کی جس صنعت کی طرف التفات فرمایا ہے اس صنعت کو اجاگر فرما دیا ہے۔ زیر بحث صنعت میں مثالی اشعار کی سخت قلت محسوس ہو رہی ہے اور جو اشعار پائے جاتے ہیں وہ بھی اِدھر - اُدھر یا اِس - اُس کے الفاظ سے اِدھر

Marfat.com

سے اُدھر ہو رہے ہیں اور جدّت الفاظ کا یکسر فقدان ہے۔ ایسی اجڑی ہوئی صنعت پر بہارِ نو قائم کر کے حضرت رضا نے فن و ادب پر احسان کیا ہے۔ کچھ اشعار پیش خدمت ہیں:-

✪ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

(۱) ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے، نہ ہوگا شہا، تیرے خالقِ حُسن و ادا کی قسم

اس شعر میں لفظ خُلق کے معنی اخلاق اور لفظ خَلق کے معنی پیدائش ہے۔ خُلق اور خَلق حروف کے اعتبار سے مساوی ہیں لیکن اعراب میں متفرق ہیں۔

(۲) جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

اس شعر میں زیر اور پیش کے فرق سے لفظ اِن اور اُن الگ معنی میں ہو گئے۔

(۳) عالِم علم دو عالَم ہیں حضور
آپ سے کیا عرض حاجت کیجئے

اس شعر میں لفظ عالِم = جاننے والا اور لفظ عالَم = جہاں، دنیا ہے۔

(۴) سونے کو تپائیں جب کچھ مِیل ہو یا کچھ مَیل
کیا کام جہنم کے دَھرے کو کھرے دل سے

اس شعر میں لفظ مِیل = سلاخ، کیل اور لفظ مَیل = جوڑ، رغبت، کدورت وغیرہ ہے۔ لفظ مِیل اور مَیل حروف کے اعتبار سے یکساں ہیں لیکن اعراب میں جداگانہ ہیں۔

(۵) تف نجدیت نہ کفر نہ اسلام سب پہ حرف
کافر اِدھر کی ہے، نہ اُدھر کی، اَدھر کی ہے

اس شعر میں حضرت رضا بریلوی نے اعراب کے تفاوت سے اِدھر، اُدھر اور اَدھر کا ایک مصرعہ میں استعمال فرما کر کمال کر دیا ہے۔ اِدھر = یہاں (Here)، اُدھر = وہاں (There) اور اَدھر = بیچ میں یا لٹکا ہوا۔ (Hung or Suspended) ہے۔

Marfat.com

(۶) سونا پاس ہے، سونا بن ہے، سونا زہر ہے اٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے، تیری مت ہی نرالی ہے

اس شعر کے مصرعہ اولی میں لفظ سونا = زر طلا (Gold) واؤ مجہول کے ساتھ ہے۔ دوسری مرتبہ جو لفظ سونا ہے اس میں واؤ معروف ہے اس کے معنی ہیں ویران اور سنسان۔ تیسری مرتبہ جو لفظ سونا ہے وہ واؤ مجہول کے ساتھ ہے اس کے معنی ہیں نیند لینا یا نیند کرنا۔ (Sleep)

(۷) اِس طرف روضہ کا نور، اُس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

اس شعر میں لفظ اِس اور اُس حروف میں مساوی اور اعراب میں متفرق ہیں۔

(۸) اک ترے رخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
اِنس کا اُنس اسی سے ہے جان کی وہ ہی جان ہے

اس شعر میں جو لفظِ اِنس ہے اس کے معنی ''انسان۔ آدمی'' ہے اور لفظ اُنس کے معنی ہمدردی، پیار، رغبت، میل جول وغیرہ ہے۔ زیر اور پیش کی علامت اعراب نے معنی میں عظیم فرق کر دیا ہے۔

(۹) کس سے کہیے کیا کِیا کیا ہوگیا
خود ہی اپنے پر ملامت کیجئے

اس شعر میں پہلی مرتبہ جو لفظ کیا ہے وہ کلمہ استفہام ہے جس کے معنی چہ، آیا، خواہ، کس قدر، کتنا وغیرہ ہیں۔ دوسری مرتبہ جو لفظ کیا ہے اس میں حرف کاف مکسور ہے یعنی حرف کاف کے نیچے زیر کی علامت ہے۔ وہ لفظ تابع فعل ہے اور اس کے معنی ہے کرنا، عمل کرنا، کیا ہوا کام وغیرہ ہیں۔

(۱۰) اُدھر سے پیہم تقاضے آنا، اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال وہیبت کا سامنا تھا، جمال ورحمت اُبھارتے تھے

اس شعر میں لفظ اُدھر اور اِدھر حروف میں یکساں لیکن اعراب میں الگ الگ ہیں

Marfat.com

مذکورہ دس ۱۰ اشعار میں جدت الفاظ کے لطف سے قارئین کرام یقیناً محظوظ ہو رہے ہوں گے۔

شعر نمبر (۱) خُلق اور خلق	شعر نمبر (۲) اِن اور اُن
شعر نمبر (۳) عالِم اور عالَم	شعر نمبر (۴) مِیل اور میل
شعر نمبر (۵) اِدھر، اُدھر اور اَدھر.	شعر نمبر (۶) سُونا، سُونا اور سُونَا
شعر نمبر (۷) اِس اور اُس.	شعر نمبر (۸) اِنس اور اُنس
شعر نمبر (۹) کیا، کِیا اور کیا	شعر نمبر (۱۰) اُدھر اور اِدھر

الفاظ کا استعمال فرما کر جدت الفاظ کے حسن سے اس صنعت کو مزین کیا ہے۔ علاوہ ازیں ایک اور کمال یہ ہے کہ شعر نمبر ۶، ۸ اور ۹ میں صنعت تجنیس ناقص کے ساتھ ساتھ صنعت تام (کامل) بھی ہے۔ ایک شعر میں اس طرح دو صنعات کو جمع کرنا یہ حضرت رضا کا کمال اور انوکھا پن ہے۔ صنعت تجنیس ناقص میں حضرت رضا بریلوی کے تیس سے بھی زائد اشعار پائے جاتے ہیں اور ان میں مضمون کی گہرائی، الفاظ کی جدت کی زیبائی، فن وادب کی اعلیٰ معیاری اور عشق رسول کے سوز وگداز کی بے مثالی پائی جاتی ہے۔

(۲۰) صَنعَتِ مُرَاعَاتُ النَّظِیرُ

یعنی شعر میں ایسی کئی چیزوں کا ذکر کرنا جن میں باہم مناسبت ہو۔ (فیروز اللغات، صفحہ ۱۲۲۴) اس کو رعایت لفظی بھی کہتے ہیں یعنی ایسی چیزوں کا ذکر کرنا جن میں آپس میں تضاد نہ ہو اور ان میں ایک دوسرے کے ساتھ مناسبت ہو۔ مثلاً چمن کے ذکر کے ساتھ گل وبلبل کا ذکر کرنا۔ اس کو صنعت تلفیق، تناسب اور ائتلاف بھی کہا جاتا ہے۔

[Indulgent, Compliant]

✪ مرزا غالب کا شعر ہے:-

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

Marfat.com

اس شعر میں قاصد، خط، آنا، لکھنا، جواب وغیرہ میں آپس میں تناسب ہے، ضد نہیں۔

✪ شکیل بدایونی کا شعر ہے:-

نہ ساغر ہے، نہ پیمانہ، نہ ساقی ہے نہ میخانہ
شکیل اب چند اشکوں پر گزارا کر رہا ہوں میں

اس شعر میں ساغر، پیمانہ، ساقی اور میخانہ میں آپس میں مناسبت ہے، تضاد نہیں۔

✪ فیض احمد فیض کا شعر ہے:-

شمع نظر، خیال کے انجم، جگر کے داغ
جتنے چراغ ہیں تری محفل سے آئے ہیں

اس شعر میں شمع، انجم، چراغ محفل میں آپس میں مناسبت ہے۔ تضاد نہیں۔

✪ علامہ اقبال کا شعر ہے:-

نہ بادہ ہے، نہ صراحی، نہ دور پیمانہ
فقط نگاہ سے رنگین ہے بزم میخانہ

اس شعر میں بادہ، صراحی، پیمانہ، میخانہ میں اور رنگین و بزم میں آپس میں تناسب ہے۔

✪ اصغر گونڈوی کا شعر ہے:-

نہ یہ شیشہ، نہ یہ ساغر، نہ یہ پیمانہ بنے
جان میخانہ تری نرگس مستانہ بنے

اس شعر میں شیشہ، ساغر، پیمانہ، میخانہ میں آپس میں مناسبت ہے۔

✪ فانی بدایونی کا شعر ہے:-

تیرے بغیر باغ میں پھول نہ کھل کے ہنس سکے
کوئی بہار کی سی بات اب کے بہار میں نہیں

اس شعر میں باغ، پھول اور بہار کا شاعر نے ذکر کیا ہے۔ ان تینوں میں مناسبت ہے، تضاد نہیں۔

✪ جگر مرادآبادی کا شعر ہے:-

سمجھائے کون، بلبلِ غفلت شعار کو
محدود کرلیا ہے چمن تک بہار کو

اس شعر میں بلبل، چمن اور بہار کا ذکر ہے۔ جن میں آپس میں مناسبت ہے۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نعتیہ کلام کو مذہبی اعتبار سے نہیں بلکہ فن

Marfat.com

وادب کی حیثیت سے دیگر شعرائے اردو ادب کے کلام کے مقابلے میں جس حیثیت سے بھی لاتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے تمام شعرائے ادب وفن جمع ہو کر مجموعی طور پر فن وادب کی جو خوبی پیدا نہیں کر سکے وہ حضرت رضاؔ نے تن تنہا پیدا کر دی ہے بلکہ ایک نیا حسن پیدا کر دیا ہے۔ حضرت رضاؔ کے کلام میں جو طمطراق، تجمل، شان وشوکت، انوکھا پن اور طنطنہ ہے وہ دیگر شعراء کے کلام میں نہیں ہے۔ ہمارے اس دعوے کی صداقت کی شہادت مندرجہ ذیل اشعار سے قارئین کو مل جائے گی۔

✪ حضرت رضاؔ بریلوی فرماتے ہیں:۔

(۱) شاخ قامت شہ میں زلف وچشم ورخسار ولب ہیں
سنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

اس شعر میں شاخ، سنبل، نرگس، گل، پنکھڑیاں میں مناسبت ہے۔ اسی طرح قامت، زلف، چشم، رخسار، لب میں بھی مناسبت ہے۔ صرف ایک شعر میں حضرت رضاؔ نے آپس میں مناسبت رکھنے والی کل دس چیزوں کا بیان کر کے فصاحت وبلاغت کی اعلیٰ مثال پیش کی ہے۔

(۲) نبوی مینھ، علَوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

اس شعر میں مینھ، فصل، گلشن، پھول، مہکنا، کا آپس میں تناسب ہے۔ علاوہ ازیں حضرت رضاؔ نے اس شعر میں نبوی، علوی، بتولی، حسنی اور حسینی کا ربط وعلاقہ بیان کر کے رعایت لفظی کی دلکش بندش نظم فرمائی ہے۔

(۳) ظاہر وباطن، اول وآخر، زیب فروع وزین اصول
باغ رسالت میں ہے تو ہی گل غنچہ جڑ پتی شاخ

Marfat.com

اس شعر میں آپس میں مناسبت رکھنے والی چھ چیزوں کا صرف ایک مصرعہ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ چھ چیزیں باغ، گل، غنچہ، جڑ، پتی اور شاخ ہیں۔

(۴) سرتا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

اس شعر میں سر، قدم، تن، لب، دہن، ذقن اور بدن کا ذکر ہے۔ ان تمام کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تناسب ہے۔ تضاد نہیں۔

(۵) انہیں کی بو مایہ سمن ہے، انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں، انہیں کی رنگت گلاب میں ہے

اس شعر میں بو، سمن، (چنبیلی) چمن، گلشن، رنگت اور گلاب کو باعتبار تناسب ذکر کیا گیا ہے۔

(۶) نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آب رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل ٹکے تھے

اس شعر میں نہر، آب (پانی)، دھار، حباب (بلبلہ) اور موج میں آپس کی مناسبت بیان کی گئی ہے۔

(۷) جناں میں چمن، چمن میں سمن، سمن میں پھبن، پھبن میں دلہن
سزائے محن پہ ایسے منن، یہ امن وااماں تمہارے لئے

اس شعر میں جناں، چمن، سمن، پھبن اور دلہن کا ذکر ہے۔ جن میں مناسبت ہے تضاد نہیں۔

(۸) یہ سمن، یہ سوسن ویاسمن، یہ بنفشہ سنبل ونسترن
گل وسرو ولالہ بھرا چمن، وہی ایک جلوہ ہزار ہے

اس شعر میں ✪ سمن یعنی چمیلی ✪ سوسن Lily ✪ یاسمن Jasmine ✪ بنفشہ Violet ✪ سنبل Spikenard ✪ نسترن White Rose ✪ گل Flower ✪ سرو Cypress ✪ لالہ

Marfat.com

Red Flower ✪ ہزار Marygold ✪ چمن Parterre کا ذکر کیا گیا ہے۔ کل گیارہ ۱۱ چیزوں کا آپس کی مناسبت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

(۹) وہی آنکھ ان کا جو منھ تکے وہی لب کہ محو ہوں نعت کے
وہی دل جو ان کے لئے جھکے، وہی سر جو اُن پہ نثار ہے

اس شعر میں آنکھ، منہ، لب، دل اور سر کا ذکر ہے۔ جن میں آپس میں مناسبت ہے۔

(۱۰) نظر اک چمن سے دو چار ہے، نہ چمن چمن بھی نثار ہے
عجب اس کے گل کی بہار ہے، کہ بہار بلبل زار ہے

اس شعر میں چمن، گل، بہار اور بلبل کا ذکر ہے۔ جن میں آپس میں تناسب ہے، تضاد نہیں۔

صنعت مراعات النظیر میں قارئین نے دیگر شعرائے اردو ادب کے اشعار کو ملاحظہ فرمایا اور حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اشعار بھی ملاحظہ فرمائے۔ لیکن حضرت رضا کے اشعار کے مقابلے میں دیگر شعراء کے اشعار پھیکے معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت رضا کے اشعار میں جو فصاحت و بلاغت، ربط و تسلسل، روانی و شائستگی، رعایت لفظی، مضمون کی بلندی، عشق کی پاکیزگی، عنوان کی عمدگی اور جدت الفاظ کی جو نُو روی ہے، وہ دیگر شعراء کے کلام میں نہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ دیگر شعراء شرعی قید و بند سے آزاد ہو کر، عشق مجازی میں اپنے قلم کو بے لگام اور بے قابو چلانے کے باوجود اپنے کلام میں جو رنگینی، رعنائی اور حسن پیدا نہ کر سکے وہ سب حضرت رضا نے شریعت کی حد بندی میں رہتے ہوئے اپنے کلام عشق حقیقی میں ایسے حسن اسلوبی سے بیان فرما دیا کہ بڑے بڑے ادباء اور فصحاء کے سر نیاز خم ہو گئے۔ اس صنعت میں حضرت رضا کے اشعار سینکڑوں میں ہے۔

Marfat.com

(۲۱) "صَنعَتِ تَرصِیع"

شاعری کی اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں دونوں مصرعوں کے الفاظ ہم وزن ہوں (فیروز اللغات صفحہ ۳۵۵) یعنی شاعر ایسا شعر کہے کہ جس شعر کے دوسرے مصرعہ کے تمام الفاظ پہلے مصرعہ سے ہم قافیہ ہوں۔ مثلاً:۔ نام تیرا ہے زندگی میری ÷ کام میرا ہے بندگی تیری۔

[Both hemistich of distich (prose) consisting of similar rhyme]

مذکورہ بالا جو شعر بطور مثال پیش کیا ہے، اس کے دونوں مصرعوں کے تمام الفاظ ہم قافیہ ہیں۔ جیسے کہ :۔

پہلا مصرعہ:۔	نام	تیرا	ہے	زندگی	میری
دوسرا مصرعہ:۔	کام	میرا	ہے	بندگی	تیری

مذکورہ تقسیم سے قارئین کرام اچھی طرح تفہیم کر چکے ہوں گے کہ پہلے مصرعہ کے تمام الفاظ دوسرے مصرعہ سے ہم قافیہ ہیں۔ یہ ایک پیچیدہ اور بہت مشکل صنعت ہے۔

✪ مرزا غالب کے دیوان کی راقم الحروف نے اول تا آخر اوراق گردانی کی کہ شاید چند اشعار بطور مثال پیش کرنے کو مل جائیں لیکن پورے دیوان غالب میں صنعت ترصیع کی مثال میں ایک بھی شعر نہ ملا اور اوراق گردانی کی محنت ضائع ہوئی۔

✪ شکیل بدایونی کا مجموعۂ دیوان "کلیات شکیل" شروع سے آخر تک ہم نے دیکھ ڈالا لیکن شکیل صاحب نے اس صنعت کو نا قابل اعتنا سمجھ کر شاید اس کی طرف التفات نہیں کیا کیونکہ شکیل بدایونی کے کلام میں بھی صنعت ترصیع کا کوئی شعر نہیں پایا جاتا۔

✪ فیض احمد فیض، فانی بدایونی اور جگر مراد آبادی کے دیوانوں کو سرسری نظر سے دیکھا۔ کہ شاید اُن کے کلام میں اس صنعت میں ایک آدھ شعر ہو لیکن ہم کو ایک بھی شعر نظر نہیں آیا۔ تاکہ بطور مثال اس شعر کو پیش کیا جائے۔

باصر	ہیں	یہ	بصیر	ہیں	اہل	وفا	ہیں	یہ
قادر	ہیں	یہ	قدیر	ہیں	اہل	سخا	ہیں	یہ

Marfat.com

اس شعر کے مصرعۂ اولیٰ کے تمام الفاظ مصرعۂ ثانی سے ہم قافیہ ہیں۔

صنعت ترصیع میں حضرت رضا کے اشعار:۔

حضرت رضا بریلوی پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ فیض خاص تھا کہ جہاں بڑے بڑے علماء، فضلاء اور ادباء آ کے رُک جاتے ہیں۔ وہیں سے حضرت رضا چلنا شروع کرتے ہیں۔ یعنی علم وادب کے کسی معاملہ میں ماہرین زمانہ کے علم کی جہاں انتہا ہوتی ہے وہیں سے حضرت رضا کی ابتداء ہوتی ہے۔ صنعت ترصیع میں جہاں اردو ادب کے صف اوّل کے شعراء کے دیوان وائے محرومی کی آہ وبکا میں منہمک ہیں، وہاں حضرت رضا کا نعتیہ دیوان اس صنعت کے کئی اشعار مثال میں پیش کرنے کے لئے سرگرم ہے۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں:

✪ ''دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا ÷ تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا''

اس شعر کے مصرعۂ اولیٰ کے تمام الفاظ مصرعۂ ثانی سے ہم قافیہ ہیں۔ ذیل میں تقابلِ الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

پہلا مصرعہ:	دھارے	چلتے	ہیں	عطا	کے	وہ	ہے	قطرہ	تیرا
ہم قافیہ:									
دوسرا مصرعہ:	تارے	کھلتے	ہیں	سخا	کے	وہ	ہے	ذرّہ	تیرا

✪ **حضرت رضا فرماتے ہیں:**

''سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی ÷ سب سے بالا ووالا ہمارا نبی''

اس شعر کے مصرعۂ اوّل کے تمام الفاظ مصرعۂ ثانی سے ہم قافیہ ہیں۔ ذیل میں تقابل درج ہے:

پہلا مصرعہ:	سب	سے	اولیٰ	و	اعلیٰ	ہمارا	نبی
ہم قافیہ:							
دوسرا مصرعہ:۔	سب	سے	بالا	و	والا	ہمارا	نبی

Marfat.com

✪ **حضرت رضا فرماتے ہیں:-**

''کھبتی ہوئی نظر میں ادا کس سحر کی ہے ÷ چبھتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے''۔

اس شعر کے تمام الفاظِ مصرعۂ اوّل ہم قافیہ ہیں مصرعۂ ثانی سے:

پہلا مصرعہ:	کھبتی	ہوئی	نظر	میں	ادا	کس	سحر	کی	ہے
دوسرا مصرعہ:	چبھتی	ہوئی	جگر	میں	صدا	کس	گجر	کی	ہے

ہم قافیہ:—

✪ **حضرت رضا فرماتے ہیں:-**

''تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا ÷ تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا''۔

اس شعر میں مصرعۂ اولیٰ کے تمام الفاظ مصرعۂ ثانی سے ہم قافیہ ہیں۔ تقسیم ملاحظہ فرمائیں:-

پہلا مصرعہ:	تو	ہے	وہ	غوث	کہ	ہر	غوث	ہے	شیدا	تیرا
دوسرا مصرعہ:	تو	ہے	وہ	غیث	کہ	ہر	غیث	ہے	پیاسا	تیرا

ہم قافیہ:—

✪ **حضرت رضا فرماتے ہیں:-**

''اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا ÷ اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا''

اس شعر میں بھی مصرعۂ اولیٰ کے تمام الفاظ مصرعۂ ثانی سے ہم قافیہ ہیں۔ ذیل میں تقابل الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

پہلا مصرعہ:	اغنیا	پلتے	ہیں	در	سے	وہ	ہے	باڑا	تیرا
دوسرا مصرعہ:	اصفیا	چلتے	ہیں	سر	سے	وہ	ہے	رستا	تیرا

ہم قافیہ:—

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' میں کل ستائیس (۲۷) اشعار صنعت ترصیع میں پائے جاتے ہیں۔ اردو ادب کو بھی حضرت رضا کی ذاتِ گرامی پر ناز اور فخر ہوگا کہ ایسا ماہر فن، اردو ادب کی پاسداری کر رہا ہے۔

Marfat.com

(۲۲) "صَنعَتِ مُقَابَلَہ"

شعر میں پہلے چند ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک دوسرے کے ساتھ موافقت رکھتے ہوں۔ ان کا ذکر کرنے کے بعد پھر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو اوّل الذکر کے اضداد ہوں۔ [Confrontation of words]

✪ مرزا غالبؔ کا شعر ہے:-

ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے
اِک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے

اس شعر میں ظلمت کدہ اور شب میں موافقت ہے۔ اسی طرح غم اور جوش میں بھی موافقت ہے۔ پھر ان الفاظ کے مقابلے میں مصرعۂ ثانی میں چند الفاظ اس طرح ہیں۔ ظلمت کے مقابلے میں شمع، شب کے مقابلے میں سحر اور جوش کے مقابلے میں خموش۔

✪ شکیل بدایونی کا شعر ہے:-

ہو کر جمودِ گلشنِ جنت سے بے نیاز
دوزخ کے بے پناہ شراروں پہ رقص کر

اس شعر میں جمود کے مقابلے میں رقص، گلشن کے مقابلے میں شرارے، جنت کے مقابلے میں دوزخ اور بے نیاز کے مقابلے میں بے پناہ کے الفاظ صنعتِ مقابلہ کے تحت لائے گئے ہیں۔

✪ جوشؔ ملیح آبادی کا شعر ہے:-

نظر آتے ہیں کچھ شُعلے سے تب ظلمت کے دامن میں
شکن بجلی کی جب تبدیل ہو جاتی ہے روزن میں

اس شعر میں نظر آنا کے مقابلے میں تبدیل ہونا، ظلمت کے مقابلے میں بجلی اور دامن کے مقابلے میں روزن ہے۔

✪ فانیؔ بدایونی کا شعر ہے:-

حاصلِ علم بشر جہل کا عرفاں ہونا
عمر بھر عقل سے سیکھا کئے ناداں ہونا

Marfat.com

اس شعر میں جہل کے مقابلے میں عرفاں اور عقل کے مقابلے میں ناداں ہے۔

✪ **جگر مرادآبادی کا شعر ہے:-**

حُسنِ ازل تو آج بھی بے پردہ ہے مگر
نظارہ کے ہجوم نے مستور کر دیا

اس شعر میں حُسن کے مقابلے میں نظارہ اور بے پردہ کے مقابلے میں مستور ہے۔

اردو ادب کے شہرۂ آفاق شعراء کے اشعار میں صنعتِ مقابلہ کی مثالیں کافی تعداد میں ہیں لیکن ان میں کی اکثر مثالیں عشقِ مجازی کے زیر اثر ہجر اور وصل، شب اور دن، حجاب اور بے نقاب، حسن اور عشق، وغیرہ میں الجھی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ ایک رسم وروایتی طرز سے غمِ عشق اور الم ہجر کا اظہار کرنے میں شعراء کی اکثریت ایک ہی پٹری کی گاڑی کی طرح چلتی نظر آتی ہے۔ ایک ہی بات متفرق انداز میں معمولی سی تبدیلیٔ الفاظ سے بیان کی گئی ہے اور مکرّر سکرّر ایک ہی بات سے مضمون کی لذّت کی مرغوبیت برقرار نہیں رہتی۔ ایک ہی کھانا الگ الگ برتنوں میں پروسا گیا ہوا ایسا لگتا ہے۔ لیکن امامِ عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں عشقِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رنگ برنگ، شاداب اور مہکتے الفاظ کے پھولوں کی خوشبو روحِ ایمان کو معطر کردیتی ہے۔ علاوہ ازیں مضمون کی جدّت اور تمثیل کی جدیدیت دل کو ایسی بھاتی ہے کہ کیف وسرور کا سماں بندھ جاتا ہے۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں:-

✪ **حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-**

(۱) خوار و بیمار و خطاوار و گنہگار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

اس شعر کے مصرعۂ اولیٰ میں خوار، بیمار، خطاوار اور گنہ گار کا ذکر کیا گیا ہے جن میں آپس میں موافقت ہے۔ پھر مصرعۂ ثانی میں اُن اوّل الذکر کے اضداد کا ذکر کیا گیا ہے۔ خوار کے مقابلے میں رافع یعنی بلند کرنے والا، اُٹھانے والا کا استعمال کیا گیا ہے۔ بیمار کے مقابلے میں نافع یعنی فائدہ مند یا نفع دینے والا کا ذکر کیا گیا ہے۔ خطاوار اور گنہ گار کے

Marfat.com

مقابلے میں شافع یعنی شفاعت کرنے والا کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

اس شعر میں مصرعۂ اولیٰ میں حسنِ یوسف، ملکِ مصر، اور مصر کی عورتوں کی انگلیوں کا کٹنا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ مصرعہ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرر ہا ہے کہ جب مصر کی عورتوں نے حضرت سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا جمال وحسن دیکھا، تو عالم حیرت میں محو ہو کر بے ساختہ اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ اس اعتبار سے یہ شعر صنعتِ تلمیح میں بھی شمار ہوگا۔ صنعت مقابلہ میں حضرت رضاؔ کا یہ شعر اپنی ایک انفرادی شان رکھتا ہے۔ کیونکہ مصرعۂ اولیٰ کے تمام الفاظ کے مقابلے میں مصرعۂ ثانی میں الفاظ لائے گئے ہیں اور دونوں مصرعوں کے الفاظ میں ایسا تقابل کیا گیا ہے کہ زبان سے بے ساختہ آفرین، صد آفرین کے الفاظ نکل پڑتے ہیں۔ مندرجہ ذیل نقشۂ تقابل ملاحظہ ہو۔

"تقابلی نقشہ"

مصرعۂ اولیٰ	مصرعۂ ثانی
(۱) حسنِ یوسف۔ یعنی حسن کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہونا۔	(۲) تیرا نام۔ صرف نام پر بتقاضائے محبت قربان ہونا۔
(۲) کٹیں۔ یعنی بے ساختگی میں صرف ایک مرتبہ کٹ گئیں۔	(۲) کٹاتے۔ یعنی قصداً اور بار بار اپنے دل کے ارادے سے کٹاتے ہیں۔
(۳) مصر میں۔ یعنی انگلیاں کٹنے کا واقعہ مصر میں واقع ہوا۔	(۳) عرب۔ یعنی تمہارے نام پر ہمیشہ اپنے سر کٹانے کے واقعات عرب میں ہوئے ہیں۔

Marfat.com

(۴) انگلیاں۔ مصر کی عورتوں نے حسنِ یوسف پہ اپنی انگلیاں کاٹیں۔ اور صرف ایک مرتبہ۔	(۴) سر۔ ملک عرب کے جوانمردوں نے نام مصطفیٰ پہ اپنے سر کٹوائے۔ ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ۔
(۵) زناں۔ مصر میں حسن یوسف کو دیکھ کر اپنی انگلیاں کاٹ دینے والی عورتیں تھی اور عورتیں ناقص العقل ہونے کی وجہ سے کسی سے بہت جلد متاثر اور فریفتہ ہو جاتی ہیں۔	(۶) مرداں۔ ملک عرب میں نام مصطفیٰ پر اپنے سر کٹانے والے ذی شعور اور دانشمند مرد تھے۔ جو کامل العقل ہونے کے باوجود قصداً اور ارادۃً قربان اور نثار ہوتے ہیں۔

مذکورہ شعر کے ضمن میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن مضمون کی طوالت کا لحاظ کرتے ہوئے تفصیلی تبصرہ نہ کرتے ہوئے صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس شعر میں فن وادب، عشق ومحبت اور فصاحت وبلاغت کے بیش بہا جواہرات کی لڑی نظم فرمائی ہے۔ اردو ادب میں صنعت مقابلہ میں یہ شعر اپنی مثال آپ ہے۔

(۳) دندان ولب وزلف ورخ شہ کے فدائی
ہیں دُرِّ عدن، لعلِ یمن، مشکِ ختن پھول

اس شعر میں مصرعۂ اولیٰ میں دندان، لب، زلف، اور رخ کا ذکر کیا گیا ہے، جن میں آپس میں ایک دوسرے سے موافقت ہے۔ بعدہٗ مصرعۂ ثانی میں ان کے تقابل میں دُرِّ عدن، لعلِ یمن، مُشک ختن اور پھول کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی دندان کے مقابلے دُرِّ عدن یعنی عدن کے موتی، لب کے مقابلے میں ملک یمن کا لعل، زلف کی مہک کے مقابلے میں ملکِ خُتن کی مُشک اور رُخ کے مقابلے میں پھول کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اشعار کی تشریح کرنے والے یا حضرت رضا کی نعتیہ شاعری پر مقالہ قلم بند فرمانے والے اہل قلم کی اکثریت اس شعر کو صنعت تشبیہ میں شمار کرتی ہے اور

Marfat.com

اس شعر کو صنعت مقابلہ کے تحت شمار نہیں کیا۔ میں اُن تمام اہل قلم کا ادنیٰ خادم، ان کا سوالی، ان کا طفیلی ہونے کے ناطے ان کی خدمتِ عالی میں مؤدبانہ گذارش کرتے ہوئے اپنی ناقص رائے کا اظہار کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ یہ شعر صنعتِ مقابلہ میں زیادہ مُوزوں ہے۔ کیونکہ علمِ عروض کی اصطلاح کے مطابق صنعتِ مقابلہ میں پہلے چند ایسے الفاظ کا ذکر کرنا کہ جو ایک دوسرے کے ساتھ موافقت رکھتے ہوں۔ اس پہلی شرط کے موافق اس شعر کے مصرعۂ اول میں دانت، لب، زلف اور رخ کا ذکر ہے اور دانت، لب، زلف اور رخ میں آپس میں موافقت ہے۔ صنعت مقابلہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ آپس میں موافقت رکھنے والے الفاظ کا ذکر کرنے کے بعد ان کے مقابلے اور تقابل کے الفاظ کا ذکر کرنا۔ اس شرط کے موافق مصرعۂ ثانی میں درّ عدن، لعل یمن، مُشک ختن اور پھول کا ذکر پایا جاتا ہے۔ حالانکہ اس شعر کو صنعتِ تشبیہ سے ہم خارج نہیں مانتے، صرف یہی عرض کرتے ہیں کہ یہ شعر صنعتِ مقابلہ میں زیادہ موزوں ہے کیونکہ حضرت رضا بریلوی کا یہ شعر تین[۳] الگ الگ اور دلکش معنوں کا حامل ہے۔ اگر اس شعر کو صرف صنعت تشبیہ میں ہی شمار کریں گے تو شعر کے کثیر معانی و مطالب سے انحراف کر کے صرف ایک ہی معنی اپنانا پڑے گا۔ اگر اس شعر کو صنعت تشبیہ کے ساتھ ساتھ صنعت مقابلہ میں بھی شمار کیا جائے گا تو شعر کے کثیر المعنی حُسن کی جلوہ نمائی کا کیف ولُطف حاصل ہوگا۔ الحمدللہ! راقم الحروف نہ کسی پر اعتراض کرتا ہے اور نہ ہی تنقید بلکہ صرف اپنی ناقص رائے کا اظہار کرتا ہے۔

اگر اس شعر کو صنعت تشبیہ میں شمار کرتے ہیں جب بھی صحیح ہے اور اس صورت میں شعر کے معنی یہ ہوں گے کہ:-

''اے میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان، لب، زلف اور رُخ پہ فدا ہونے والے عاشق! تو جس دندان شریف پر فدا ہو رہا ہے وہ دندان (دانت) دُرّ عدن یعنی عدن کے موتی ہیں۔ تو جس مقدس لب پر فدا ہو رہا ہے وہ لب لعل یمن یعنی ملک یمن کے لعل ہیں۔ تو جس زلف پر فدا ہو رہا ہے وہ زلف معنبری مشک ختن یعنی ملک ختن کا نافہ ہے

Marfat.com

اور تو جس رُخ انور پر فدا ہو رہا ہے اس رُخ انور کی نزاکت کا یہ عالم ہے کہ وہ پھول ہے"۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس اعلیٰ منزل میں پہنچ چکے تھے کہ حضرت رضا بریلوی جب بھی اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے کسی عضو شریف یا آپ کی کسی صفت کو کسی چیز سے تمثیل دیتے تو مثال میں ایسی چیز کو ہی بیان کرتے کہ اس سے بہتر کوئی چیز نہ ہوتی۔ مثال کے طور پر اس شعر میں:-

■ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندانِ اقدس کو "دُرِّ عدن" یعنی "عدن کا موتی" سے تشبیہ دی ہے۔ در یعنی موتی (Pearl) ہے۔ عدن کے دو معنی ہیں۔ (۱) بہشت کہ جس میں حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو رکھا گیا تھا۔ (فیروز اللغات، ص ۸۹۲)۔ اس کو انگریزی میں (Eden) یعنی کہ Paradise کہتے ہیں۔ (۲) عرب کے جنوب مغربی کونے میں ایک چھوٹا سا جزیرہ جہاں سے عمدہ موتی حاصل ہوتے ہیں۔ اس کو انگریزی میں Aden کہتے ہیں۔

[Name of a town in the South Arabia which produces fine and costly pearls]

(The Royal Persian- English Dictionary- Page No. 261)

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے شعر میں لفظ "عدن" سے اگر بہشت مراد لی جائے تو شعر کے معنی یہ ہوں گے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندانِ اقدس "جنت کے موتی" ہیں اور جنت کے موتی سے بڑھ کر کوئی موتی ہو نہیں سکتا۔ اور اگر عدن سے مراد Aden ہے تو دنیا میں سب سے اچھا اور قیمتی موتی عدن (Aden) کا ہی ہوتا ہے۔ الحاصل حضرت رضا کے شعر میں دی گئی تشبیہ کو آخرت پر محمول کریں تو جنت کا موتی مطلب ہوتا ہے اور اگر دنیا پر محمول کریں تو عدن (Aden) کا موتی مطلب ہوتا ہے۔ جو دنیا کے سب موتیوں سے افضل و قیمتی ہوتا ہے۔

■ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس لب کو "لعلِ یمن"، یعنی "یمن کا لعل" سے

Marfat.com

تشبیہ دی ہے۔ لعل یعنی Ruby ہوتا ہے۔ اور دنیا میں سب سے اچھا لعل یمن کا ہوتا ہے۔ فیروز اللغات، ص ۱۴۷۰ پر ہے کہ ''یمن = جزیزہ نمائے عرب کے جنوب مشرق میں ایک ملک جہاں کا عقیق اور چادریں بہت مشہور ہیں'' علاوہ ازیں محبوب کے ہونٹ کو بھی لعل کہا جاتا ہے۔ فارسی زبان کے شعراء نے محبوب کے ہونٹ کے لیے اکثر لعل کا استعمال کیا ہے۔ حضرت رضاؔ نے حضور اقدس کے مقدس لب کو لعلِ یمن سے تشبیہ دی ہے اور دنیا میں یمن کا لعل سب سے اچھی قسم کا لعل مانا گیا ہے۔

■ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زلفِ معنبری کو ''مُشک ختن''، یعنی خُتن کا مُشک'' سے تشبیہ دی ہے۔ مُشک یعنی کستوری اور اس کو نافہ بھی کہا جاتا ہے۔ جو ہرن کے پیٹ سے دستیاب ہوتی ہے اس کو انگریزی میں Musk-deer کہتے ہیں۔ خُتن = ترکستان میں ایک علاقہ جہاں کا مُشک مشہور ہے۔ (فیروز اللغات، ص ۵۸۵)۔ دنیا میں پانچ جگہ کا مُشک بہت مشہور ہے۔ (۱) نیپال (۲) تبت (Tibet) (۳) تاتار جہاں چنگیز خاں اور ہلاکو نام کے ظالم بادشاہ ہوئے ہیں۔ (۴) خطا یعنی چین کا ایک مشہور شہر جہاں کا مُشک مشہور ہے۔ بحوالہ فیروز اللغات، ص ۵۹۴۔ (۵) خُتن = ترکستان میں ایک علاقہ جہاں کا مُشک مشہور ہے۔ مختصر یہ کہ دنیا میں نیپال، تبت، تاتار، خطا اور خُتن کا مُشک مشہور ہے۔ لیکن ان پانچ مقامات میں سے خُتن کا مُشک سب سے زیادہ مشہور، خوشبودار اور بہترین ہے۔ حضرت رضاؔ نے ان میں سے بہترین مُشک یعنی خُتن کے مشک سے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زلف کی خوشبو کو تشبیہ دی ہے۔

مذکورہ تینوں امثال سے حضرت رضا بریلوی کی معلومات عامہ (General Knowledge) کا بھی اندازہ لگتا ہے کہ موتی اور لعل کہاں کے مشہور ہیں اور کہاں کہاں کا مُشک مشہور ہے اور ان مشہور مقامات کے مُشکوں میں سے کس مقام کا مُشک سب سے بہتر ہے۔

■ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رخ انور کو پھول سے تشبیہ دی۔ پھول کی خاصیت ہے کہ وہ ہمیشہ شاداب وخندہ نظر آتا ہے۔ اس میں رنگ کی جو آمیزش ہوتی ہے وہ ایسی

Marfat.com

جاذب النظر ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کو خوشی اور سرور حاصل ہو۔ علاوہ ازیں اس کی خوشبو سے دل ودماغ کو تازگی حاصل ہوتی ہے۔ ان اوصاف اور محاسن کے ساتھ ساتھ نزاکت اور لطافت کا وصف پھول کے حسن وجمال میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ لہٰذا حضرت رضا نے اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رُخ انور کو پھول سے تشبیہ دی ہے۔

یہاں تک کی تفصیلی گفتگو اس شعر کو صنعت تشبیہ میں شمار کرکے کی گئی ہے۔ محترم علمائے کرام اس شعر کو صنعت تشبیہ سے شمار کرکے یہی معنیٰ اور مطلب بیان فرماتے ہیں۔ راقم الحروف علماء اہلسنت کی علمی وجاہت اور مخدومیت کا تہہِ دل سے قائل اور معترف ہوکر تشبیہ کے مذکورہ معنی اور مطلب سے اتفاق کرتے ہوئے، اپنی اصلاح کی غرض سے دیگر معنی عرض کرتا ہے۔

اگر اس شعر کو صرف صنعت تشبیہ سے نہ شمار کریں، تو ایک اور معنیٰ یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ:-

”حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ میرے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان اقدس، لبہائے نازک، زلفِ مشکبو اور چہرۂ انور کے کچھ فدائی ہیں۔ جیسا کہ آپ نے مصرعۂ اولیٰ میں فرمایا ہے کہ ”دندان ولب وزلف ورخ شہ کے فدائی“ اور وہ فدائی یعنی کہ فدا اور نثار ہونے والے کون ہیں؟ خود ہی جواب دیتے ہیں کہ ”ہیں درعدن، لعل یمن، مشکِ ختن پھول“ یعنی کہ میرے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان اقدس کی چمک دمک اور نورانیت کا یہ عالم ہے کہ جنت یا ملکِ عدن کا بیش بہا موتی اپنی بے مثالی کے باوجود اُن دندانِ اقدس پر فدا ہونے کے لئے مچل رہا ہے۔ یمن کا لعل (Ruby) اپنی انفرادیت کے باوجود مصطفیٰ جانِ رحمت کے لبہائے نازک کی سرخی پر فدا اور نثار ہو رہا ہے۔ میرے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زلفِ معنبری پر ملکِ ختن کی مشک فدا ہورہی ہے اور میرے آقا کے رخ زیبا پر پھول مع اپنی رنگت، خوشبو،

Marfat.com

لطافت اور نزاکت قربان و فدا ہو رہا ہے"

مذکورہ معنی کے علاوہ ایک دیگر معنی میں بھی یہ شعر معنون ہو سکتا ہے۔ مذکورہ بالا معنی اور مطلب میں دُرِ عدن کے مقابلے میں دندان، لعلِ یمن کے مقابلے میں لب، مشکِ ختن کے مقابلے میں زلف اور پھول کے مقابلے میں رخ کا ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:-

(۴) دل بستہ بے قرار جگر چاک اشک بار
غنچہ ہوں، گُل ہوں، برقِ تپاں ہوں سحاب ہوں

اس شعر میں دِل بستہ، بے قرار، جگر چاک اور اشکبار الفاظ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن میں آپس میں موافقت ہے۔ اس کے بعد مصرعۂ ثانی میں ان کے مقابلے میں چند الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ دل بستہ کے مقابلے میں غنچہ، بے قرار کے مقابلے میں برق تپاں، جگر چاک کے مقابلے میں گل اور اشکبار کے مقابلے میں سحاب یعنی بادل کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۵) واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

اس شعر میں واں کے مقابلے میں یاں، مطیعوں کے مقابلے میں سیہ کاروں، جگر کے مقابلے میں دامن، خوف سے پانی کے مقابلے میں مچلنا اور پایا کے مقابلے میں دیکھو کا استعمال کیا گیا ہے۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" میں صنعت مقابلہ کے کئی اشعار پائے جاتے ہیں۔ یہاں پر صرف پانچ اشعار مثال میں پیش کئے ہیں۔

Marfat.com

(۲۳) "صَنعَتِ مُستَزَادْ"

علم عروض کی اصطلاح میں وہ غزل جس کے ہر مصرعہ یا شعر کے بعد ایسا زائد ٹکڑا لگا ہو، جو اسی مصرعہ کے رکنِ اوّل اور رکنِ آخر کے برابر ہو۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۴۳)

[Increased, The name of a kind of verse in which every line has a shorter one annexed to it]

(The Royal Persian–English Dictionary. Page No. 404)

صنعت مستزاد ایک ایسی صنعت ہے کہ اس کی طرف تقریباً تمام شعراء اردو ادب نے التفات نہیں کیا۔ ہم نے اس صنعت کی مثال کی تلاش میں اردو ادب کے صف اول کے شعراء کے دیوان کی اوراق گردانی میں کئی گھنٹے صرف کیے لیکن اس صنعت کی مثالی تخلیق کی جستجو میں ناکام رہے۔ ہم نے جن شعراء کے دیوان ٹٹولے ان کے نام مع دیوان حسب ذیل ہیں:-

- فیض احمد فیض کے ▪ نقشِ فریادی ▪ دستِ صبا ▪ دست تہِ سنگ ▪ سروادی سینا اور ▪ زنداں نامہ۔ کل پانچ دیوان۔
- اصغر گونڈوی کا دیوان "کلیات اصغر" یعنی ▪ نشاطِ زندگی اور ▪ سرودِ زندگی۔
- غلام ربانی تاباں کا دیوان "ذوقِ سفر"۔
- مرزا اسد اللہ خاں غالب کا "دیوانِ غالب"۔
- جاں نثار اختر کا دیوان "پچھلے پہر"۔
- جگر مراد آبادی کے دیوان ▪ شعلۂ طور ▪ تخیلاتِ جگر ▪ آتشِ گل ▪ جذباتِ جگر اور ▪ لمعاتِ طور۔ کل پانچ دیوان۔
- اکبر الٰہ آبادی کا "انتخاب اکبر الٰہ آبادی"۔
- فانی بدایونی کا دیوان "کلیاتِ فانی"

Marfat.com

- علاّمہ اقبال کا دیوان ''بانگ درا''
- انتخاب ''فراق گورکھپوری''
- میر لکھنوی کے کلام کا انتخاب ''مزامیر''
- شکیل بدایوانی کے دیوان ■ رعنائیاں ■ صنم وحرم ■ شبستاں ■ رنگینیاں۔
- جوش ملیح آبادی کا دیوان ''شعلہ و شبنم''

مذکورہ شعراء کے دیوانوں کے ایک ایک صفحے کو ہم نے اُلٹ پلٹ کر دیکھا کہ شاید ان کے کلام میں صنعت مستزاد میں دو چار اشعار پر مشتمل کوئی غزل پائی جائے لیکن غزل تو درکنار ان کے کلام میں اس صنعت میں ایک شعر بھی نہ ملا۔ ایسا محسوس ہوا کہ فنِ شاعری کی یہ صنعت برائے نام ہی رہ گئی ہے۔ لیکن امام عشق ومحبت، امام الکلام، امام الشعراء، امام الفصحاء، امام الادباء، امام الفضلاء، امام الفن، حضرت رضا بریلوی نے اس صنعت کو بھی اُجاگر فرمایا ہے

حضرت رضا کے نعتیہ دیوان حدائق بخشش حصہ دوم میں ایک نعت ۱۵/ اشعار پر ایسی پائی جاتی ہے جس کے ہر شعر کے بعد ایک زائد ٹکڑا لگا ہوا ہے۔ وہ نعت ذیل میں درج ہے۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:۔

■ وہی رب ہے جس نے تجھ کو، ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو، ترا آستاں بتایا۔ تجھے حمد ہے خدایا

اس شعر کو علم عروض کے ضوابط وقوانین سے صنعت مُستزاد کا ثابت کریں۔ صنعت مستزاد کی شرط یہ ہے کہ جو زائد ٹکڑا ہوتا ہے، وہ اسی مصرعہ کے رکن اوّل اور رکن آخر کے برابر ہوتا ہے۔ مذکورہ شعر میں دو مصرعے ہیں اور ہر مصرعہ دو رکن پر مشتمل ہے۔

پہلا مصرعہ:۔ وہی رب ہے جس نے تجھ کو، اور ہمہ تن کرم بنایا
رکن اوّل ہے رکن آخر ہے۔

ان دونوں ارکان کی تقطیع کریں:۔

Marfat.com

■ رکن اوّل:- ہی رب ہے جس نے تجھ کو

رکن کے حروف:- وہ ہی + رب + ہ ی + ج س + ن ی + ت جھ + ک و

تعداد حروف:- ۲ + ۲ + ۲ + ۲ + ۲ + ۲ + ۲ =۱۵ حروف

کٹنے کے بعد:- ۲ + ۲ + ۲ + ۲ + ۲ + ۲ + ۱ =۱۳ حروف

■ رکن آخر:- ہمہ تن کرم بنایا

ہ م ہ - ت ن - ک رم - ب ن ا ی ا

۳ ۲ ۳ ۵ =۱۳ حروف

پہلے مصرعہ کے رکن اوّل اور رکن آخر دونوں کے حروف ۱۳ اور ۱۳ ہیں۔

✪ دوسرا مصرعہ:- ہمیں بھیک مانگنے کو (رکن اوّل ہے) اور ترا آستاں بتایا (رکن آخر ہے)

■ رکن اوّل:- ہمیں بھیک مانگنے کو

رکن کے حروف:- ہ م ی ں + بھ ی ک + م ا ن گ ن ی + ک و

تعداد حروف:- ۴ + ۳ + ۶ + ۲ =۱۵ حروف

کٹنے کے بعد بقیہ حروف:- ۳ + ۳ + ۶ + ۱ =۱۳ حروف

■ رکن آخر:- ترا آستاں بتایا

رکن کے حروف:- ت ر ا + آ س ت ا ں + ب ت ا ی ا

تعداد حروف:- ۳ + ۵ + ۵ =۱۳ حروف

✪ زائد ٹکڑا:- تجھے حمد ہے خدایا

ٹکڑے کے حروف:- ت جھ ی + ح م د + ہ ی + خ د ا ی ا

۳ + ۳ + ۲ + ۵ =۱۳ حروف

مذکورہ تقطیع کے حساب سے شعر کے دونوں مصرعوں کے رکن اول اور رکن آخر کے

Marfat.com

۱۳ اور ۱۳ر حروف ہیں اور ان ارکان کے حروف کی تعداد سے زائد ٹکڑے کے حروف کی تعداد بھی مساوی ہے۔ لہٰذا یہ شعر صنعت مستزاد کا ہونے میں علم عروض کی اصطلاح کے اصول وضوابط پر پورا اترتا ہے۔ مذکورہ تقطیع میں شاید کسی کو یہ شک ہو کہ پہلے مصرعہ کے رکن اول میں پندرہ حروف ہیں، انھیں کاٹ کر ان کی تعداد ۱۳ ر کس طرح ہو گی۔ اسی طرح دوسرے مصرعے کے رکن اول کے حروف پندرہ سے تیرہ ہو گئے ہیں۔ دونوں ارکان سے حرف ''ی'' اور حرف ''واؤ'' کاٹے گئے ہیں۔ یعنی علم عروض کی اصطلاح میں حذف کئے گئے ہیں۔ اور یہ حذف کرنا علم عروض کے ضوابط کے تحت ہے۔

■ تقطیع کے اصول وضوابط کے قانون نمبر ۱۹ کو ملاحظہ فرمائیں:-

''وہ ہندی واؤ جس سے پہلے حرف پر مجہول (ہلکا سا) پیش یا زبر ہو، اُسے ضرورتِ شعری کی بنا پر گرایا جا سکتا ہے۔ اور اسے تقطیع میں شمار نہیں کیا جاتا۔ مثلاً تو۔ سو۔ دو۔ کو۔ ہو۔ رکھو۔ چکھو۔ آؤ۔ جاؤ۔ چلو۔ کرو۔ گنواور انھوں وغیرہ کی واؤ ضرورۃً گرائی جا سکتی ہے۔ (حوالہ:- ''فنِ شاعری'' از:- اخلاق حسین دہلوی، ص ۴۵)

■ تقطیع کے اصول وضوابط کے قانون نمبر ۲۸ کو ملاحظہ فرمائیں:-

''وہ یائے معروف ومجہول جو ہندی الفاظ کے درمیان میں آتی ہے۔ وہ بھی گرائی جا سکتی ہے۔ مثلاً۔ ہیں۔ میں۔ کہیں۔ وہیں۔ ہمیں۔ کریں۔ سنیں۔ رہیں نہیں۔ وغیرہ کی یائے مجہول ومعروف گرائی جا سکتی ہے''۔ (حوالہ:- فنِ شاعری''۔ ص ۴۸)

مذکورہ قوانین کے تحت اس شعر کے دونوں مصرعوں کے دونوں رکن اول سے حرف ''ی'' اور حرف ''واؤ'' کو حذف کیا گیا ہے۔

صنعتِ مستزاد میں حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی یہ نعت شریف پندرہ اشعار پر مشتمل ہے۔ نعت کے ہر شعر کے بعد ایک زائد ٹکڑا ہے۔ مثلاً:-

Marfat.com

تمہیں حاکم برایا، تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا، تمہیں شافع خطایا کوئی تم سا کون آیا
یہی بولے سدرہ والے، چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے، ترے پایہ کا نہ پایا تجھے یک نے یک بنایا

ہر شعر کو علم عروض کے ضوابط کے تحت تقطیع کریں گے تو وہی نتیجہ حاصل ہوگا جو ہم نے ایک شعر کی تقطیع کر کے حاصل کیا ہے۔ نعت کا ہر شعر صنعت مستزاد پر کامل اترتا ہے۔ اردو ادب میں جہاں دیگر شعراء کے کلام میں اس صنعت کا قحط پڑا ہوا تھا، وہاں حضرت رضا نے اپنے علم وفن کی بارش سے سرسبز ماحول قائم کر دیا۔ اردو ادب حضرت رضا کی ذات پر جتنا فخر کرے وہ کم ہے۔ آپ نے ایسی کئی صنعات میں اپنی قادر الکلامی ثبت فرمائی ہے۔

■ فارسی زبان میں صنعت مستزاد کی سات رباعیات حضرت رضا کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ ان تمام رباعیات میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر مصرعہ کے بعد ایک زائد ٹکڑا لگایا گیا ہے۔ اردو میں صنعت مستزاد میں آپ کی نعت شریف میں ہر شعر کے بعد یعنی کہ ہر دو مصرعوں کے بعد زائد ٹکڑا لگایا گیا ہے۔ جب کہ فارسی کی آپ کی ساتوں رباعیات میں ہر مصرعے کے بعد ایک زائد ٹکڑا لگایا گیا ہے۔ ایک رباعی بطور مثال پیشِ خدمت ہے۔

✪ حضرت رضا فرماتے ہیں:۔

حمداً لک یا مفضل عبدالقادر - یا ذا الافضال
یا منعم یا مجمل عبدالقادر - انت المتعال
مولائے بما منت با لجود علیہ - من دون سوال
اُمُنُن واجب سائل عبدالقادر - جُد بالآمال

حضرت رضا بریلوی دیگر شعراء کے مقابلے میں یقیناً اقلیم سخن کے تاجدار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے فن شاعری کی بہت سی صنعات کی لاغری دور فرما کر اسے توانائی بخشی ہے۔ حضرت رضا جیسا سخن ور ماضی میں بہت دور تک نظر نہیں آتا اور نہ ہی مستقبل میں بہت

Marfat.com

دور تک نظر آئے گا۔ آپ کا ایک کمال یہ ہے کہ آپ ایک ساتھ کئی صنعات کو جمع کر دیتے ہیں اور اس صنعت میں جو شعر نظم فرماتے ہیں وہ شعر بے مثل و مثال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر صنعت مستزاد میں آپ کی اردو نعت میں آپ نے صنعت مستزاد کے ساتھ ساتھ تجنیس کامل، تلمیح، تجاہل عارفانہ، مسمط، استعارہ، اقتباس وغیرہ کا استعمال فرما کر کوزے میں سمندر سمودیا ہے۔

(۲۴) "صَنعَتِ لَفّ و نَشر"

علم و بیان کی اصطلاح میں وہ صنعت جس میں اول چند چیزوں کا ذکر کریں۔ پھر چند اور چیزیں بیان کریں، جو پہلی چیزوں سے نسبت رکھتی ہوں، مگر اس طرح کہ ہر ایک کی نسبت منسوب الیہ سے مل جائے۔ (فیروز اللغات، صفحہ ۱۱۵۷) یعنی متعدد اشیاء کا تفصیلاً یا اجمالاً ذکر کیا جائے۔ پھر ان میں سے ہر ہر شئی کے لئے ایک مناسب بات بغیر تعین کے لائی جائے اور شاعر اپنی طرف سے طے نہ کر سکے کہ فلاں معنی فلاں چیز کے لئے مناسب ہیں۔

[Twisting and scattering prosse]

فن شاعری کی یہ صنعت بہت ہی آسان صنعت ہے لہذا اردو ادب کے تمام شعراء کے کلام میں اس صنعت کی مثال کے اشعار کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ اس صنعت میں شعر کہنا کوئی مشکل یا دشوار امر نہیں۔ اسی وجہ سے تمام شعراء نے اس صنعت میں طبع آزمائی کی ہے۔

- **مرزا غالب کا شعر ہے:-**

حیراں ہوں، دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

اس شعر میں حیراں، رونا، پیٹنا، نوحہ گر، جگر وغیرہ کا یکے بعد دیگرے ذکر کیا گیا ہے۔ ہر ایک کی نسبت منسوب الیہ سے ملتی ہے۔

- **اصغر گونڈوی کا شعر ہے:-**

کس قدر پر کیف ہے ٹوٹے ہوئے دل کی صدا
اصل نغمہ ایک آواز شکستِ ساز ہے

Marfat.com

اس شعر میں پر کیف کے بعد نغمہ اور ٹوٹے دل کی صدا کے بعد آواز شکست ساز کا ذکر ہے۔

⭘ **جگر مراد آبادی کا شعر ہے:-** عشق میں کیا لالہ وگل کیا چمن کیسا قفس
میں خود ہی اپنا گلستاں ہوں خود ہی اپنا قفس

اس شعر میں لالہ، گل، چمن کا ذکر کرنے کے بعد گلستاں اور قفس کا ذکر کیا گیا ہے۔

⭘ **شکیل بدایونی کا شعر ہے:-** گل چیں نے تو کوشش کر ڈالی سونی ہو چمن کی ہر ڈالی
کانٹوں نے مبارک کام کیا، پھولوں کی حفاظت کر بیٹھے

اس شعر میں گل چیں، چمن، ڈالی کا ذکر کرنے کے بعد منسوب الیہ سے نسبت رکھنے والے پھول اور کانٹوں کا ذکر ہے۔

⭘ **غلام ربانی تاباںؔ کا شعر ہے:-** نظارے اور بھی ہیں عارض وجبیں کے سوا
اٹھاؤ سر کہ ذرا دور تک نظر جائے

نظارہ، عارض اور جبیں کے ذکر کے بعد سر اور نظر کا ذکر ہے اور ان میں منسوب الیہ سے مناسبت ہے۔

⭘ **فانیؔ بدایونی کا شعر ہے:-** شمع و پروانہ بزم احدی ہوں فانیؔ
عاشق وجلوہ معشوق سراپا میں ہوں

اس شعر میں پہلے شمع، پروانہ اور بزم کا ذکر ہے جن میں نسبت ہے۔ پھر عاشق، جلوہ اور معشوق کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہر ایک کی نسبت منسوب الیہ سے ملتی ہے۔

اردو ادب کے صف اول کے کچھ شعراء کے اشعار مندرجہ بالا مثال میں پیش کئے گئے ہیں۔ ان اشعار کے معائنہ سے قارئین کرام کو صنعت لف ونشر سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ ان اشعار کے مقابلے میں جب ہم حضرت رضاؔ بریلوی کے اشعار دیکھیں گے، تو ہم دعوے کے

Marfat.com

ساتھ کہتے ہیں کہ حضرت رضاؔ کے اشعار کا معیار بہت ہی بلند و اعلیٰ ہے۔ حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں صنعت لف و نشر کے اشعار اتنی کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ ان تمام اشعار کو الگ چھانٹ کر شمار کرنا بہت ہی مشکل امر ہے۔ لہٰذا ہم چند اشعار ناظرین کی فرحت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں۔

✪ **حضرت رضاؔ بریلوی فرماتے ہیں:۔**

(۱) نبوی خور، علوی کوہ، بتولی معدن
حسنی لعل، حسینی ہے تجلا تیرا

اس شعر میں پہلے خور، کوہ اور معدن کا ذکر ہے۔ پھر بعد میں لعل اور تجلا کا ذکر ہے جو اول الذکر سے نسبت رکھتی ہیں۔ خور اور تجلا میں اور اسی طرح معدن اور لعل میں منسوب کو منسوب الیہ سے نسبت ہے۔

(۲) گیت کلیوں کی چٹک، غزلیں ہزاروں کی چہک
باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانا تیرا

اس شعر میں پہلے گیت کا اور بعد میں ترانا کا، کلیوں کے بعد چٹک، ہزاروں یعنی بلبلیں کے بعد چہک، ساز کے بعد بجنا کا ذکر ہے۔ اب کچھ اشعار رواں رواں ملاحظہ فرمائیں:۔

(۳) یہاں چھڑکا نمک، واں مرہم کا فور ہاتھ آیا
دل زخمی، نمک پروردہ ہے کس کی ملاحت کا

(۴) یادِ رخ میں آہیں کر کے بن میں میں رویا آئی بہار
جھومیں نسیمیں، نیساں برسا، کلیاں چٹکیں مہکی شاخ

(۵) دو قمر، دو پنجۂ خور، دو ستارے، دس ہلال
ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں

(۶) ہیں چتر و تخت سایہ دیوار و خاک در

Marfat.com

شاہوں کو کب نصیب یہ دھج کرّ و فر کی ہے

(۷) دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے، نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا، غزال نافے بسا رہے تھے

(۸) مشک سا زلف ِشہ ونور فشاں روئے حضور
اللہ اللہ حلب جیب و تتار دامن

(۹) یہ شمس وقمر، یہ شام وسحر، یہ برگ وشجر، یہ باغ وثمر
یہ تیغ وسپر، یہ تاج وکمر، یہ حکم رواں تمہارے لئے

(۱۰) یہ صبا سنک، وہ کلی چٹک، یہ زباں چہک، لب جو چھلک
یہ مہک جھلک، یہ چمک دمک، سب اسی کے دم کی بہار ہے

قارئین کرام حضرت رضا بریلوی کے اشعار اور دیگر شعراء اردو ادب کا بنظر عمیق تقابلی جائزہ لیں۔ حضرت رضا کے اشعار میں بیان کی سلاست، جذبات عشق کی شدت وصداقت، زبان کی شیرینی، محبت کی سرمستی میں فرزانہ روی، شستہ رواں اور سلیس جملہ بندی اور الفاظی جدت وندرت کا جو انوکھا پن پایا جاتا ہے، وہ دیگر شعراء کے کلام میں نہیں پایا جاتا۔

(۲۵) "صَنعَتِ تَضمِینْ"

فن شاعری کی اصطلاح میں وہ صنعت کہ شاعر کسی دوسرے شاعر کے مشہور اشعار پر مصرعہ یا بند لگائے۔ (فیروز اللغات، صفحہ ۳۶۳)

[Inserting the verses of another in one's own poem]

صنعت تضمین کا بھی ایک عجیب معاملہ ہے۔ اردو ادب کے صف اول کے مشہور اور معروف شعراء کے کلام میں تضمین برائے نام ہی ہے، جب کہ غیر مشہور اور نئے (Junior) شعراء کے کلام میں صنعت تضمین کی غزلیں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ اس کی

Marfat.com

ایک وجہ یہ ہے کہ غیر مشہور شاعر کسی مشہور شاعر کی کسی مشہور تخلیق پر اس غرض سے تضمین لکھتا ہے کہ اس مشہور کلام کی وجہ سے اپنا کلام بھی شہرت حاصل کرے۔ یعنی ''نام پیروں کا کھائیں مجاور'' والی مثل پر عمل کرنا۔ صف اول کے شعراء نے کسی دوسرے کے کلام پر تضمین نہیں لکھی اس کی وجہ شاید یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جس کے کلام پر تضمین لکھی جاتی ہے اس کے کلام کی اہمیت تضمین لکھنے والے کے کلام سے زیادہ ہوتی ہے۔ کسی کے کلام پر تضمین لکھنا درپردہ اس کے کلام کی فوقیت کا اعتراف کرنے کے مترادف ہے۔ یعنی اس کے کلام کو متبوع اور خود کے کلام کو تابع تسلیم کرنے کا اقرار کرنا ہے، اور درپردہ ایسا اقرار کرنا صف اول کے شعراء نے اپنی شان اور معیار کے خلاف جان کر تضمین کو متروک کردیا ہو۔ اس ترک کے پس پردہ خودستائی، خود پسندی اور انانیت کا جذبہ کارگر ہوا ایسا لگتا ہے۔ البتہ فانیؔ بدایونی کے کلام میں امیرؔ مینائی کے نو اشعار کی غزل پر تضمین پائی جاتی ہے۔ راقم الحروف نے ✪ مرزا غالبؔ ✪ جگر مرادآبادی ✪ شکیلؔ بدایونی ✪ جوشؔ ملیح آبادی ✪ اصغرؔ گونڈوی ✪ غلام ربانی تاباںؔ ✪ فیضؔ احمد فیضؔ وغیرہ کے دیوان کی اوراق گردانی کی لیکن صنعت تضمین سے ان کے کلام کو محروم پایا۔ حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ الرضوان اپنے دور کے امام الشعراء اور مقتداء الشعراء ہونے کے باوجود کبھی بھی اپنے آپ کو شاعر نہ کہتے تھے اور نہ سمجھتے تھے۔ آپ کبھی بھی اپنی قادرالکلامی پر اتراتے نہ تھے۔ خودستائی، انانیت اور خود بینی سے آپ کو دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ آپ رشک عنادل اور بے مثال فصیح وادیب ہونے کے باوجود سراپا عجز وانکسار تھے۔ تواضع کے پیکر جمیل تھے۔ آپ اپنی علمی وجاہت کا ڈھنڈورا نہیں پیٹتے تھے بلکہ اپنی ہیچ مدانی کا اعتراف کرتے تھے۔ خود فرماتے ہیں کہ:-

کس منہ سے کہوں رشک عنادل ہوں میں
شاعر ہوں، فصیح بے مماثل ہوں میں
حقا کوئی صنعت نہیں آتی مجھ کو
ہاں یہ ہے کہ نقصان میں کامل ہوں میں

Marfat.com

حضرت رضا بریلوی نے کسی دوسرے کے کلام پر تضمین لکھنے میں چھوٹا پن محسوس نہیں کیا۔آپ کے کلام میں صنعت تضمین میں تین نعتیں پائی جاتی ہیں۔جن میں سے ایک نعت وہ ہے جو آپ نے خود اپنے ہی کلام پر تضمین لکھی ہے۔اس کا ایک بند پیش خدمت ہے۔

✪ حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔

کچھ تو جلوہ نظر آیا مرے اشکوں پر ÷ تارے ٹوٹے ہیں مگر رنگ شفق سے مل کر
لعل میں آب گہر شیشۂ مے میں اختر ÷ پانی میں آتش تر، شعلہ میں آب کوثر
دل سوزاں نے کیا خون کا دریا ہو کر

مذکورہ بند میں کل پانچ مصرعے ہیں۔جن میں پہلا، دوسرا اور تیسرا مصرعہ تضمین ہیں۔ چوتھا اور پانچواں مصرعہ اصل کلام ہے، جس پر تضمین کی گئی ہے۔

✪ حضرت قاسم کی دونعتوں پر حضرت رضا کی تضمین:۔

حضرت قاسم کی سولہ اشعار پر مشتمل ایک نعت پر حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے تضمین نظم فرمائی ہے۔ پہلے اس نعت کا مطلع (پہلا شعر) اور مقطع (آخری شعر) ملاخطہ ہو۔

مطلع:۔ دم مرا صاحب لولاک کے در پر نکلا
اب تو ارمان ترا اے دل مضطر نکلا

مقطع:۔ حشر کے روز اٹھے شور عجب کیا قاسم
قبر سے دیکھو وہ مداح پیمبر نکلا

تضمین کے بعد مذکورہ مطلع اور مقطع کی صورت حسب ذیل ہے۔

مطلع:۔ شعلہ عشق نبی سینہ سے باہر نکلا ÷ عمر بھر منہ سے مرے وصف پیمبر نکلا
ساز گار ایسا بھلا کس کا مقدر نکلا ÷ دم مرا صاحب لولاک کے در پر نکلا
اب تو ارمان ترا اے دل مضطر نکلا

مقطع:۔ ہے رضا گرچہ سیہ کار سراپا قاسم ÷ نعت احمد ہے مگر اس کا وظیفہ قاسم

Marfat.com

ایک مصرعہ بھی گر آقا کو خوش آیا قاسمؔ ÷ حشر کے روز اٹھے شور عجب کیا قاسمؔ

قبر سے دیکھو وہ مداح پیمبر نکلا

مذکورہ تضمین کے مطلع اور مقطع میں پہلے تین مصرعے حضرت رضاؔ نے تضمین میں نظم فرمائے ہیں۔ آخر کے دو مصرعے اصل نعت کے ہیں۔ اسی ترتیب سے نعت کے سولہ اشعار پر حضرت رضا نے قافیہ، بحر اور مضمون کی رعایت وموافقت کے ساتھ تضمین فرمائی ہے۔ یہ نعت شریف "حدائق بخشش" حصہ سوم، صفحہ ۱۶ پر درج ہے۔

- حضرت قاسمؔ کی ایک دوسری نعت کہ وہ بھی سولہ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس نعت پر بھی حضرت رضا بریلوی نے تضمین فرمائی ہے۔ پہلے اس نعت کا مطلع اور مقطع ملاحظہ فرمائیں:۔

مطلع:۔ حسرت ہے یا الٰہی جب جان تن سے نکلے

نکلے تو نام اقدس لیکر دہن سے نکلے

مقطع:۔ وہ دن بھی ہو الٰہی جو صورت شہیدی

حضرت کی جستجو میں قاسمؔ وطن سے نکلے

تضمین کے بعد مذکورہ مطلع اور مقطع مزین ہوکر حسب ذیل صورت اختیار کئے ہوئے ہیں:۔

مطلع:۔ اے کاش شان رحمت میرے کفن سے نکلے ÷ جاں بوئے گل کی صورت باغ بدن سے نکلے

ارماں طفیل نام شاہ زمن سے نکلے ÷ حسرت ہے یا الٰہی جب جان تن سے نکلے

نکلے تو نام اقدس لے کر دہن سے نکلے

مطلع:۔ لاکھوں ہیں سینہ بریاں مثل رضاؔ و کافیؔ ÷ انجام کار سب نے اپنی مراد پائی

دشت طلب میں ہوکر آوارہ کھو گئے جی ÷ وہ دن بھی ہو الٰہی جو صورت شہیدی

حضرت کی جستجو میں قاسمؔ وطن سے نکلے

مذکورہ تضمین کے مطلع ومقطع میں پہلا، دوسرا اور تیسرا مصرعہ حضرت رضاؔ کا تضمین فرمودہ ہے۔ چوتھا اور پانچواں مصرعہ اصل نعت سے ہے۔ یہ نعت شریف "حدائق بخشش" حصہ ۳، صفحہ ۶۶ پر درج ہے۔

Marfat.com

(۲۶) "صَنعَتِ تَشبِیب"

قصیدے کی ابتداء میں عاشقانہ مضامین نظم کرنا۔(فیروز اللغات، صفحہ ۳۶۱)

[Love song, Talking of adolescence]

اس صنعت میں شعراء اردو ادب نے عشق مجازی میں طرح طرح کے عاشقانہ اشعار کہے ہیں۔ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے زمانہ تک اس صنعت کیلئے ایسا نظریہ قائم تھا کہ اس صنعت کا استعمال صرف عشق مجازی میں ہی ہوسکتا ہے۔ عشق حقیقی میں اس صنعت کا استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ عشق مجازی میں محبوبہ کی رنگینی حسن اور محبوبہ کے اٹھتے ہوئے شباب کی بہار کا ذکر کر کے اشعار میں رعنائی اور رنگینی پیدا کرنے کے لئے عاشقانہ مزاج کا اظہار کرنے کے لئے ہی یہ صنعت متعین کی گئی ہے۔ اردو ادب کے کبریٰ اور صغریٰ تمام طبقے کے شعراء نے اس صنعت میں طبع آزمائی کی ہے لیکن تمام کے تمام محبوبہ کے سراپا کے اسیر نظر آتے ہیں۔ بلکہ یوں کہیے کہ اکثر نے رسمی اور روایتی طرز ہی اختیار کیا ہے۔ مثلاً:۔

✪ جناب فانی بدایونی کا قصیدہ ہے:۔

(۱) سنتے ہیں گلشن میں پھر فصل بہار آنے کو ہے
پھر ہزار انداز سے بانگ ہزار آنے کو ہے

(۲) پھر نئی کلیاں گلابی رنگ کی کھلنے کو ہیں
آنکھ ہے نرگس کی پھر ہلکا خمار آنے کو ہے

(۳) پھر کریں گی قمریاں گلشن میں کوکو ہر طرف
پھر نئی رونق پہ سرد جو بہار آنے کو ہے

(۴) پھر کسی کے لب سے مل جائے گا رنگ برگ گل
پھر چمیلی کی مہک سے بوئے پیار آنے کو ہے

Marfat.com

مذکورہ اشعار میں شاعر نے ماحول کی منظر کشی کرتے ہوئے عاشقانہ مضامین نظم کئے ہیں۔

✪ جوش ملیح آبادی کے اشعار:-

(۱) نظر جھکائے عروس فطرت، جبیں سے زلفیں ہٹا رہی ہے
سحر کا تارا ہے زلزلے میں، افق کی لو تھرتھرا رہی ہے

(۲) روش روشِ نغمۂ طرب ہے، چمن چمن جشن رنگ و بو ہے
طیور شاخوں پہ ہیں غزل خواں، کلی کلی گنگنا رہی ہے

(۳) ستارۂ صبح کی رسیلی جھپکتی آنکھوں میں ہیں فسانے
نگار مہتاب کی نشیلی نگاہ جادو جگا رہی ہے

(۴) کلی پہ بیلے کی کس ادا سے، پڑا ہے شبنم کا ایک موتی
نہیں، یہ ہیرے کی کیل پہنے، کوئی پری مسکرا رہی ہے

مذکورہ اشعار شاعر کی عاشق مزاجی کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ اردو ادب کے کلام کے معائنہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صنعت تشبیب عشق مجازی کا طرہ امتیاز بن کر رہ گئی تھی۔ اس صنعت میں عشق حقیقی میں اشعار کہنا محال سمجھا جاتا تھا لیکن حضرت رضا نے اس محال امر کو ممکن بنا دیا اور اہل ادب و اہل فن کو بتا دیا کہ اس صنعت میں عشق حقیقی میں بھی اشعار کہے جا سکتے ہیں۔ صرف اشعار ہی نہیں کہے جا سکتے بلکہ عشق و محبت کے شاداب پھول بھی کھلائے جا سکتے ہیں۔ محبت رسول کی پاکیزہ رنگت، عشق نبی کی ستھری رعنائی اور والہانہ عقیدت کے سنجیدہ جوش ولا کے رنگ برنگ اور مہکتے گلوں سے فضا کو معطر اور رنگین بنایا جا سکتا ہے۔ اشعار کی رنگینی کا ٹھیکہ صرف عشق مجازی نے نہیں لے رکھا ہے بلکہ عشق حقیقی کے اشعار میں وہ لالی اور سرخی پیدا کی جا سکتی ہے کہ عشق مجازی کا چہرہ اس کے سامنے زرد ہو جائے۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ایک سچے عاشق رسول تھے۔ ان کے عشق کی صداقت کا اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ بے پناہ عشق و محبت کرنے کے ساتھ ساتھ ہر اس چیز اور امر سے والہانہ عقیدت رکھتے

Marfat.com

تھے جس کو آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت ہو۔ ماہ ربیع الاول شریف میں محبوب خالق کائنات اور باعث تخلیق کائنات، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دنیا میں بظاہر تشریف لائے اور اسی ماہ میں آپ نے ظاہری نظروں سے پردہ فرمایا۔ لہذا ماہ ربیع الاول شریف کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاص نسبت ہے۔ اسی نسبت کی وجہ سے امام عشق ومحبت حضرت رضا بریلوی ماہ ربیع الاول شریف سے وارفتگی کے درجے میں محبت کرتے ہوئے اس ماہ مبارک کا غایت درجہ ادب واحترام اور تعظیم وحرمت بجالاتے تھے۔ اس ماہ کی آمد پر آپ مچل جاتے تھے اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کیف وسرور میں جھوم اٹھتے تھے۔ اس ماہ کا ہر دن آپ کے لئے عید کا دن تھا۔ ہر لمحہ آپ سرور وشادمانی محسوس کرتے تھے۔ روزانہ ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ محفل نعت کا انعقاد واہتمام اپنے دولت کدہ میں فرماتے۔ ماہ ربیع الاول شریف کی بہار کی آمد کی خوشی اور طرب میں آپ نے بطرز تشبیب ایک قصیدہ نظم فرمایا ہے۔ اس قصیدے کے چند اشعار پیش خدمت ہیں:-

✪ حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:-

(۱) اودی اودی بدلیاں گھرنے لگیں
ننھی ننھی بوندیاں برسا چلیں

(۲) جھومتی آئیں نسیمیں نرم نرم
پتلی پتلی ڈالیاں لچکا چلیں

(۳) دل کھلے کانوں میں رس پڑنے لگے
خوشنوا چڑیاں ترانے گا چلیں

(۴) تانوں کی بینوں میں پھر لہرا بجا
گیسوؤں کی ناگنیں لہرا چلیں

Marfat.com

(۵) پھر اٹھا پودوں کے جوبن میں ابھار
نھی نھی کونپلیں ہریا چلیں

(۶) پھول مہکے غنچے چٹکے گل کھلے
نو بہاریں جابجا اٹھلا چلیں

(۷) بجرے چھوٹے کشتیاں پڑنے لگیں
نہریں لہروں کے مزے دکھلا چلیں

ایک عاشق صادق کے عشق کے پاکیزہ تصورات کو داد و تحسین دیں کہ جو عاشق اپنے محبوب آقا صلی اللہ تعالیٰ علیٰ وسلم سے نسبت رکھنے والے مہینے کی محبت میں مذکورہ جذبات عشق و محبت کا حامل ہو، اس کے عشق رسول کے جذبات کا کیا عالم ہوگا۔ مذکورہ قصیدہ ''حدائق بخشش'' حصہ ۳، صفحہ ۵۰ پر درج ہے۔

Marfat.com

(۲۷) "قَصِیْدَہ مَرَصَّعَہ"

وہ قصیدہ جو مطلع یا حسن مطلع کے بعد کم از کم اٹھائیس اشعار پر اس طرح مشتمل ہو کہ ہر شعر کے پہلے مصرعہ کے آخر میں حروف تہجی کا بالترتیب ایک حرف آئے اور حرف "الف" سے بالترتیب شروع ہو کر حرف "ی" پر ختم ہو۔

[Rhyming long ode consisting of mininum 28 proses in which first hemistich of each prose ends in alphabetical order]

✪ حضرت رضا بریلوی کا قصیدہ مرصعہ ذیل میں ملاحظہ ہو:۔

شعر نمبر	پہلا مصرعہ	پہلے مصرعہ کے آخر آنے والا حرف	دوسرا مصرعہ
مطلع	کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود	---	طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود
حسن مطلع	شافع روز جزا تم پہ کروڑوں درود	---	دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود
" "	جان ودل اصفیا تم پہ کروڑوں درود	---	آب و گل انبیاء تم پر کروڑوں درود
۱	اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا	الف	جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
۲	ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب	ب	نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود
۳	تم سے جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات	ت	اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروڑوں درود
۴	تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث	ث	تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروڑوں درود
۵	وہ شب معراج راج وہ صف محشر کا تاج	ج	کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروڑوں درود
۶	جان و جہان مسیح، داد کہ دل ہے جریح	ح	نبضیں چھٹیں دم چلا تم پہ کروڑوں درود
۷	اُف وہ رہِ سنگلاخ آہ یہ پا شاخ شاخ	خ	اے مرے مشکل کشا تم پہ کروڑوں درود
۸	تم سے کھلا باب جود تم سے ہے سب کا وجود	د	تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروڑوں درود

Marfat.com

۹	خستہ ہوں اور تم معاذ بستہ ہوں اور تم ملاذ	ذ	آگے جو شہ کی رضا تم پہ کروڑوں درود
۱۰	گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو وغفور	ر	بخش دو جرم وخطا تم پہ کروڑوں درود
۱۱	بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز	ز	ایک تمہارے سوا تم پہ کروڑوں درود
۱۲	آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس	س	بس ہے یہی آسرا تم پہ کروڑوں درود
۱۳	طارم اعلی کا عرش جس کف پا کا ہے فرش	ش	آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود
۱۴	کہنے کو ہیں عام وخاص ایک تمہیں ہو خلاص	ص	بند سے کر دو رہا تم پہ کروڑوں درود
۱۵	تم ہو شفائے مرض خلق خدا خود غرض	ض	خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروڑوں درود
۱۶	آہ وہ راہ صراط بندوں کی کتنی بساط	ط	المدد اے رہنما تم پہ کروڑوں درود
۱۷	بے ادب وبد لحاظ کر نہ سکا کچھ حفاظ	ظ	عفو پہ بھولا رہا تم پہ کروڑوں درود
۱۸	لو تہہ دامن کہ شمع جھونکوں میں ہے روز جمع	ع	آندھیوں سے حشر اٹھا تم پہ کروڑوں درود
۱۹	سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ	غ	طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروڑوں درود
۲۰	گیسو وقد لام الف کردو بلا منصرف	ف	لا کے تہ تیغ لا تم پہ کروڑوں درود
۲۱	تم نے برنگ فلق جیب جہاں کر کے شق	ق	نور کا تڑکا کیا تم پہ کروڑوں درود
۲۲	نوبت در ہیں فلک خادم در ہیں ملک	ک	تم ہو جہاں بادشا تم پہ کروڑوں درود
۲۳	خلق تمہاری جمیل خلق تمہارا جلیل	ل	خلق تمہاری گدا تم پہ کروڑوں درود
۲۴	خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم	م	تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود
۲۵	برسے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن	ن	ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروڑوں درود
۲۶	اپنے خطاواروں کو اپنے ہی دامن میں لو	و	کون کرے یہ بھلا تم پہ کروڑوں درود
۲۷	کر کے تمہارے گناہ، مانگیں تمہاری پناہ	ہ	تم کہو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود
۲۸	کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے	ی	ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑوں درود

مندرجہ بالا کروڑوں درود والا حضرت رضا کا قصیدہ مرصعہ ملاحظہ فرما کر ناظرین یقیناً

Marfat.com

محظوظ ہوئے ہوں گے۔ اردو ادب میں کسی بھی شاعر نے ایسا قصیدہ بانداز غزل نہیں کہا۔ مذکورہ قصیدہ ہم نے اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے۔ یہ قصیدہ کل ۵۹/ اشعار پر مشتمل ہے۔ ہم نے صرف ۳۱/ اشعار اس طرح کے پیش کئے ہیں کہ ہر شعر کے مصرعہ اول میں حروف تہجی کا ایک حرف بالترتیب آتا ہے۔ اس طرح حرف ''الف'' سے شروع ہو کر حرف ''ی'' پر ختم ہوا ہے۔ قارئین کرام کو حیرت ہوگی کہ دنیائے اردو ادب کے ناموراور صف اول کے شعراء اس صنعت میں ایک ایک حرف کی مثال میں صرف ایک ایک شعر پر مشتمل قصیدہ مرتب کرنے سے عاجز اور قاصر رہے ہیں، لیکن حضرت رضا نے ایک حرف کی مثال میں کئی اشعار نظم فرمائے ہیں۔

اس قصیدہ میں ایک مطلع اور دو حسن مطلع ہیں۔ پھر حروف تہجی کو ہر شعر کے پہلے مصرعہ میں بالترتیب لایا گیا ہے لیکن حضرت رضا نے صرف ایک ایک شعر پر اکتفاء نہ کرتے ہوئے ایک سے زائد اشعار نظم فرمائے ہیں۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

- الف ــــــ کی مثال میں ــــ ۴ ــــ اشعار۔
- ب ــــــ کی مثال میں ــــ ۲ ــــ اشعار۔
- ت ــــــ کی مثال میں ــــ ۲ ــــ اشعار۔
- ث ــــــ کی مثال میں ــــ ۲ ــــ اشعار۔
- ج ــــــ کی مثال میں ــــ ۲ ــــ اشعار۔
- [illegible] ــــــ کی مثال میں ــــ ۵ ــــ اشعار۔
- [illegible] ــــــ کی مثال میں ــــ ۷ ــــ اشعار۔
- [illegible] ــــــ کی مثال میں ــــ ۶ ــــ اشعار۔
- [illegible] ــــــ کی مثال میں ــــ ۳ ــــ اشعار۔
- [illegible] ــــــ کی مثال میں ــــ ۲ ــــ اشعار۔
- [illegible] ــــــ کی مثال میں ــــ ۴ ــــ اشعار۔

Marfat.com

ہم نے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے مذکورہ حروف کے صرف ایک ایک شعر ہی پیش کئے ہیں۔ حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ قصیدہ صنعت مرصعہ کے قوانین اور ضوابط کو کامل طور پر نہیں بلکہ اکمل طور سے بھی زیادہ پورا کر رہا ہے۔ جہاں کم از کم ایک شعر کا ہونا لازمی ہے وہاں آپ نے چار، پانچ، چھ اور سات کی تعداد میں اشعار فرما کر ادب کی دنیا میں اپنا سکہ بٹھا دیا ہے۔ اس قصیدہ میں حضرت رضاؔ نے دیگر کئی صنعات بھی شامل فرمائی ہیں۔ مثلاً صنعت حسن تعلیل، صنعت استعارہ، صنعت تلمیح، صنعت تلمیع، صنعت اقتباس، صنعت تجنیس کامل، صنعت تجنیس ناقص، صنعت لف ونشر وغیرہ۔ ان تمام کی وضاحت کرنا یہاں ممکن نہیں۔ مختصر یہ کہ حضرت رضاؔ کا یہ نعتیہ قصیدہ لاجواب ہے، بے مثل ہے، بے مثال ہے، بے نظیر ہے۔ اس قصیدے پر ادب اور اہل ادب کو بھی ناز ہے۔ فن وادب کی بے شمار خوبیوں کے ساتھ ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع واعلیٰ کا جس والہانہ کیفیت سے بیان کیا گیا ہے، اس کی مثال شاید نہیں بلکہ یقیناً دیگر شعراء کے کلام میں ڈھونڈے نہ پائی جائے گی۔

(۲۸) "صَنعَتِ تَنسِیقُ الصِّفَاتْ"

کسی کا تذکرہ بہت ہی صفات کے ساتھ کرنا۔ پھر چاہے وہ تعریف میں ہو یا مذمت میں ہو۔

[Arranged praise]

اردو ادب کے شعراء نے عشق مجازی میں اپنی محبوبہ اور معشوقہ کے حسن و جمال، شباب ونکھار اور جوانی وبانکپن کی تعریف میں بہت گل کھلائے ہیں۔ مثلاً:-

✪ عرش ملسیانی کا شعر ہے :- بلا ہے، قہر ہے، آفت ہے، فتنہ ہے، قیامت کا
حسینوں کی جوانی کو جوانی کون کہتا ہے؟

Marfat.com

○ نوح ناروی کا شعر ہے:-

ادا آئی، جفا آئی، غرور آیا، حجاب آیا
ہزاروں آفتیں لے کر حسینوں کا شباب آیا

○ شکیل بدایونی کا شعر ہے:-

فصل گل، رنگ چمن، دور خزاں، حسن بہار
مختلف نام ہیں ساقی تیرے پیمانوں کے

○ مرزا غالب کا شعر ہے:-

حسن بے پروا خریدار متاع جلوہ ہے
آئنہ زانوے فکر اختراع جلوہ ہے

○ فانی بدایونی کا شعر ہے:-

جمال بے حجاب تھا کہ جلوہ تھا حجاب کا
کلیم برق طور تھی کہ تار تھا نقاب کا

○ جگر مراد آبادی کا شعر ہے:-

تجاہل، تغافل، تبسم، تکلم
یہاں تک تو پہونچے وہ مجبور ہوکر

○ جوش ملیح آبادی کا شعر ہے:-

وہ کلی چٹکی، وہ برسا رنگ، وہ پھوٹی کرن
ہنس کے وہ انگڑائی لی دریا نے بہنے کے لئے

○ اصغر گونڈوی کا شعر ہے:-

روز روشن یا شب مہتاب یا صبح چمن
ہم جہاں سے چاہتے، وہ روئے دنیا دیکھتے

Marfat.com

صنعتِ تنسیق الصفات کی مثال میں قارئین نے اردو ادب کے مشہور شعراء کے اشعار ملاحظہ فرمائے۔ اب حضرت رضا بریلوی کے چند اشعار پیش خدمت ہیں:-

✪ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:-

(۱) وہی نور حق، وہی ظل رب، ہے انہیں سے سب، ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ : ماں نہیں

اس شعر میں حضرت رضا نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کئی صفات کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً نور حق، ظل رب، انہیں سے سب، انہیں کا سب، آسمان ملک، زمین ملک، زمان ملک۔

(۲) تو ہے خورشید رسالت پیارے، چھپ گئے تیری ضیا میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے، تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

اس شعر میں خورشید رسالت، تیری ضیا، تاروں کا چھپنا، انبیاء کا نور لینا، ماہ پاروں کا تجھ سے نور لینا وغیرہ الفاظ کا استعمال کر کے شعر کو صنعت تنسیق الصفات سے مزین کیا گیا ہے۔

(۳) وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا
رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

اس شعر میں ✪ نامی (نام والا) ✪ نام خدا نام تیرا ✪ رؤف ✪ رحیم ✪ علیم اور علی کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

(۴) شافی و نافی ہو تم، کافی و وافی ہو تم
درد کو کر دو دوا، تم پہ کروڑوں درود

اس شعر میں حضرت رضا بریلوی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ● شافی یعنی شفا دینے والے ● نافی یعنی مرض اور بیماری کو روکنے والے ● کافی یعنی مکتفی

Marfat.com

● وانی یعنی مخلص ● درد کو دوا کرنا بطورِ صفتِ عالیہ کے بیان کیا ہے۔

(۵) اے مغیث، اے غوث، اے غَیث، اے غیاث نشأتین
اے غنی، اے مغنی، اے صاحب حیا امداد کن

اس شعر میں ● مغیث ● غوث ● غیث ● غیاث ● غنی ● مغنی ● صاحب حیا کا استعمال بطور صنعت اور مدح مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کیا گیا ہے۔

(۶) اصالت کل، امامت کل، سیادت کل، امارت کل
حکومت کل، ولایت کل، خدا کے یہاں تمہارے لئے

اس شعر میں ● اصالت کل یعنی کائنات کی اصلیت یعنی باعث تخلیق ● امامت کل ● سیادت کل ● امارت کل یعنی سرداری، دولت مندی ● حکومت کل اور ● ولایت کل کے اوصاف کا ایک نہایت ہی دل کش انداز میں استعمال کیا گیا ہے۔

(۷) تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین وفلک، سماک و سمک میں سکّہ نشاں تمہارے لئے

اس شعر میں حضرت رضاؔ بریلوی نے کمال وضاحت و بلاغت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ● چمک ● دمک ● جھلک ● مہک ● زمین وفلک ● سماک و سمک اور ● سکہ نشاں کے الفاظ نظم کئے ہیں۔

(۸) وہی جلوہ شہر بشہر ہے، وہی اصل عالم ودہر ہے
وہی بحر ہے، وہی لہر ہے، وہی پاٹ ہے، وہی دھار ہے

اس شعر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف عظیمہ کا بیان کرتے ہوئے حضرت رضاؔ نے جلوہ ● اصل عالم ● اصل دہر ● بحر، لہر ● پاٹ اور دھار کا استعمال

Marfat.com

فرمایا ہے۔

(۹) کل سے اعلیٰ، کل سے اولیٰ، کل کی جان
کل کے آقا، کل کے ہادی، کل کی شان

اس شعر میں یہ کمال ہے کہ شعر کے دونوں امصار کا ہر لفظ و جملہ بطور صفت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استعمال ہوا ہے۔ تنسیق الصفات میں ایسا بھرپور از صفت شعر دیگر شعرائے اردوادب کے کلام میں خوردبین سے دیکھنے پر بھی نہیں ملے گا۔ حضرت رضاؔ بریلوی کے اشعار میں پیش شدہ امثال صفت میں اور دیگر شعراء کے اشعار میں مذکور صفات میں زمین وآسمان کا فرق ہے بلکہ حضرت رضاؔ کے مذکورہ اشعار میں کچھ الفاظ ایسے ہیں کہ وہ الفاظ کسی شاعر کے پورے دیوان میں نہیں پائے جاتے۔ حضرت رضاؔ بریلوی اور دیگر شعراءاردوادب کے اشعار کے مابین قارئین تقابل وتوازن کریں گے، تو بلا شک وشبہ حضرت رضاؔ کے اشعار ستاروں کی انجمن میں آفتاب ومہتاب کی حیثیت سے حاوی اور مسلط محسوس ہوں گے۔

Marfat.com

(۲۹) "صَنعَتِ اِتّصَالِ تَربِیعِی"

ایسے چار مصرعوں کا مجموعہ کہ ہر مصرعہ کا آخری کلمہ اس کے بعد والے مصرعہ کا ابتدائی کلمہ ہو۔

[Continuity of last word of hemistich]

یہ ایک ایسی مشکل صنعت ہے کہ اچھے سے اچھے شعراء بھی اس میں طبع آزمائی کا تصور تک نہیں کرتے۔ اردو ادب کے تقریباً تمام شعراء کے دیوان اس صنعت سے خالی ہیں بلکہ فارسی زبان کے شعراء کے کلام میں بھی یہ صنعت بہت کم پائی جاتی ہے۔ لیکن حضرت رضا بریلوی پر ان کے کریم آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ فیض و کرم تھا کہ آپ نے مشکل سے مشکل صنعت میں بھی اپنی قادر الکلامی ثبت فرمادی ہے۔

✪ حضرت رضا بریلوی کا ایک بند پیش ہے:-

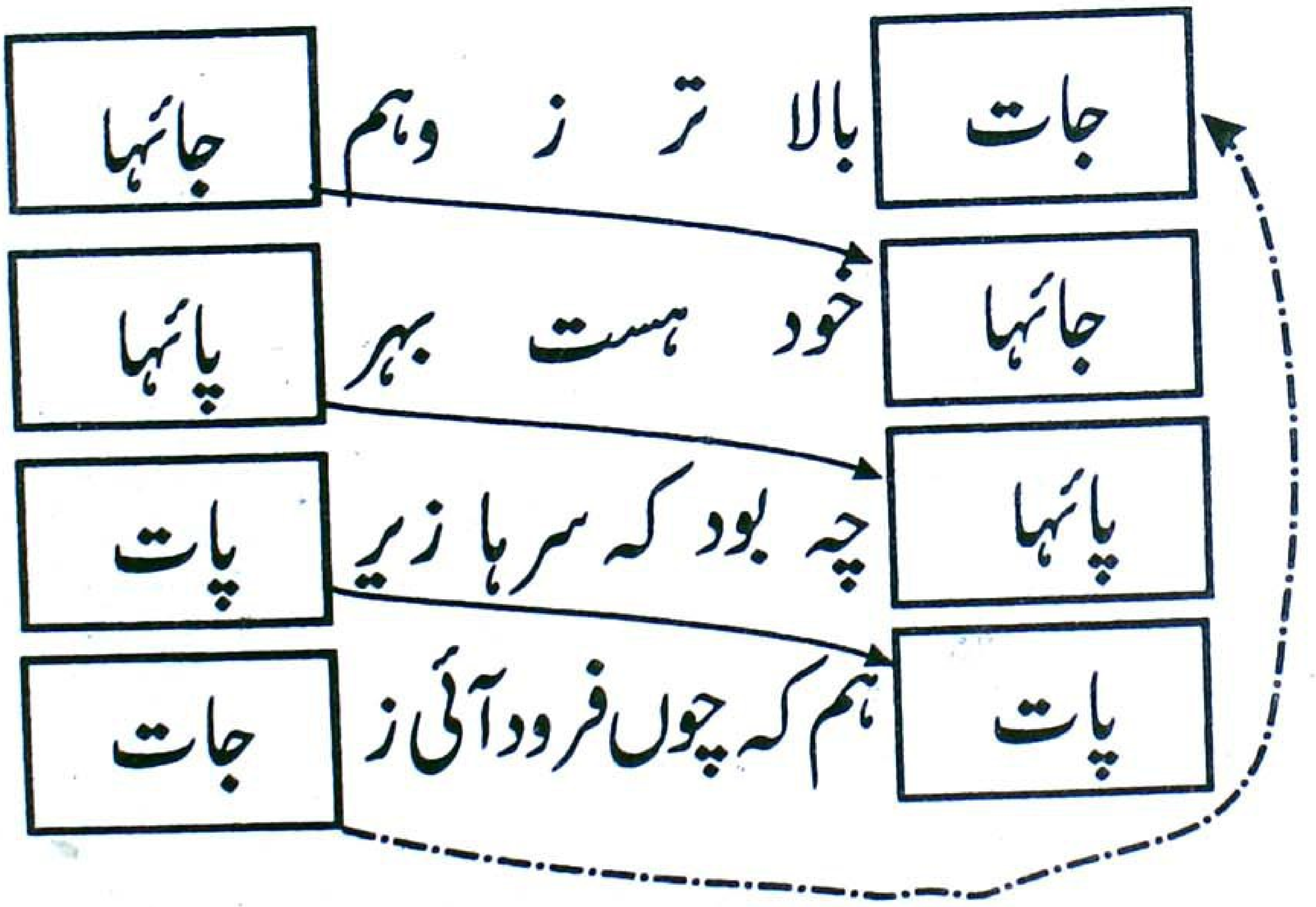

مذکورہ چار مصرعوں کو بغور ملاحظہ فرمائیں:-

Marfat.com

■ پہلا مصرعہ لفظ ''جائیہا'' پر ختم ہوتا ہے، اسی لفظ ''جائیہا'' سے دوسرا مصرعہ شروع ہوتا ہے۔

■ دوسرا مصرعہ لفظ ''پائیہا'' پر ختم ہوتا ہے، اسی لفظ ''پائیہا'' سے تیسرا مصرعہ شروع ہوتا ہے۔

■ تیسرا مصرعہ لفظ ''پات'' پر ختم ہوتا ہے، اسی لفظ ''پات'' سے چوتھا مصرعہ شروع ہوتا ہے۔

■ چوتھا مصرعہ لفظ ''جات'' پر ختم ہوتا ہے، اسی لفظ ''جات'' سے پہلا مصرعہ شروع ہوتا ہے۔

مذکورہ بند بزبان فارسی نظم فرمودہ ہے۔ جو ''حدائق بخشش'' ناشر:- رضا اکیڈمی، ممبئی، جلد دوم، صفحہ ۲۵ پر درج ہے۔

(۳۰) ''صَنعَتِ مَقلُوب مُستَوِی''

شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کہ اس لفظ کو الٹا کر کے پڑھا جائے، تو بھی وہ سیدھی طرح رہتا ہے۔ یعنی سیدھا اور الٹا یکساں پڑھا جائے۔ مثلاً شاباش۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۷۵)

[Inverted words in ode]

✪ **مرزا غالب کا شعر ہے:-**

پیدا ہوئی ہے کہتے ہیں ہر درد کی دوا
یوں ہو تو چارۂ غمِ الفت ہی کیوں نہ ہو

اس شعر میں لفظ ''درد'' کو الٹا کر پڑھیں گے، تو بھی وہ لفظ ''درد'' ہی پڑھا جائیگا۔

✪ **فانی بدایونی کا شعر ہے:-**

عشق نے دل میں جگہ کی تو قضا بھی آئی
درد دنیا میں جب آیا تو دوا بھی آئی

اس شعر میں لفظ ''درد'' کا استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کو الٹا یا سیدھا جس طرح بھی پڑھیں گے، یکساں ہے۔

✪ **شکیل بدایونی کا شعر ہے:-**

احساس کی شمعیں جلتی تھیں جب ناز و ادا کی محفل میں
رکھا تھا قدم مدہوشی نے جب ہوش وخرد کی منزل میں

اس شعر میں جو لفظ ''ادا'' ہے، وہ سیدھا یا الٹا کسی طرح سے پڑھا جائیگا ''ادا'' ہی

Marfat.com

پڑھا جائیگا۔

✪ اصغر گونڈوی کا شعر ہے:۔

رہی نہ وصل کی لذّت نہ ہجر کی کلفت
دوائے درد نہ اب درد بے دوا باقی

اس شعر میں جو لفظ ''درد'' ہے، وہ سیدھا یا الٹا دونوں طریقوں سے یکساں پڑھا جائے گا۔

✪ جگر مراد آبادی کا شعر ہے:۔

زخم کو مرہم دل، درد کو درماں سمجھا
چارہ گر خوب علاج غم پنہاں سمجھا

اس شعر میں مستعمل لفظ ''درد'' کو صنعت مقلوب مستوی کے تحت شمار کیا جائیگا۔

✪ غلام ربانی تاباں کا شعر ہے:۔

رنج شکست بھی ہے، غرورِ شکست بھی ہے
اس زندگی کو درد کہوں یا اثر کہوں

اس شعر میں الٹا اور سیدھا دونوں طرف سے یکساں پڑھے جانے والے لفظ ''درد'' کا استعمال کیا گیا ہے۔ صنعت مقلوب مستوی میں اکثر شعراء کے کلام میں زیادہ تر لفظ ''درد'' کا استعمال ہوا ہے۔ اس صنعت کے الفاظ اردو لغت میں بھی بہت محدود تعداد میں ہیں لہٰذا الفاظ کی جدّت کا حسن اس صنعت میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ لیکن حضرت رضاؔ کے نعتیہ کلام میں نئے نئے الفاظ کے ساتھ کافی تعداد میں اشعار پائے جاتے ہیں۔ چند اشعا قارئینِ کرام کی ضیافتِ طبع کے لئے ذیل میں پیشِ خدمت ہیں۔

✪ حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔

(۱) دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزدِ رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

اس شعر میں لفظ ''دُزد'' کا استعمال کیا گیا ہے۔ یہ لفظ سیدھا یا الٹا یکساں ہی پڑھا جائیگا۔ لفظ ''دزد'' کے لغوی معنی چوری کرنے والا ہے (فیروز اللغات، ص ۶۲۵) اس شعر میں دُزد سے مُراد شیطان ہے۔

(۲) اب تو ہے گریۂ خوں گوہر دامانِ عرب

Marfat.com

جس میں دو لعل تھے، زہرا کے وہ تھی کانِ عرب

اس شعر میں جو لفظ ''لعل'' ہے، وہ سیدھا اور اُلٹا دونوں طریقوں سے یکساں پڑھا جائے گا۔

(۳) زبانِ خار کس کس درد سے اُن کو سناتی ہے
تڑپنا دَشتِ طیبہ میں جگر اُفگار فُرقت کا

اس شعر میں لفظ ''درد'' ہے۔ وہ سیدھا یا اُلٹا جس طرح بھی پڑھو ''درد'' ہی پڑھا جائے گا۔

(۴) دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلّہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

اس شعر میں مستعمل لفظ ''اُڑا'' کو صنعت مقلوب مستوی کے تحت شمار کیا جائے گا۔

(۵) ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر، جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پُر ارماں پھر کر اُن کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

اس شعر کی ابتداء میں جو لفظ ''ٹوٹ'' ہے، وہ سیدھا اور اُلٹا دونوں طریقوں میں یکساں پڑھا جائے گا۔

(۶) دید گُل اور بھی کرتی ہے قیامت دل پر
ہمصفیرو ہمیں پھر سوئے قفس جانے دو

اس شعر کی ابتداء میں جو لفظ ''دید'' ہے، وہ سیدھا اور اُلٹا دونوں طرح پڑھنے میں یکساں ہے۔

(۷) حاکم حکیم داد و دوا دیں، یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

اس شعر میں لفظ ''داد'' سیدھا اور اُلٹا یکساں پڑھا جائے گا۔

(۸) بابِ عطا تو یہ ہے جو بہکا اِدھر اُدھر
کیسی خرابی اِس نگھرے در بدر کی ہے

Marfat.com

اس شعر میں لفظ "باب" ہے، وہ سیدھا اور اُلٹا دونوں طریقوں میں یکساں پڑھا جائے گا۔

حضرت رضا بریلوی کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" میں صنعتِ مقلوب مستوی کے اشعار کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ یہاں صرف آٹھ اشعار بطور نمونہ پیش کئے گئے۔ ان تمام اشعار میں صنعت مقلوب مستوی کے تحت ● دُزد ● لعل ● درد ● اُڑا ● ٹوٹ ● دید ● داد اور ● باب کا استعمال فرمایا گیا ہے۔ یعنی جدّتِ الفاظ کے میدان میں جولانی کرتے ہوئے دنیائے اردو ادب کے شہسوار کی حیثیت سے حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نظر آتے ہیں۔ الفاظ کی جدّت کے ساتھ ساتھ شعر کی روانی، مضمون کی عمدگی، اور عشق کا سوز و گداز اشعار کے محاسن میں مزید اضافہ کر رہے ہیں۔ حضرت رضا کا کلام دنیائے اردو ادب کے شعراء کو ایک نئی راہ دکھا رہا ہے۔ بلکہ دعویٰ اور دلیل کے شواہد سے ثابت کر رہا ہے کہ شعر و ادب کے حُسن اور رنگینی کے لئے عشقِ مجازی کے بجائے عشقِ حقیقی میں نظم کیئے گئے اشعار میں زیادہ رنگت اور نِکھار لایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے لازمی ہے کہ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صداقت اور خُلوص پر مبنی ہو۔

(۳۱) "صَنعَتِ مَقلُوب کُل"

شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کہ اس کو بالترتیب اُلٹا دیں تو بامعنی لفظ بن جائے۔ مثلاً مان کو الٹا دیا تو "نام" بنا۔ اناج کو الٹایا تو "جانا" بنا۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۷۵)۔

✪ غلام ربانی تاباں کا شعر ہے:-

یہ اتفاق زمانہ ہے، اس کا رونا کیا
ملا ملا کوئی دل کا مزاج داں نہ ملا

اس شعر میں جو لفظ "ملا" ہے، اس کو الٹا دینے سے لفظ "الم" یعنی رنج، غم، بنتا ہے۔

✪ جگر مرادآبادی کا شعر ہے:-

ساقی ہے، شراب ہے، سَبُو ہے
اوّل وہ بڑھے جو با وضو ہے

Marfat.com

اس شعر میں جو لفظ ''شراب'' ہے، اس کو اُلٹا دینے سے لفظ ''بارش'' بنتا ہے۔

○ شکیل بدایونی کا شعر ہے:- غمِ عاشقی سے کہہ دو رہِ عام تک نہ پہنچے
مجھے خوف ہے یہ تہمت مرے نام تک نہ پہنچے

اس شعر میں جو لفظ ''نام'' ہے، اس کو الٹا دینے سے لفظ ''مان'' (عزت) بنتا ہے۔

○ فانی بدایونی کا شعر ہے:- کچھ نظر کہہ گئی، زبان نہ کھلی
بات اُن سے ہوئی مگر نہ ہوئی

اس شعر میں جو لفظ ''بات'' ہے، اس کو اُلٹا دینے سے لفظ ''تاب'' (چمک) بنتا ہے۔

○ مرزا غالب کا شعر ہے:- چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن
ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے

اس شعر میں جو لفظ ''جیب'' ہے، اس کو اُلٹا دینے سے لفظ ''بیج'' (اصل، نطفہ) بنتا ہے۔

○ اصغر گونڈوی کا شعر ہے:- توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں میں نے
اُس نے اب تک نہ دکھایا رُخِ زیبا مجھ کو

اس شعر میں جو لفظ ''رخ'' ہے، اس کو اُلٹا دینے سے لفظ ''خر'' (گدھا) بنتا ہے۔

○ جوش ملیح آبادی کا شعر ہے:- کھلونا تو نہایت شوخ و رنگیں ہے تمدّن کا
مُعَرّف میں بھی ہوں لیکن کھلونا پھر کھلونا ہے

اس شعر میں جو لفظ ''شوخ'' (شریر) ہے، اس کو اُلٹا دینے سے لفظ ''خوش'' بنتا ہے۔

○ جاں نثار اختر کا شعر ہے:- روش روش پہ جو کانٹے مہک اٹھے بھی تو کیا
چمن سے دور گلابوں کا قافلہ تو رہا

اس شعر میں لفظ ''روش'' (باغ کی پٹڑی) کو اُلٹا دینے سے لفظ ''شور'' (دھوم) بنتا ہے۔

○ فیض احمد فیض کا شعر ہے:- سب قتل ہو کے تیرے مقابل سے آئے ہیں
ہم لوگ سرخ رو ہیں کہ منزل سے آئے ہیں

Marfat.com

اس شعر میں جو لفظ ''لوگ'' ہے، اس کو اُلٹا دینے سے لفظ ''گول'' (دائرہ) بنتا ہے۔

صنعتِ مقلوبِ کل میں ہم نے اردو ادب کے شہرۂ آفاق شعراء کے چند اشعار مثال میں پیش کئے ہیں۔ ناظرین کرام معائنہ سے محظوظ ہوئے ہوں گے۔ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام سے اس صنعت کے اشعار اتنی کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ جن کو شمار کرنا بہت ہی مشکل مرحلہ ہے اور بطورِ مثال ان تمام اشعار کو یہاں پیش کرنا امر محال ہے۔ لہٰذا ہم چند اشعار پر اکتفا کرتے ہیں۔ ذیل میں چند اشعار پیشِ خدمت ہیں:-

✪ **حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:-**

(۱) فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

اس شعر میں لفظ ● ''فرش'' کو الٹا دینے سے لفظ ''شرف'' (بزرگی) بنتا ہے ● ''کیا'' کو الٹا دینے سے ''ایک'' بنتا ہے۔ ● ''عرش'' کو الٹا دینے سے لفظ ''شرع'' (مذہب) بنتا ہے۔

(۲) نہ روحِ امیں، نہ عرش بریں، نہ لوحِ مبیں، کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں، جو رمزیں کھلیں، ازل کی نہاں تمہارے لئے

اس شعر میں لفظ ● ''روح'' کو الٹا دینے سے لفظ ''حور'' بنتا ہے۔ ● ''امین'' کو الٹا دینے سے لفظ ''نیما'' (آدھا) بنتا ہے۔ ● ''عرش'' کو الٹا دینے سے لفظ ''شرع'' بنتا ہے۔ ● ''لوح'' کو الٹا دینے سے لفظ ''حول'' (ارد-گرد) بنتا ہے۔

(۳) نزع میں، گور میں، میزاں پہ، سرِ پل پہ کہیں
نہ چھٹے ہاتھ سے دامان معلیٰ تیرا

اس شعر میں لفظ ● ''گور'' کو الٹا دینے سے لفظ ''روگ'' (بیماری) بنتا ہے ● ''مین'' کو اُلٹا دینے سے لفظ ''نیم'' (آدھا) بنتا ہے۔ ● ''سر'' کو الٹا دینے سے لفظ ''رس'' (عرق) بنتا ہے اور ● ''پل'' کو لٹا دینے سے لفظ ''لپ'' (مٹھی) بنتا ہے۔

Marfat.com

(۴) ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

اس شعر میں لفظ ● ''کلام'' کو الٹا دینے سے لفظ ''مالک'' بنتا ہے۔ ● لفظ ''مین'' کو الٹا دینے سے لفظ ''نیم'' (نصف) بنتا ہے۔ ● لفظ ''کی'' کو الٹا دینے سے لفظ ''یک'' (ایک) بنتا ہے۔ ● لفظ ''تار'' (اندھیری) کو اُلٹا دینے سے لفظ ''رات'' بنتا ہے ● لفظ ''راز'' کو الٹا دینے سے لفظ ''زار'' (نالہ وفریاد) بنتا ہے۔

(۵) عارضِ شمس وقمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوش تر ایڑیاں

اس شعر میں ● لفظ ''انور'' کو اُلٹا دینے سے لفظ ''رونا'' (نوحہ) بنتا ہے۔ ● لفظ ''عرش'' کو الٹا دینے سے لفظ ''شرع'' (شریعت) بنتا ہے۔ ● لفظ ''کی'' کو الٹا دینے سے لفظ ''یک'' بنتا ہے۔ ● لفظ ''خوش'' کو الٹا دینے سے لفظ ''شوخ'' (شریر) بنتا ہے۔ ● لفظ ''تر'' کو الٹا دینے سے لفظ ''رُت'' (موسم) بنتا ہے۔

حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں صنعت مقلوب کل کے بہت سارے اشعار پائے جاتے ہیں۔ یہاں صرف پانچ اشعار قارئین کرام کی خاطر داری کے لئے پیش کئے ہیں۔ حضرت رضا اور دیگر شعراء اردو ادب کے اشعار کا تقابلی جائزہ لینے سے ایک بات یہ سامنے آئے گی کہ حضرت رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ایک شعر میں اس صنعت کے کئی کئی الفاظ پائے جاتے ہیں۔ دیگر شعراء کے کلام میں یہ خوبی نہیں۔ اس صنعت میں بھی حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ دیگر شعراء پر فوقیت وسبقت لے گئے ہیں۔

Marfat.com

(۳۲) "صنعتِ حُسنِ طلب"

لطیف اشارہ کر کے کوئی چیز مانگنا۔ مانگنے کا اچھا طریقہ (فیروز اللغات، ص ۵۶۹) یعنی دل پسند طریقے سے کسی چیز کو کسی سے طلب کرنا۔

[Nice way of asking]

ہر مانگنے والا اپنے مطلوب سے اچھے طریقے سے مانگنے کی کوشش کرتا ہے۔ اچھے طریقے سے مانگنے کا صرف یہی مقصود ہوتا ہے کہ اس کی التجا شرفِ قبولیت سے نوازی جائے اور اس کا مدعا حاصل ہو۔ سب مانگنے والوں نے کسی نہ کسی سے، کسی نہ کسی طریقے سے، بہت کچھ مانگا ہے۔ کسی نے خدائے تعالیٰ سے اور خدا کے محبوب سے مانگا ہے۔ تو کسی دل پھینک عاشق نے اپنے معشوق سے مانگا ہے۔ اور ہر مانگنے والے نے یہی کوشش کی ہے کہ اس کے مانگنے کا طریقہ اور انداز دلنشین ہو۔ اردو ادب کے صفِ اوّل کے کچھ شعراء کے چند اشعار پیش ہیں:-

✪ شکیل بدایونی کا شعر ہے:-

گِن تو لیتے ہیں انگلیوں پہ گناہ
رحمتوں کا حساب کون کرے

اس شعر میں شاعر نے خدائے تعالیٰ کی بیشمار رحمتوں کو سراہتے ہوئے گناہوں کی مغفرت طلب کی ہے۔

✪ فانی بدایونی کا شعر ہے:-

تیری قدرت کا نظارہ ہے، مرا عجز گناہ
تیری رحمت کا اشارہ ہے، ندامت میری

اس شعر میں شاعر نے اپنے عجز گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے ندامت سے خدا کی رحمت کی اُمید کا اظہار کیا ہے۔

✪ مرزا غالبؔ کا شعر ہے:-

آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد
مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا نہ مانگ

Marfat.com

اس شعر میں شاعر نے حسابِ گناہ سے معافی عطا کرنے کی بارگاہِ الٰہی میں استدعا کی ہے۔

✪ **جگر مراد آبادی کا شعر ہے:-**

شرمِ گنہ سے بڑھ کر ہے عفوِ گنہ کی شرم
یا رب! کہاں میں جاؤں یہ نشتر لئے ہوئے

اس شعر میں شاعر نے ارتکابِ گناہ کی شرم اور گناہوں کے بدلے عفو کی عنایت سے نادم ہونا جتایا ہے۔

مذکورہ اشعار میں خالقِ کائنات، رب العالمین کی جناب میں حُسنِ طلب کا اظہار کیا گیا ہے۔ اب چند اشعار معشوقہ اور محبوبہ کے ساتھ حُسنِ طلب کے پیش ہیں:-

✪ **جوش ملیح آبادی کا شعر ہے:-**

تجھ کو اپنے لبِ گلرنگ کی خوشبو کی قسم
شامِ ہجراں کی ہواؤں کو معطر کر دے

اس شعر میں شاعر نے ہجر کی شام کو خوشبودار بنانے کے لئے محبوبہ کے پھول جیسی رنگت والے ہونٹوں کی قسم اپنی محبوبہ کو دی ہے اور اپنی طلب کو ایک حسین انداز میں بیان کیا ہے۔

✪ **اصغر گونڈوی کا شعر ہے:-**

تبسم کی ادا سے زندگی بیدار ہو جائے
نظر سے چھیڑ دے، رگ رگ مری ہشیار ہو جائے

اس شعر میں شاعر نے حسین طریقے سے اپنے محبوب سے مسکرانے کی اور نگاہِ التفات کی گذارش کی ہے۔

✪ **فیض احمد فیض کا شعر ہے:-**

بے دم ہوئے بیمار دوا کیوں نہیں دیتے
تم اچھے مسیحا ہو شفا کیوں نہیں دیتے

اس شعر میں شاعر نے اپنے محبوب کو مسیحا کے لقب سے نوازتے ہوئے مرض کی دوا اور شفا طلب کی ہے۔

Marfat.com

صنعتِ حسنِ طلب میں حضرت رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار بہت ہی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ آپ نے بارگاہِ خدائے تعالیٰ اور بارگاہِ محبوب خدا میں جس انداز سے حسن طلب کا اظہار فرمایا ہے، اس کی نظیر نہیں ملتی۔ پہلے چند اشعار حضرت رضاؔ کے بارگاہ خداوندی میں حسن طلب کے پیش ہیں:-

✪ حضرت رضا بریلوی بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں:-

(۱) نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا ÷ غفران میں کچھ خرچ نہ ہوگا تیرا
جس سے تجھے نقصان نہیں کر دے معاف ÷ جس میں تیرا کچھ خرچ نہیں دے مولیٰ

راقم الحروف سے ایک کالج کے پروفیسر صاحب نے ایک مرتبہ شکیلؔ بدایونی کا وہ شعر ''گن تو لیتے ہیں انگلیوں پہ گناہ ÷ رحمتوں کا حساب کون کرے'' سنایا اور کہا کہ شکیلؔ صاحب کا طرز بیان اچھوتا اور بے مثل ہے۔ اس سے بہترین شعر میں نے نہیں پایا۔ ان پروفیسر صاحب کو راقم الحروف نے حضرت رضاؔ بریلوی کی مذکورہ رباعی سنائی، تو وہ تڑپ اٹھے اور ایک کیف و سرور اُن پہ طاری ہوگیا اور انہوں نے اعتراف کیا کہ حسنِ طلب میں حضرت رضاؔ کے مقابلے میں شکیلؔ صاحب کی حیثیت مقتدی کی ہے۔ حضرت رضاؔ بلا شک وشبہ مقتدا نظر آتے ہیں۔

(۲) کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضاؔ بھی کوئی حساب میں ہے

ایک صاحب اہل ادب سے تھے۔ وہ ہمیشہ مرزا غالبؔ کا شعر'' آتا ہے داغ حسرت دل کا شمار یاد ÷ مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا نہ مانگ'' گنگنایا کرتے تھے اور اس شعر کی غایت درجہ تعریف کیا کرتے تھے۔ انہوں نے غالبؔ کے اس شعر کو اپنا وظیفہ بنا رکھا تھا۔ راقم الحروف نے غالبؔ صاحب کے اس شعر کے مقابلے میں حضرت رضاؔ بریلوی کا مذکورہ شعر سنایا، تو وہ عش عش پکار اٹھے اور ایک وجدانی کیفیت میں مستغرق ہوگئے۔ حضرت رضاؔ

Marfat.com

کے اور مرزا غالبؔ کے شعر کے الفاظ پر چند لمحات غور وفکر کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ خدائے تعالیٰ سے گناہوں کا حساب نہ لینے کی التجا کرنے میں حضرت رضاؔ کا انداز بیان غالبؔ صاحب کے انداز سے اعلیٰ معیار کا، مؤدبانہ، عاجزانہ اور مہذبانہ ہے۔ اس کے بعد سے انہوں نے حضرت رضاؔ کے مذکورہ شعر کو اپنا وظیفہ بنالیا۔

(۳) اپنی ستاری کا یا رب واسطہ
ہوں نہ رسوا برسرِ دربار ہم

اللہ تبارک وتعالیٰ کا صفاتی نام "ستّار" ہے۔ جس کے معنی ہیں چھپانے والا اور ڈھانپنے والا۔ (فیروز اللغات، ص ۷۷۸)۔ حضرت رضاؔ نے قیامت کے دن رسوائی سے بچنے اور عیب پوشی کے کرم سے بہرہ مند ہونے کے لئے خدائے تعالیٰ کو اس کی شان ستاری کا واسطہ دیا ہے۔ گویا کہ موصوف کو صفت سے متصف کیا ہے۔ ایک اچھوتے انداز میں بارگاہ خداوندی میں التجا کی گئی ہے۔

(۴) تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف وعطا، ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا، تجھے اپنے ہی عزّ وعلا کی قسم

عشقِ مجازی میں اصغرؔ گونڈوی کا اپنے شعر میں اپنی محبوبہ کو اس کے لب گل رنگ کی قسم دے کر یہ کہنا کہ "تجھے اپنے لب گل رنگ کی خوشبو کی قسم" اور اس قسم کے ذریعہ شام ہجراں کی ہواؤں کو خوشبودار کرنے کی گذارش کرنا محض شاعرانہ تخیل ہے۔ لیکن حضرت رضاؔ کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقدس جلوہ دیکھنے کی استدعاء کرتے ہوئے رب تبارک وتعالیٰ سے "تجھے اپنے ہی عزّ وعلا کی قسم" عرض کرنا جذبۂ عشقِ صادق کی صداقت کی عکاسی کرتا ہے۔

(۵) ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو

Marfat.com

میدانِ محشر کی دھوپ سے بچنے کے لئے اللہ کے پیارے کے پیارے گیسو کا سایۂ کرم حاصل ہونے کی یہ دعا حسنِ طلب کی صنعت میں اپنی مثال آپ ہے۔

(۶) ہم ہیں اُن کے وہ ہیں تیرے، تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تری سمت اور وسیلہ کیا ہے

کتنا دلکش اندازِ بیان ہے۔ کتنے حسین طریقے سے اپنی طلب کا بارگاہِ خداوندی میں اظہار کیا گیا ہے اور نسبت کا کیسا بہترین تعلق عرض کیا گیا ہے۔ ہم حضور اقدس کے غلام ہونے کے ناطے حضور کے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کے ناطے اللہ کے، لہٰذا اس نسبت سے ہم بھی اللہ کے ہوئے اور اللہ کے ہونے کے لئے اس سے بڑھ کر کونسا وسیلہ ہے؟

یہاں تک بارگاہِ الٰہی میں حُسنِ طلب کے حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار ناظرین کی خدمت میں پیش کیئے گئے۔ اب چند اشعار بارگاہِ رسالت میں حُسنِ طلب کے حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ دیوان سے پیش خدمت ہیں:-

(۷) سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں
آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں

کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت رضا عرض کرتے ہیں کہ حضور! ہمارے طور طریقے اور ہمارے کردار کو نہ دیکھیں بلکہ آپ اپنی شانِ کریمی سے اپنے کرم کو دیکھتے ہوئے ہم کمینوں پر کرم فرمائیں۔

(۸) ہے یہ اُمید رضا کو تری رحمت سے شہا
نہ ہو زندانیٔ دوزخ ترا بندہ ہو کر

یارسول اللہ! میں آپ کا غلام ہوں اور آپ کا غلام ہونے کے ناطے مجھے دوزخ کی قید نہ ہوگی، یہی امید مجھ کو آپ کی رحمت سے ہے۔

Marfat.com

(۹) میرے عیسیٰ ترے صدقے جاؤں
طور بے طور ہیں بیماروں کے

اس شعر میں حضرت رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''میرے عیسیٰ'' کے محبت آمیز لقب سے پکارتے ہوئے بے طور بیمار پر کرم نوازی فرمانے کی حسن طلب کے تحت التجا کرتے ہیں۔

(۱۰) مجرم بلائے آئے ہیں جَـــــآءُوكَ ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

اپنا سوال شرف قبولیت سے نوازا جائے اور رد نہ ہو، اس طلب میں حضرت رضاؔ قرآن مجید کی آیت "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ" کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ ہم فرمان الٰہی کے تحت آپ کے دربار میں مجرمانہ حیثیت سے حاضر ہوئے ہیں۔ ہم آپ کے حضور بُلائے گئے ہیں اور کوئی بھی کرم نواز آقا اپنے در پر کسی کو بُلا کر پھر اُس کا سوال رد نہیں کرتا۔ لہٰذا یا رسول اللہ آپ اپنی شانِ کریمی سے ہمارا سوال پورا فرمائیں۔ اب چند اشعار رواں رواں پیش خدمت ہیں:-

(۱۱) یا نبی جس کی اماں چاہے رضاؔئے خستہ
تیرے دامن کے سوا اور ہے دامن کس کا

(۱۲) کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

(۱۳) دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں

(۱۴) تیرے صدقے مجھے اِک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

Marfat.com

(۱۵) ہاتھ اُٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

(۱۶) مانگیں گے، مانگے جائیں گے، منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ ''لا'' ہے، نہ حاجت اگر کی ہے

(۱۷) بد ہیں تو آپ کے ہیں، بھلے ہیں تو آپ کے
ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے، رُخ کدھر کریں

(۱۸) خلق کے حاکم ہو تم، رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا، تم پہ کروڑوں درود

(۱۹) منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

(۲۰) نبی رحمت، شفیع اُمت، رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی اُن خلعتوں سے حصّہ، جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

صنعت حسن طلب میں حضرت رضا نے وہ حُسن پیدا کیا ہے کہ جس کی وجہ سے فن وادب کا حُسن بھی دو چند ہوگیا ہے۔ بطور مثال چند اشعار ہم نے پیش کئے ہیں۔ اہلِ ذوق حضرات ''حدائق بخشش'' کی طرف رجوع فرمائیں تا کہ مزید اشعار سے لُطف اندوز ہوں۔

Marfat.com

(۳۳) صنعتِ ترجیعِ بند

شاعر کا چند ایسے بند نظم کرنا جو بحر میں موافق اور قافیہ میں مختلف ہوں اور وہ بند اس طرح نظم کرنا کہ ایک ہی بیت ہر بند کے آخر میں متواتر آئے اور ہر بند کے آخری شعر کے مضمون سے موافقت کرے۔ (فیروز اللغات، ص ۳۵۵)۔

صنعت ترجیع بند کی مثال میں اردو ادب کے صفِ اوّل کے شعراء کی تخلیق پیش کرنے کی غرض سے ہم نے کئی شعراء کے دیوان کی اوراق گردانی کی۔ لیکن معدودے چند کے علاوہ اکثر و بیشتر کے کلام اس صنعت سے محروم ہیں۔ قارئین کرام کو حیرت ہوگی کہ اردو ادب کے شہرۂ آفاق شعراء میں جن کا شمار ہوتا ہے وہ ● مرزا غالب ● فانی بدایونی ● جگر مراد آبادی ● فیض احمد فیض ● اصغر گونڈوی وغیرہ کے دیوان صنعت ترجیع بند سے تشنہ ہیں۔ اور جن کے دیوان میں راقم الحروف نے ترجیع بند کو پایا اس میں بھی کلام ہے یعنی کہ وہ صنعت ترجیع بند کے شرائط پر مکمل نہیں۔

✪ **شکیل بدایونی کے دیوان میں ترجیع بند کی مثال:-**

(۱) چراغِ بزمِ تمنا بجھا نہیں سکتا ÷ میں بھول کر یہ قیامت اُٹھا نہیں سکتا
نشاطِ راحتِ ہستی مٹا نہیں سکتا ÷ تمام عُمر میں تجھ کو بھلا نہیں سکتا
تیرا خیال مرے دل سے جا نہیں سکتا

(۲) یہی تو باعثِ ضبطِ فغاں ہے میرے لئے ÷ یہی تو حاصلِ عمرِ رواں ہے میرے لئے
یہی تو زندگی جاوداں ہے میرے لئے ÷ یہی تو دولت کون و مکاں ہے میرے لئے
تیرا خیال مرے دل سے جا نہیں سکتا

شکیل بدایونی کی یہ تخلیق سات بند پر مشتمل ہے اور ہر بند کے بعد ''تیرا خیال مرے دل سے جا نہیں سکتا'' یہ ایک مصرعہ بار بار آتا ہے۔ حالانکہ صنعت ترجیع بند میں ہر بند کے

Marfat.com

بعد ایک مصرعہ نہیں بلکہ ایک بیت آنا چاہئے اور بیت = ایک وزن کے دو مصرعے = شعر (فیروز اللغات، ص ۲۵۲)۔ مذکورہ نظم میں ہر بند کے بعد دو مصرعے آنے ضروری تھے لیکن صرف ایک مصرعہ ہی آیا ہے۔ اسی طرح شکیل بدایونی صاحب کی دوسری نظم جو ''کلیات شکیل'' میں ص ۱۳۰ پر ''بے خودی'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں ہر بند کے بعد ''مجھے کسی کا ڈر نہیں میں اپنی دُھن میں مَست ہوں'' والا صرف ایک مصرعہ آتا ہے۔ شکیل بدایونی کے دیوان میں صرف یہی دو نظمیں صنعت ترجیع بند کی پائی جاتی ہیں لیکن دونوں کا حال یہ ہے کہ ہر بند کے بعد بجائے دو مصرعوں کے صرف ایک مصرعہ آتا ہے۔ دراصل یہ نظم مخمس ہے۔

✪ جوش ملیح آبادی کے دیوان میں ترجیع بند کی مثال:۔

(۱) کیا جوانی ہے فضا میں، مرحبا صد مرحبا ÷ چل رہی ہے روح کو چھوتی ہوئی ٹھنڈی ہوا
آرہی ہے دور سے کافر پپیہے کی صدا ÷ حُسن اٹھا ہے خاک سے انگڑائیاں لیتا ہوا
جھوم کر برسی ہے کیا برسات کی پہلی گھٹا

(۲) آروزمیں ہے تلاطم، جوش ارمانوں میں ہے ÷ حسرتوں میں ولولے ہیں، تازگی جانوں میں ہے
نوجوانی کا تبسم سرد میدانوں میں ہے ÷ روشنی ہے دشت میں، خوشبو بیابانوں میں ہے
جھوم کر برسی ہے کیا برسات کی پہلی گھٹا

گیارہ ۱۱ بند پر مشتمل یہ نظم ''شعلہ اور شبنم'' (دیوانِ جوش ملیح آبادی، ص ۱۱۵۰) پر درج ہے۔ اس نظم میں ہر بند کے بعد ایک شعر (بیت یعنی دو مصرعوں) کے بجائے صرف ایک مصرعہ آتا ہے۔ جوش ملیح آبادی کے مذکورہ دیوان کے ص ۲۶، ص ۴۹ اور ص ۸۲ پر بھی ترجیع بند کی صنعت میں ایک ایک نظم پائی جاتی ہے لیکن ان تینوں میں بھی ہر بند کے بعد صرف ایک مصرعہ ہی ہے۔

✪ حضرت رضا بریلوی کے کلام میں ترجیع بند کی مثال:۔

(۱) یہ وہ درگہ ہے کہ جُرم آئے تو غفراں ہو جائے ÷ اِتقا شوقِ شفاعت میں گنہ یاں ہو جائے
نار بھی آئے تو نور چمنستاں ہو جائے ÷ غازۂ روئے سحر شامِ غریباں ہو جائے

Marfat.com

بے ادب پا منہ ایں جا کہ عجب درگاہ ست
سجدہ گاہ ملک وروضۂ شاہنشاہ ست

(۲) ہمہ تن قطب ہوں افلاک نہ کھائیں چکر ÷ موجِ دریا نہ بڑھے نوح کا طوفاں ہوکر
پاؤں پھولوں پہ ادب سے نہ رکھے بادِ سحر ÷ گرچہ ایں بارگہ رحمتِ عام ست مگر

بے ادب پا منہ ایں جا کہ عجب درگاہ ست
سجدہ گاہ ملک وروضۂ شاہنشاہ ست

(حدائقِ بخشش، حصہ ۳، ص ۲۹)

کلام رضاؔ میں ترجیع بند کی دوسری مثال:-

(۱) غنچۂ دل ابھی کھلنے بھی نہ پایا تھا کہ آہ ÷ آنکھ کو دل سے ہی تھا شوق نظارہ بخدا
بُلبلِ زار کو اِک دم بھی نہ خوش گزرا تھا ÷ کہ ہوا پھر گئی، گلزاری موسم بدلا

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

(۲) کس قدر تیز گئی تیری سواری اے ماہ ÷ حسرتیں دل کی رہیں دل ہی میں واللہ باللہ
پھر کے اے گل نہ کی اس شیفتہ پر تو نے نگاہ ÷ تیرا بلبل یہی کہتا رہا با نالۂ و آہ

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

صنعتِ ترجیع بند میں حضرت رضاؔ کے اشعار تمام شرائط اور ضوابط پر کامل طور پر پورے ہیں۔ علاوہ ازیں اشعار میں الفاظ کی بندش، عنوان کا طرز بیان، ماحول کی منظر کشی، اور عشق کا والہانہ جذبہ اشعار کے میعار کی بلندی کی گواہی دے رہے ہیں۔

Marfat.com

(۳۴) "صنعتِ مسمّط"

وہ نظم جس کے ہر شعر میں تین تین ٹکڑے ہم قافیہ ہوں۔ اس نظم میں تین سے لے کر دس اشعار ہوں اور ان تمام اشعار میں کئی جگہ ایک قسم کا قافیہ ہو۔ (فیروز اللغات، ص ۱۲۴۷)۔

صنعت مسمط عموماً لمبی بحر کے اشعار میں ہوتی ہے۔ شاعر اپنی لمبی بحر کی کئی نظموں میں سے ایک دو نظمیں اس صنعت میں نظم کرتا ہے۔ اس صنعت میں نظم کہنا شاعر اپنے لئے باعثِ فخر جانتا ہے اور اس صنعت سے شاعر کے علم کی وسعت کا پتہ چلتا ہے۔

✪ **جگر مراد آبادی کی ایک غزل صنعتِ مسمط میں:۔**

(۱) کبھی شاخ وسبزہ و برگ پر، کبھی غنچہ وگل و خار پر
میں چمن میں چاہے جہاں رہوں، مرا حق ہے فصلِ بہار پر

(۲) مجھے دیں نہ غیظ میں دھمکیاں، گریں لاکھ بار یہ بجلیاں
مری سلطنت یہی آشیاں، مری ملکیت یہی چار پر

(۳) مری سمت سے اُسے اے صبا، یہ پیام آخرِ غم سنا
ابھی دیکھنا ہو تو دیکھ جا، کہ خزاں ہے اپنی بہار پر

شعر نمبر ۱ مطلع ہے۔ شعر نمبر ۲ میں دھمکیاں، بجلیاں، اور آشیاں تین ہم قافیہ الفاظ ہیں اور شعر کے تین ٹکڑے ہوئے ہیں۔ اسی طرح شعر نمبر ۳ میں بھی شعر کے تین ٹکڑے صبا، سنا اور جا ہم قافیہ الفاظ کے ساتھ استعمال کئے گئے ہیں۔ جگر مراد آبادی کی مذکورہ غزل کل نو ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔ لیکن اس غزل کے شعر نمبر ۳ اور نمبر ۵ میں صنعت مسمط کا التزام نہیں ہے۔

✪ **جگر مراد آبادی کی دیگر غزل صنعتِ مسمط میں:۔**

(۱) وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں، وہ پھر رہے ہیں، وہ آ رہے ہیں، وہ جا رہے ہیں

Marfat.com

(۲) شراب آنکھوں سے ڈھل رہی ہے، نظر سے مستی اُبل رہی ہے
چھلک رہی ہے، اُچھل رہی ہے، پیے ہوئے ہیں پلا رہے ہیں

(۳) یہ مست بُلبل بہک رہی ہے، قریبِ عارض چہک رہی ہے
گلوں کی چھاتی دھڑک رہی ہے، وہ دستِ رنگیں بڑھا رہے ہیں

جگر مرادآبادی کی یہ غزل بیس[۲۰] اشعار پر مشتمل ہے لیکن اس غزل کے صرف نو[۹] ہی اشعار میں صنعتِ مسمّط کے قواعد وضوابط کا التزام پایا جاتا ہے۔

مذکورہ دوغزلوں کے علاوہ جگر مرادآبادی کی صنعتِ مسمّط میں ایک غزل ان کے دیوان "شعلۂ طور" کے صفحہ نمبر[۴۶] پر ہے لیکن اس غزل کے تیرہ[۱۳] اشعار میں سے چار[۴] اشعار میں مذکورہ صنعت پائی جاتی ہے۔ جگر مرادآبادی کے دیوان میں لے دے کر یہی تین غزلیں صنعت مسمّط میں پائی جاتی ہیں۔

✪ مرزا غالبؔ کے دیوان میں اس صنعت میں ایک غزل بھی نہیں پائی جاتی۔

✪ فانیؔ بدایونی، فیض احمد فیضؔ، اصغرؔ گونڈوی، جوشؔ ملیح آبادی اور غلام ربانی تاباںؔ کے کلام میں بھی یہ صنعت مفقود ہے۔ البتہ:-

✪ **شکیلؔ بدایونی** کے دیوان میں اس صنعت کی ایک غزل "کلّیاتِ شکیلؔ"، ص ۱۲۸، پر پائی جاتی ہے لیکن اس کا عنوان اور بیانِ عنوان دلکش نہیں اور نہ ہی اس کے اشعار میں الفاظ کی نُدرت ہے، نہ کوئی فصاحت و بلاغت ہے۔ جھونپڑی، کوٹھے، طوائف کے، گھر، پڑوسی، کمینہ، مکّار، ظالم، لیڈر، جنتا (پبلک)، دال، مرغی، جو، ستّو جیسے روزمرّہ کے عوامی مستعمل الفاظ سے ہی پوری غزل اُبل رہی ہے۔ ادب کا اعلیٰ معیار یا مضمون کی عُمدگی نہیں پائی جاتی۔

صنعتِ مسمّط میں جب ہم حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نعتیہ دیوان کی اوراق گردانی کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صنعتِ مسمّط درِ رضاؔ کی کنیز کی حیثیت سے قلم رضاؔ کی جنبش کے اشارے پر مطیع اور فرمانبردار ہوکر حاضرِ خدمت ہے۔ اس صنعت

Marfat.com

میں حضرت رضاؔ کے کلام میں اتنی کثرت پائی جاتی ہے کہ عقلیں دنگ ہیں، گمان چرخ میں ہیں۔ چند مثالیں پیش ہیں:۔

✪ **حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں:۔**

ایک نعت صنعت مسمّط میں ۱۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس نعت کے ہر شعر میں یہ اہتمام ہے کہ ہر شعر میں تین تین ہم قافیہ ٹکڑے ہیں۔ اُس نعت شریف کا مطلع یہ ہے:۔

(۱) وصفِ رُخ اُن کا کیا کرتے ہیں، شرحِ والشمس وضحیٰ کرتے ہیں
اُن کی ہم مدح وثنا کرتے ہیں، جن کو محمود کہا کرتے ہیں

مطلع کے بعد کے چند اشعار قارئین کی فرحتِ طبع کے لئے پیشِ خدمت ہیں:۔

(۲) اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

اس شعر میں عظیم، تعظیم اور تسلیم ہم قافیہ کے ساتھ تین ٹکڑے شعر کا حُسن بڑھا رہے ہیں۔

(۳) تو ہے خورشید رسالت پیارے، چھُپ گئے تیری ضیا میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے، تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

اس شعر میں پیارے، تارے اور پارے کے تین ہم قافیہ ٹکڑے زینتِ شعر بنے ہوئے ہیں۔

(۴) لب پر آجاتا ہے جب نامِ جناب، منہ میں گھُل جاتا ہے شہدِ نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بیتاب، اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

اس شعر میں جناب، نایاب اور بیتاب کے قافیہ کے ساتھ تین جملے ہیں۔

(۵) اپنے دل کا ہے انہیں سے آرام، سونپے ہیں اپنے اُنہیں کو سب کام
لُو لگی ہے کہ اب اِس در کے غلام، چارۂ دردِ رضاؔ کرتے ہیں

اس شعر میں آرام، کام اور غلام کی قافیہ بندی کے ساتھ تین ٹکڑے شعر کے حسن

Marfat.com

و جمال میں اضافہ کر رہے ہیں۔

اس نعت شریف کے تمام اشعار مذکورہ طور پر ہم قافیہ تین تین ٹکڑوں کے ساتھ نظم کئے گئے ہیں۔ حضرت رضاؔ بریلوی کی یہی ایک نعت شریف ہی صنعتِ مسمّط میں تمام شعراء اردو ادب کے کلام پر حاوی ہے۔

✪ حضرت رضاؔ کا صنعت مسمّط میں عظیم شاہکار:۔

صنعت مسمّط کی مثال میں اردو ادب کے شہرۂ آفاق اور نامور شاعروں کے دیوان سے کوئی غزل پیش کرنے کے لئے ہم نے ان شاعروں کے دیوان کی گہری نظر سے اوراق گردانی کی تو ایسا محسوس ہوا کہ ہم کسی صحرا میں میٹھے پانی کے چشمہ کی جستجو میں بھٹک رہے ہیں۔ بڑی مشکل سے جگرؔ مراد آبادی اور شکیلؔ بدایونی کے کلام میں غیر تسلی بخش مثالیں نظر آئیں۔ صحرا میں سرد اور شیریں پانی کی تلاش میں مارے مارے پھرنے والے کو جس طرح تلخ اور گولے پانی سے سبکدوش ہونا پڑتا ہے، اسی طرح ہم کو بھی ان غزلوں سے سبکدوش ہونا پڑا۔ لیکن حضرت رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں اس صنعت کی مثال نظم کی جستجو کی زحمت ہی نہ ہوئی۔ حضرت رضاؔ کے کلام میں اس صنعت کی اتنی بہتات اور کثرت ہے کہ تلاش و جستجو کی حاجت نہیں۔ جس طرح شیریں اور شفاف پانی سے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریا کے لب ساحل استادہ شخص کو پانی کی تلاش کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ پانی کی موجیں خود اُچھل اُچھل کر اس تک رساں ہوتی ہیں۔ اسی طرح حضرت رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دیوانِ سمندرِ عشق کی موجیں صنعتِ مسمّط جیسی کئی صنعات کے گوہر شاداب کے ہمراہ خود پیش قدمی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ حضرت رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ دیوان میں ایک نعت شریف صنعت مسمّط میں ۲۵ ر پچیس اشعار پر مشتمل ہے۔ وہ نعت پیش خدمت ہے:۔

(۱) زمین و زماں تمہارے لئے ، مکیں و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے ، بنے دو جہاں تمہارے لئے

Marfat.com

یہ شعر نعت کا پہلا شعر ہے لہٰذا مطلع کی رعایت کرتے ہوئے اس شعر میں زماں، مکاں، جناں اور جہاں چار ہم قافیہ ٹکڑوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس نعت کے چند مزید اشعار ملاحظہ فرمائیں:-

(۲) فرشتے خِدم، رسول حِشم، تمام اُمم، غلامِ کرم
وجود و عدم، حدوث و قدم، جہاں میں عیاں تمہارے لئے

صنعت مسمّط کے لحاظ سے اس شعر میں حشم، کرم اور قدم ہم قافیہ کے ساتھ تین ٹکڑے آنے ضروری تھے اور ان تین ٹکڑوں کے لیے تین قافیہ لازمی تھے لیکن حضرت رضاؔ نے اس شعر میں تین قافیوں کے بجائے خدم، حشم، اُمم، کرم، عدم اور قدم کل چھ ۶ قافیے ایسے حسین انداز میں نظم فرمائے ہیں کہ کسی بھی شاعر کے کلام میں ایسا بامعنیٰ اور باوقار شعر نہیں پایا جاتا، ایسا لگتا ہے کہ حضرت رضاؔ کو قافیہ تلاش کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ قافیے مچل مچل کر ازخود کلکِ رضاؔ پر نثار ہونے چلے آتے تھے۔

(۳) اصالت کل، امامت کل، سیادت کل، امارت کل
حکومت کل، ولایت کل، خدا کے یہاں تمہارے لئے

اس شعر میں بجائے تین ۳ کے چھ ۶ قافیے استعمال کیے گئے ہیں

(۴) کلیم و نجی، مسیح و صفی، خلیل و رضی، رسول و نبی
عتیق و وصی، غنی و علی، ثنا کی زباں تمہارے لئے

اس شعر میں صنعت مسمّط کے ہم قافیہ تین ٹکڑوں میں تین قافیوں کی ضرورت تھی لیکن حضرت رضاؔ بریلوی نے کمالِ فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے تین کے بجائے نجی، صفی، رضی، نبی، وصی، غنی اور علی کل سات ۷ قافیوں کا التزام فرما کر فن و ادب کے ماہرین کو ششدر کر دیا۔

(۵) جناں میں چمن، چمن میں سمن، سمن میں پھبن، پھبن میں دُلہن
سزائے محن یہ ایسے منن، یہ امن و اماں تمہارے لئے

اس شعر میں مستقل ہم وزن قافیہ کے علاوہ تین زائد قافیوں کی ضرورت تھی لیکن

Marfat.com

حضرت رضاؔ نے تین کے بجائے چمن، چمن، سمن، سمن، پھبن، پھبن، دلہن، محن، متن۔ کل نو۹ الفاظ ہم قافیہ استعمال فرما کر اپنی قادر الکلامی کا پرچم نصب فرما دیا ہے۔ مقطع پیش خدمت ہے:

(۶) صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضاؔ کی زباں تمہارے لئے

اس شعر میں صنعتِ مسمّط کے لوازمات کے تحت مستقل قافیہ کے علاوہ تین مزید قافیے درکار تھے لیکن حضرت رضاؔ نے تین کے بجائے چلے، پھلے، کھلے، بھلے، تلے، اور کُھلے کل چھ۶ قافیے نظم فرما کر ملک سخن میں اپنی شاہانہ شان قائم فرما دی ہے۔

مختصر یہ کہ ۲۵؍ اشعار پر مشتمل اس نعت شریف میں غزل کے لوازمات کے تحت مستقل طور پر آنے والے قافیوں کے علاوہ صنعت مسمّط کے لوازمات کے تحت کل پچھتر (۷۵) زائد قافیوں کی ضرورت تھی۔ لیکن حضرت رضاؔ نے پوری نعت شریف میں بجائے پچھتر (۷۵) کے ایک سو پچاس (۱۵۰) قافیوں کا استعمال فرما کر دنیائے ادب کے ناموروں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔

✪ حضرت رضاؔ کے کلام میں حیرت ہی حیرت:-

یہاں تک کی گفتگو میں صنعت مسمّط میں حضرت رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دو نعتوں کا ذکر ہوا۔ ان میں سے ایک نعت ۱۷؍ اشعار پر اور دوسری نعت ۲۵؍ اشعار پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" میں صنعتِ مسمّط میں ایک نعت ستائیس (۲۷) اشعار کی پائی جاتی ہے۔ اس نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

(۱) نظر اک چمن سے دو چار ہے، نہ چمن چمن بھی نثار ہے
عجب اُس کے گُل کی بہار ہے، کہ بہار بلبل زار ہے

Marfat.com

مطلع کے اس شعر میں دو چار، نثار، بہار (بسنت)، بہار (خوشی) اور زار کل پانچ قافیوں کا استعمال ہوا ہے اور شعر کا ہر مصرعہ دو ٹکڑوں کا ہے۔ یعنی شعر چار ٹکڑوں سے مُرکب ہے۔

(۲) یہ سمن، یہ سوسن و یاسمن، یہ بنفشہ سنبل و نسترن
گل و سرو لالہ بھرا چمن، وہی ایک جلوہ ہزار ہے

اس شعر میں صنعتِ مسمّط کے تحت تین ہم قافیہ زائد الفاظ درکار تھے لیکن حضرت رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بجائے تین زائد قافیوں کے سُمن، سوسن، یاسمن، نسترن اور چمن پانچ قافیوں کا استعمال فرمایا ہے۔

(۳) یہ صبا سنک، وہ کلی چٹک، یہ زباں چہک، لبِ جو چھلک
یہ مہک جھلک یہ چمک دمک، سب اسی کے دم کی بہار ہے

اس شعر میں لازمی تین ۳ زائد قوافی کے بجائے سنک، چٹک، چہک، مہک، جھلک، چمک، اور دمک آٹھ ۸ زائد قوافی مستعمل کئے گئے ہیں۔

(۴) وہ رضاؔ کے نیزہ کی مار ہے، کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے، کہ یہ وار، وار سے پار ہے

اس شعر میں مار، غار، وار (حوصلہ) وار (زخم) وار (بھرنا) اور پار، کل چھ ۶ قافیوں کا استعمال کیا گیا ہے۔ ستائیس اشعار پر مشتمل اس نعت کا ہر شعر فن و ادب کا ایسا نمونہ ہے کہ جس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ اشعار میں الفاظ کا ربط، جملوں کی روانی، مضمون کی عُمدگی، بیان کے انداز کی نُدرت، اور کلمات کی جدّت وغیرہ اوصاف و محاسن کے اظہار کے لئے کما حقہ موزوں الفاظ نہیں ملتے۔ آیئے! مذکورہ تین نعت کے علاوہ حضرت رضاؔ کی ایک بے مثال نعت دیکھیں:۔

✪ **فضلِ الٰہی کے بغیر ممکن ہی نہیں:۔**

مذکورہ تین نعتیں بزبان اردو ہیں۔ حالانکہ اردو زبان میں بھی صنعت مسمّط میں تخلیق

Marfat.com

نظم میں اچھے اچھے شاعروں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں لیکن حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ کمال ہے کہ آپ نے اپنی مشہور نعت جو صنعت تلمیع (ملمّع مکشوف) میں ہے۔ اس چار زبان والی مشہور نعت میں بھی صنعت مسمّط کا استعمال کیا ہے۔ حضرت رضا بریلوی نے عربی، فارسی، ہندی (بھوجپوری) اور اردو چار زبانوں سے مرکب ایک نعت نظم فرمائی ہے۔ اس نعت کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہوئی ہے۔ جس کا مطلع ہے:

(۱) لم یات نظیرک فی نظر، مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو، ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

اس نعت کے کل دس (۱۰) اشعار ہیں۔ مطلع کے بعد کے تمام اشعار میں صنعتِ مسمّط پائی جاتی ہے۔ مثلاً:-

(۲) البحر علا والموج طغیٰ، من بیکس وطوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا، موری نیا پار لگا جانا

اس شعر میں ● طغیٰ ● ہوشربا اور ● ہوا تین ٹکڑوں کے آخر میں مزید قافیہ کی حیثیت سے استعمال کئے گئے ہیں۔

(۳) انا فی عطشٍ و سخاک اتم، اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم، دو بوند اِدھر بھی گرا جانا

اس شعر میں پہلے ٹکڑے کے آخر میں "اتم" دوسرے ٹکڑے کے آخر میں "کرم" اور تیسرے ٹکڑے کے آخر میں "رم جھم" صنعت مسمّط کے تحت تین مزید قافیوں کی حیثیت سے ہیں۔

(۴) یا قافلتی زیدی اجلک، رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک، طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

اس شعر کے شروع کے تین ٹکڑوں کے آخر میں بالترتیب ● اجلک ● لبک اور ● درک صنعت مسمّط کے تحت مزید قافیہ کی حیثیت سے وارد ہوئے ہیں۔

Marfat.com

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان پر اللہ اور اللہ کے محبوب (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا خاص فضل وکرم تھا کہ آپ نے وہ علمی جوہر دکھائے ہیں جو عام طور پر کسب وتعلم سے حاصل نہیں ہوتے بلکہ علم لدنی کے ذریعہ وہبی ہوتے ہیں۔ دیگر شعراء کے کلام صرف اردو زبان میں صنعت مسمّط میں خزاں رسیدہ معلوم ہوتے ہیں لیکن حضرت رضا کا کلام چاہے جس زبان میں ہو، بہار نو کے شاداب پھولوں کی طرح مہک رہا ہے۔ ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ چار زبانوں سے مشترک نظم میں صنعت مسمّط میں حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی بھی شاعر کی ایک غزل تو کیا بلکہ ایک شعر بھی نہیں پایا جاتا اور نہ ہی مستقبل میں دور تک پایا جائے گا۔ جو شعراء عشقِ مجازی میں زیبا، نازیبا، روا، ناروا بلکہ شریعت کی سرحد کو پھلانگ کر آزادانہ تخیل کے اشعار کہہ گئے ہیں اور ان شعراء کو صفِ اوّل کے اردو شعراء میں شمار کرانے میں جن کے پاؤں زمین پر نہیں رہتے، ہم اُن اہل ادب سے عرض کرتے ہیں کہ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسا ایک شاعر تو دکھلاؤ! جو ہر صنعت میں کمال مہارت کا دھنی ہو۔ مذہبی علوم اور عشقِ رسول کی حیثیت سے نہیں بلکہ اردو ادب اور فنِ شاعری کے اعتبار سے بھی حضرت رضا کا کوئی مدِ مقابل نظر نہیں آتا۔

✪ صنعت مسمّط میں حضرت رضا کی ایک اور نعت:۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے صنعتِ مستزاد میں ایک حمد نظم فرمائی ہے۔ یہ حمد بھی ملک وبیرون ملک کے گوشے گوشے میں گونج رہی ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

(۱) وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو، تیرا آستاں بتایا تجھے حمد ہے خدایا

اس حمد میں کل پندرہ اشعار ہیں۔ مطلع کے بعد کے بقیہ چودہ اشعار میں صنعتِ مسمّط ایک دلکش انداز میں پائی جاتی ہے۔ چند اشعار بطور مثال پیش ہیں:۔

(۲) تمہیں حاکمِ برایا، تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا، تمہیں شافع خطایا کوئی تم سا کون آیا

Marfat.com

اس شعر میں شروع کے تین ٹکڑوں کے آخر میں بالترتیب ● برایا ● عطایا اور ● بلایا کے الفاظ صنعت مسمط کے تحت زائد قافیہ کی حیثیت سے استعمال کئے گئے ہیں۔

(۳) کبھی وہ تپک کہ آتش، کبھی وہ ٹپک کہ بارش
کبھی وہ ہجوم نالش، کوئی جانے ابر چھایا بڑی کوششوں سے آیا

اس شعر میں ● آتش، بارش اور ● نالش شروع کے تین ٹکڑوں میں بالترتیب زائد قافیہ کی حیثیت سے صنعت مسمط کے تحت وارد ہوئے ہیں۔

(۴) کبھی وہ چہک کہ بلبل، کبھی وہ مہک کہ خود گل
کبھی وہ لہک کہ بالکل، چمنِ جناں کھلایا گل قدس لہلہایا

اس شعر میں ● بلبل ● گل اور ● بالکل صنعت مسمط کے تحت زائد قافیہ کی حیثیت سے استعمال کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں چہک، مہک اور لہک کی مزید قافیہ بندی نے شعر میں ندرت پیدا کردی ہے۔

اس نعت کا ہر شعر عشق رسول میں ڈوبا ہوا اور قابلِ دید ہے۔ اس نعت کے دو اشعار میں تو صنعت مسمط کے ساتھ صنعت مستزاد، صنعت اقتباس، صنعت تلمیح، صنعت حسن طلب، صنعت مقلوب، وغیرہ پائی جاتی ہیں۔ ایک شعر میں اتنی کثیر تعداد میں صنعات کو جمع کردینا اور شعر کے اوزان وابحار کو برقرار رکھتے ہوئے شعر کے حُسن کو دوبالا کرنا بازیچۂ اطفال نہیں اور نہ ہی یہ ہر کسی سے ممکن ہے۔ یہ تو حضرت رضاؔ کا خاصہ اور کمال ہے کہ چھوٹی سی ڈبیا میں بڑا خزانہ بند کردیا۔ **ذالك فضل الله۔**

✪ قصیدۂ معراج میں صنعت مسمط :-

حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ''تہنیت شادی اسرا'' کے نام سے قصیدۂ معراج قلم بند فرمایا ہے۔ اس میں صنعت مسمط کے تینتیس ۳۳ اشعار پائے جاتے ہیں چند اشعار پیش خدمت ہیں:-

■ بچا جو تلوؤں کا اُن کے دھوون، بنا وہ جنّت کا رنگ و روغن

Marfat.com

جنہوں نے دولہا کی پائی اُترن، وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

شعر کے پہلے تین ٹکڑے ● دھوون ● روغن اور ● اُترن کے زائد ہم قافیہ سے مزین ہیں۔

■ نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِر، عیاں ہوں معنی اوّل آخر
که دست بستہ ہیں پیچھے حاضر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے

شعر کے شروع کے تین ٹکڑے ● سِر ● آخر اور ● حاضر کے زائد قافیوں کے ساتھ نظم کئے گئے ہیں۔

■ اُدھر سے پیہم تقاضے آنا، اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال وہیبت کا سامنا تھا، جمال و رحمت ابھارتے تھے

صفتِ مسمّط کے تحت ● آنا ● بڑھانا اور ● تھا کے زائد قافیے شعر کے ابتدائی تین ٹکڑوں میں ہیں۔

■ وہ برجِ بطحا کا ماہ پارہ، بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خُلد کا ستارہ، کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

اس شعر کے شروع کے تین ٹکڑوں میں ہم قافیہ الفاظ ● پارہ ● سدھارا اور ● ستارہ وارد ہیں۔

✪ صنعت مسمّط میں حضرت رضاؔ کے اشعار اتنی کثرت سے ہیں کہ سب کا تذکرہ ممکن نہیں لہٰذا ان اشعار کی طرف صرف اشارہ کرتے ہیں:۔

■ ''پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں''	اس نعت میں	۱۳/اشعار
■ ''ہے کلامِ الٰہی میں شمس وضحیٰ''	// //	۵/اشعار
■ ''بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبد القادر''	// منقبت //	۶/اشعار
■ ''رخ دن ہے یا مہر سماں''	// نعت //	۶/اشعار
■ ''اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ''	// //	۵/اشعار
■ ''صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑہ نور کا''	// قصیدہ //	۱۱/اشعار

Marfat.com

■ ''کعبہ کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود'' // // ۴/اشعار

مختصر یہ کہ حضرت رضا نے تن تنہا صنعت مسمّط میں جتنے اشعار نظم فرمائے ہیں، اتنے اشعار اردو ادب کے نامور شاعروں کی ایک جماعت مجموعی طور پر بھی نظم نہیں کر سکی۔ راقم الحروف نے عُجلت اور سرسری نظر سے حضرت رضا کے نعتیہ دیوان کا طائرانہ معائنہ کیا تو ایک سو بہتر (۱۷۲) اشعار صنعتِ مسمّط میں پائے۔ اگر بنظرِ عمیق کوئی ورق گردانی کرے تو یہ تعداد متجاوز ہو سکتی ہے۔ صرف ایک صنعت میں اتنی کثرت سے اشعار واقعی ایک انفرادی حیثیت اور قادر الکلامی کی بیّن دلیل ہے۔

(۳۵) ''صَنعتِ عَزَلُ الشَّفَتَینِ''

وہ اشعار کہ جن میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا جائے کہ شعر پڑھنے والے کے دونوں ہونٹ الگ رہیں یعنی ہر لفظ پر لب سے لب الگ رہیں۔ اس صنعت کو ''وَاسِعُ الشَّفَتَینِ'' بھی کہتے ہیں۔

یہ ایک بہت ہی مشکل صنعت ہے۔ کیونکہ حروف تہجی کے وہ حروف کہ جن کو ادا کرتے وقت لب سے لب ملتا ہے، ایسے حروف والے الفاظ کو مطلقاً ترک کر کے شعر کہنا بہت مشکل مرحلہ ہے۔ کیونکہ ایسے الفاظ کے عدم استعمال کی صورت میں جُملہ بندی، اظہارِ بیان، شعر کا وزن وغیرہ ضروری لوازمات کی رعایت کرنے میں بہت دشواری ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو ادب کے شعراء کے کلام میں اِس صنعت کے اشعار بہت ہی مشکل سے پائے جاتے ہیں۔ ہم نے اس صنعت میں اردو ادب کے صفِ اوّل کے شعراء کے اشعار ڈھونڈھنے کے شوق میں مسلسل دو شب کی بیداری کی مشقت برداشت کر کے ● مرزا غالب ● فانی بدایونی ● فیض احمد فیض اور ● شکیل بدایونی کے دیوان ''الف'' سے لے کر ''ی'' تک پڑھ ڈالے۔ ایک ایک شعر کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھا، تو ہم نے حسب ذیل نتیجہ پایا یعنی صنعت

Marfat.com

عزل الشفتین میں مذکورہ شعراء کے دیوان سے حسب ذیل تعداد میں اشعار پائے۔

"مرزا غالب"

مرزا غالب کے دیوان میں صرف پانچ اشعار اس صنعت میں پائے جاتے ہیں۔ اور وہ بھی کسی ایک غزل میں نہیں بلکہ متفرق غزلوں میں ایک ایک شعر کر کے پائے جاتے ہیں۔ ۳۱۲ رصفحات پر مشتمل مرزا غالب کے دیوان کی ۲۳۲ رغزلیں، ۱۷ رقطعات، ۱۸ رُرباعیات، و دیگر صنعات مثلاً قصائد، منقبت، و متفرق اشعار کا ہم نے ایک ایک لفظ بغور پڑھا۔ گمان تو یہ تھا کہ غالب صاحب کے دیوان میں اس صنعت کے اشعار کافی تعداد میں ہوں گے لیکن پورے دیوان سے لے دے کر صرف پانچ اشعار ہی دستیاب ہوئے۔ غالب صاحب کے تین اشعار پیشِ خدمت ہیں:-

- جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی ÷ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہو (غزل نمبر ۲۶)
- یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ ÷ گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی (غزل نمبر ۱۴۶)
- دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے ÷ آخر اِس درد کی دوا کیا ہے (غزل نمبر ۱۶۰)

مذکورہ اشعار میں یہ خوبی ہے کہ پورا شعر پڑھنے کے دوران کسی بھی حرف یا لفظ کے تلفظ میں پڑھنے والے کے ہونٹ نہیں ملیں گے یعنی لب سے لب مَس نہیں ہوگا۔

"فانیؔ بدایونی"

فانیؔ بدایونی کا دیوان جو "کلیات فانی" کے نام سے ۳۲۰ رصفحات پر مشتمل ہے۔ اس دیوان کی ۳۸۱ رغزلیں، نظمیں، مخمس، ۷ رقطعات، ۸۸ رُرباعیات اور دیوان کے آخر میں مطبوعہ تقریباً ایک سو کے قریب متفرق اشعار کو ہم نے بہت ہی آہستہ آہستہ، رک رک کر، غور و فکر کرتے ہوئے بنظر عمیق پڑھا۔ فانیؔ بدایونی کے وسیع التخلیق دیوان سے صرف سترہ

Marfat.com

۱۷/اشعار غزل الشفتین کی صنعت میں پائے گئے۔ لیکن وہ بھی متفرق طور پر۔ اس صنعت میں فانیؔ صاحب کی کوئی پوری غزل نہیں۔ بلکہ متفرق غزلوں سے ایک ایک شعر کر کے کل ۱۷/اشعار پورے دیوان میں پائے جاتے ہیں۔ بڑی محنت و مشقت کر کے فانیؔ صاحب کے دیوان کا ایک ایک لفظ مطالعہ کیا لیکن مذکورہ تعداد میں ہی اشعار ملے۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں:

■ دیکھا نہیں وہ جلوہ جو دیکھا ہوا سا ہے
اس طرح وہ عیاں ہیں کہ گویا عیاں نہیں (کلیات فانیؔ، ص ۱۴۱)

■ کچھ حیرت کے آثار سے ہیں، کچھ دل سا ٹھہرا جاتا ہے
وحشت سے گزرے جاتے ہیں انداز ترے دیوانے کے (کلیات فانیؔ، ص ۲۰۵)

■ شیوۂ عاشقی ہے یہ، حاصلِ زندگی ہے یہ
آہ جگر گداز کھینچ، نالۂ دل خراش کو (کلیات فانیؔ، ص ۹۹)

■ دل خوگر اندوہ ہے، کیا وصل سے خوش ہو
ہر چند کہ ناشاد نہیں، شاد نہیں ہے (کلیات فانیؔ، ص ۲۳۵)

مذکورہ اشعار میں یہ کمال ہے کہ ان اشعار کو پڑھنے والے کے دونوں ہونٹ ایک دوسرے سے نہیں مَس ہوں گے۔

فیض احمد فیض

فیض احمد فیض کے دیوان (۱) نقشِ فریادی (۲) دستِ صبا (۳) دست تہِ سنگ (۴) سر وادی سینا اور (۵) زنداں نامہ کا مجموعہ ''کلیاتِ فیض'' جو ۲۲۴ رصفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی کثیر التعداد تخلیقات سے صرف چار اشعار صنعتِ واسع الشفتین کے پائے جاتے ہیں۔ یہاں صرف دو اشعار پیش خدمت ہیں:-

Marfat.com

■ قصۂ سازشِ اغیار کہوں یا نہ کہوں
شکوۂ یارِ طرحدار کروں یا نہ کروں (کلیاتِ فیض، ص۸۲)

■ تیری صورت جو دل نشیں کی ہے
آشنا شکلِ ہر حسیں کی ہے (کلیاتِ فیض، ص۱۰۶)

''شکیل بدایونی''

شکیل بدایونی کے دیوان (۱) رعنائیاں (۲) صنم وحرم (۳) شبستان اور (۴) رنگینیاں کا مجموعہ ''کلیات شکیل'' جو ۳۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس دیوان کو بھی ہم نے سابق الذکر دیوانوں کی طرح پڑھا۔ لیکن شکیل بدایونی صاحب کے دیوان میں صرف تیرہ اشعار اس صنعت میں پائے جاتے ہیں۔ یہاں صرف تین اشعار پیش خدمت ہیں:۔

■ نظر سے قید تعیّن اٹھائی جاتی ہے
تجلّی رُخِ جاناں دکھائی جاتی ہے (کلیاتِ شکیل، ص۱۰)

■ ذرا حضرتِ دل کی جرأت تو دیکھو
یہ نظارۂ حُسنِ جاناں کریں گے (کلیاتِ شکیل، ص۵۸)

■ کسی کا وہ چہرے سے آنچل اٹھانا
کسی کا کسی سے نگاہیں چُرانا (کلیاتِ شکیل، ص: ۹۱)

مذکورہ اشعار پڑھتے وقت دونوں لب ایک دوسرے سے الگ رہیں گے۔ ارادہ تو یہ تھا کہ مذکورہ چار سُخنور شعراء کے علاوہ دیگر شعراء کے کلام کا بھی جائزہ لیں لیکن وقت کی عُجلت، مضمون کی طوالت اور کم ہمتی نے حوصلہ افزائی نہ کی لہٰذا ان چار شعراء کے کلام پر ہی اکتفا کیا ہے۔ حالانکہ ان کے کلام کے جائزے سے اندازہ آگیا کہ اردو ادب کے صف اوّل کے شعراء کے کلام میں صنعت واسع الشفتین کی کیا پوزیشن ہوگی۔ کیونکہ ہم نے جن

Marfat.com

کے کلام کا جائزہ پیش کیا ہے وہ اردو ادب کے شعراء کی فہرست میں صفِ اوّل کے نامور شعراء کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اب ہم حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نعتیہ دیوان کی طرف رجوع کریں۔ حضرت رضا کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' کوئی زیادہ ضخامت پر مشتمل نہیں۔ لیکن حضرت رضا کا دیوان باعتبار ضخامت نہیں بلکہ باعتبار وقار و کمالِ فن تمام شعراء اردو ادب کے کلام پر بھاری ہے۔

✪ حضرت رضا بریلوی کے کلام میں صنعت واسع الشفتین :-

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ۱۲/اشعار پر مشتمل ایک نعت شریف نظم فرمائی ہے۔ اس نعت شریف میں یہ خوبی ہے کہ پوری نعت پڑھ جائیے۔ کسی شعر کے کسی لفظ پر ہونٹ سے ہونٹ مَس نہ ہوگا۔ وہ نعت شریف ذیل میں درج ہے:

(۱) سیدِ کونین سلطانِ جہاں ÷ ظلّ یزداں، شاہِ دیں، عرش آستاں

(۲) کل سے اعلیٰ، کل سے اولیٰ، کل کی جان ÷ کل کے آقا، کل کے ہادی، کل کی شان

(۳) دلکشا، دلکش، دل آرا، دلستان ÷ کانِ جان وجانِ جان و شانِ شاں

(۴) ہر حکایت، ہر کنایت، ہر ادا ÷ ہر اشارت دل نشین و دل نشاں

(۵) دل دے، دل کو جان، جاں کو نور دے ÷ اے جہانِ جان و اے جانِ جہاں

(۶) آنکھ دے اور آنکھ کو دیدار نور ÷ روح دے اور روح کی راحِ جناں

(۷) اللہ اللہ یاس اور اس آس سے ÷ اور یہ حضرت، یہ در، یہ آستاں

(۸) تو نہ تھا تو کچھ نہ تھا، گر تو نہ ہو ÷ کچھ نہ ہو، تو ہی تو ہے جانِ جہاں

(۹) تو ثنا کو ہے، ثنا تیرے لئے ÷ ہے ثنا تیری ہی دیگر داستاں

(۱۰) تو ہو داتا اور اوروں سے رجا ÷ تو ہو آقا اور یادِ دیگراں

(۱۱) التجا اِس شرک وشر سے دور رکھ ÷ ہو رضا تیرا ہی، غیر از این و آں

Marfat.com

(۱۲) جس طرح ہونٹ اس غزل سے دور ہیں ÷ دل سے یوں ہی دور ہو ہر ظن وظاں

صنعت واسع الشفتین میں اردو ادب کے نامور شعراء کے اشعار تو ضرور ملتے ہیں لیکن اس صنعت میں پوری غزل کسی کے بھی کلام میں نہیں پائی جاتی۔

✪ حضرت رضا بریلوی کے کلام میں اس صنعت کے متفرق اشعار:۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں صنعت واسع الشفتین کے کل کتنے اشعار ہیں یہ معلوم کرنے کے لئے ہم نے "حدائق بخشش" میں مرقوم اردو کلام کا ایک ایک لفظ پڑھا، تو مذکورہ نعت شریف کے ۱۲/اشعار کے علاوہ دیگر ۱۵/اشعار اس صنعت میں پائے گئے۔ یعنی حضرت رضا بریلوی کے صرف اردو کلام میں اس صنعت کے کل ستائیس (۲۷) اشعار ہیں۔ وہ متفرق پندرہ (۱۵) اشعار پیش خدمت ہیں:۔

(۱) دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

(۲) وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیر حضیض
اور ہر اوج سے اونچا ہے ستارہ تیرا

(۳) آنکھیں رو رو کے سُجانے والے
جانے والے نہیں آنے والے

(۴) کوئی اِن تیز رووں سے کہہ دو
کس کے ہو کر رہیں تھکنے والے

(۵) دور جانا ہے رہا دن تھوڑا
راہ دشوار ہے کیا ہونا ہے

(۶) اِک ترے رخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
اِنس کا اُنس اُسی سے ہے، جان کی وہ ہی جان ہے

(۷) وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

Marfat.com

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

(۸) ذکرِ خدا جو اُن سے جُدا چاہو نجدیو
والله ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

(۹) یہ شہ کی تواضع کا تقاضا ہی نہیں
تصویر کھینچے ان کو گوارا ہی نہیں

(۱۰) تو ہے سایہ نور کا، ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا، ہے نہ سایہ نور کا

(۱۱) جو سر دے کر ترا سودا خریدے
خدا دے عقل وہ عاقل ہے یا غوث

(۱۲) غذائے دِق یہی خوں استخواں گوشت
یہ آتش دین کی آکل ہے یا غوث

(۱۳) قصرِ ''دنیٰ'' تک کس کی رسائی
جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں
(حدائق، حصہ ۳، ص ۵۲)

(۱۴) جس کو کوئی نہ کُھلوا سکتا
وہ زنجیر ہلاتے یہ ہیں
(حدائق، حصہ ۳، ص ۵۳)

(۱۵) کیوں نہ ہو سینہ کشادہ دلکشا
حاشیہ ہے شرح صدر شاہ کا
(حدائق، حصہ ۳، ص ۸۲)

مذکورہ پندرہ اشعار میں یہ خوبی ہے کہ اِن اشعار کو پڑھتے وقت کسی بھی لفظ پر پڑھنے والے کے ہونٹ ایک دوسرے سے جُدا رہیں گے۔ ناظرینِ کرام فن وادب کے اعتبار

Marfat.com

سے حضرت رضا اور دیگر شعرائے اردو ادب کا تقابلی اور توازنی جائزہ لیں اور فیصلہ کریں کہ فن و ادب میں کس کا مقام اعلیٰ و ارفع ہے۔

(۳۶) "صَنْعَتِ اِیْہَام"

اصطلاح شعر میں وہ صنعت جس میں شاعر اپنے کلام میں ایک ایسا لفظ لائے جس کے دو معنیٰ ہوں۔ ایک معنی قریب کے اور دوسرے معنی بعید کے ہوں۔ سننے والے کا خیال قریب کے معنیٰ کی طرف جائے لیکن شاعر بعید کے معنیٰ مراد لے۔

(فیروز اللغات، ص ۱۵۲) [Suspicion, doubt]

اس صنعت میں حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اشعار کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں اور ان اشعار میں صنعت ایہام کا استعمال کرتے ہوئے حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذو معنی الفاظ (Double meaning words) کا ایسے حسین انداز میں استعمال فرمایا ہے کہ زبان سے بے ساختہ آفرین آفرین کے الفاظ نکل پڑتے ہیں۔ چند اشعار بطورِ مثال پیشِ خدمت ہیں:-

حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں-

(۱) خُور جناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا
چھیڑ کے پردۂ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں

یہ شعر اتنا وسیع المعنی ہے کہ اس کی بالتفصیل وضاحت یہاں ممکن نہیں۔ اس شعر کے مصرعہ ثانی میں ''پردۂ حجاز'' کا جو کلمہ ہے اس سے عموماً ''حجاز کا پردہ'' سننے والا مراد لیتا ہے لیکن یہاں پر ''پردۂ حجاز'' سے مراد حجاز یعنی عرب کا پردہ نہیں بلکہ ''پردۂ حجاز'' موسیقی کی ایک دُھن ہے۔ اسی طرح مصرعہ ثانی میں ''دیس'' کا لفظ ہے۔ عموماً دیس کے معنی ملک، وطن یا علاقہ لیا جاتا ہے لیکن یہاں ''دیس'' وطن یا ملک کے معنی میں نہیں بلکہ دیس یعنی ''ایک راگ

Marfat.com

کا نام، جو نصف شب کے وقت گایا جاتا ہے''۔ (فیروز اللغات، ص ۱۷۶) پردہ = حجاب، راگ، آلاپ (فیروز اللغات، ص ۲۸۸)۔ لہٰذا اس شعر میں پردۂ حجاز موسیقی کی ایک دُھن یعنی آلاپ یعنی سُر کے معنی میں ہے، اسی طرح دیس بھی۔ اس شعر میں حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علم اور علومِ عامہ میں مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کو علوم عامہ (General knowledge) میں اتنی وسیع معلومات حاصل تھی کہ فن موسیقی میں ''دیس'' راگ کے مقابلہ میں ''پردۂ حجاز'' راگ اونچا اور اعلیٰ راگ ہے۔ یہ حقیقت آپ کو معلوم تھی، اسی لئے تو شعر میں فرمایا ہے کہ پردۂ حجاز کا راگ چھیڑنے کے بعد اس راگ سے ہلکا راگ ''دیس'' کیوں گاتے ہو۔

(۲) خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے اُلفت رسول اللہ کی

اس شعر کے مصرعۂ اولیٰ میں لفظ ''عشق'' اور لفظ ''سونا'' کا استعمال کیا گیا ہے۔ شعر سننے یا پڑھنے والے کا خیال ''عشق'' کے معنی میں اُلفت، محبت، پیار وغیرہ کی طرف اور ''سونا'' کے معنی میں نیند کرنا (Sleep) کے معنی کی طرف جائے گا۔ بظاہر شعر کے معنی بھی اِن معنوں پر صحیح ہیں کہ عشق میں خاک ہو کر اب قبر میں آرام سے سونا یعنی نیند کرنا میسر ہوا لیکن حضرت رضا نے لفظ ''عشق'' سے مراد محبت و الفت نہیں بلکہ ''عشق پیچاں'' لیا ہے۔ علم کیمیا (Chemistry) میں سیماب یعنی پارہ (Mercury) کو سونا یعنی طِلا (Gold) میں تبدیل کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پارے کو ''عشق پیچاں'' نام کی بیل کے پتوں پر رکھ کر جلا کر خاک کر دیتے ہیں۔ نتیجۂ پارہ سونے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ عشق پیچاں کے معنی میں وارد ہے کہ ''ایک بیل جس کا پھول سرخ اور پتیاں باریک ہوتی ہیں۔ فیروز اللغات، ص ۸۹۷) اس شعر میں جو لفظ ''سونا'' ہے اس سے مراد زرِطلاء یعنی گولڈ ہے۔

(۳) نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

Marfat.com

ذوالنورین حضرت امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے۔ شعر پڑھنے والے کا خیال اس طرف جائے گا کہ نور یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرکار سے حضرت ذوالنورین کو دوشالہ کا جوڑا یعنی ایک سی دو اونی چادریں ملیں۔ دوشالہ یعنی پشمینہ کی دوہری چادر۔ (فیروز اللغات، ص ۶۵۶) اور پشمینہ یعنی اُونی (Wool) کپڑا۔ (فیروز اللغات، ص ۶۹۸)۔ جوڑا یعنی ایک سی دو چیزیں (Pair) اس شعر سے حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مراد نہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرکار سے پشمینہ کی دوہری چادر دو عدد ملیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اُن کے عقد میں حضور اقدس کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔ یہاں جوڑا سے مراد زوجہ یعنی بیوی ہے۔

اس صنعت میں حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اشعار اتنی کثرت سے ہیں کہ بلا کسی وضاحت وتشریح صرف اشعار پیش کرنا بھی دشوار ہے۔ اس صنعت میں حضرت رضا کے اشعار سیکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ خصوصاً حصہ سوم میں علم ہیئات ونجوم کی اصطلاح میں جو نعتیہ قصیدہ ہے، وہ قصیدہ اس صنعت کے اشعار سے چھلک رہا ہے۔ ناظرین کی ضیافت طبع کی خاطر چند اشعار "حدائق بخشش" حصہ اوّل ودوم سے پیش کر رہے ہیں لیکن بلا کسی تبصرے اور تفصیل کے صرف رواں رواں پیش کر رہے ہیں:-

(۴) صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جھک جھک کے بجا لاتی ہیں مُجرا تیرا

(۵) ہوئی کم خوابی ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی
تصوّر خوب باندھا آنکھوں نے استار تربت کا

(۶) چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آگئی
کر چکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں

(۷) اشک برساؤں چلے کوچۂ جاناں سے نسیم
یا خُدا جلد کہیں نکلے بُخار دامن

Marfat.com

(۸) کیوں نالہ سوزئے کروں، کیوں خونِ دل پیوں
سیخ کباب ہوں نہ میں جام شراب ہوں

(۹) بوئے کبابِ سوختہ آتی ہے مے کشو
چھلکا شرابِ چشت سے جامِ ابوالحسین

(۱۰) سونے کو تپائیں جب کچھ مِیل ہو یا کچھ مَیل
کیا کام جہنم کے دَھرے کو کھرے دل سے

(۱۱) ذبح ہوتے ہیں وطن سے بچھڑے
دیس کیوں گاتے ہیں گانے والے

(۱۲) عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے

(۱۳) نہ چونکا دن ہے ڈھلنے پر تری منزل ہوئی کھوٹی
ارے او جانے والے نیند یہ کب کی نکالی ہے

(۱۴) سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے نیند ہے میٹھی تیری مت ہی نرالی ہے

(۱۵) کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے
سکتہ میں پڑی ہے عقل چکر میں گماں آیا

مضمون کی طوالت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اردو ادب کے نامور شعراء کے اشعار کا جائزہ ترک کر کے صرف حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اشعار ہی پیش کئے ہیں۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ صنعت ایہام کے اشعار جس کثرت سے حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں پائے جاتے ہیں، وہ کثرتِ تعداد دیگر شعراء کے کلام میں نہیں پائی جاتی۔ علاوہ ازیں حضرت رضا کے کلام میں جس نفاست اور معنویت کے ساتھ ذو معنی الفاظ کا استعمال اور مراد پائی جاتی ہے، اس کی نظیر نہیں ملتی۔

Marfat.com

(۳۷) "خطِ توام"

لفظ توام کے لغوی معنی ہیں جُڑواں۔ایک ساتھ کے پیدا شدہ بچے (فیروز اللغات،ص ۳۸۷)۔اور عام طور پر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ایک ساتھ پیدا ہونے والے جڑواں بچے شکل، صورت اور سیرت میں بہت ہی مشابہت رکھتے ہیں۔اسی لغوی لفظ ''توام'' کے ساتھ لفظ ''خط'' کی اضافت کر کے ''خط توام'' ایجاد کیا گیا ہے۔کیونکہ خط توام دو۲ ورقوں میں ہوتا ہے اور دونوں اوراق میں صرف حروف تہجی منفرد طور پر لکھے ہوتے ہیں اور دونوں اوراق بنظر ظاہر بالکل مشابہ ہوتے ہیں۔

خط توام اس خط کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعے عاشق و معشوق کے درمیان کے نازک ترین معاملات اور عشق و محبت کے راز اور پیغام ایک دوسرے تک پہنچائے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ملکی، فوجی، سیاسی اور حکومت سے تعلق رکھنے والے اور دیگر نوعیت کے اہم اور خفیہ راز اور احکام و فرامین بھی اس خط کے ذریعے پہنچائے جاتے ہیں کیونکہ اس خط کے طرزِ تحریر اور اس کے ارسال کے ضوابط کی وجہ سے افشاء راز کا اندیشہ نہیں ہوتا بلکہ پوشیدہ رہتے ہیں۔خط و کتابت کا یہ طریقہ نہایت سلامت و محفوظ ہونے کی وجہ سے از راہِ احتیاط معاملات کی سنجیدگی اور اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے خط توام کا طریقہ اپنایا جاتا ہے۔

خط توام لکھنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے خط کا مضمون طے کیا جاتا ہے۔پھر ایک کاغذ کے دو ٹکڑے کر کے اس مضمون کو ان دو ٹکڑوں میں اس طرح تقسیم کر دیا جاتا ہے کہ صفحہ نمبر ا پر مضمون کے جملے کے لفظ کا ایک حرف اور صفحہ نمبر ۲ پر دوسرا حرف لکھ دیا جاتا ہے۔اسی ترکیب سے پورا مضمونِ خط ان دونوں ٹکڑوں میں لکھ کر پورا کیا جاتا ہے۔پھر مکتوب الیہ کو ان میں کا ایک ٹکڑا پہلے بھیجا جاتا ہے۔جب مکتوب الیہ کی طرف سے مکتوب منہ (خط لکھنے والے) کو اطلاع ملتی ہے کہ پہلا حصہ خیریت سے پہنچ گیا ہے، تب وہ دوسرا حصہ ارسال کرتا ہے۔

Marfat.com

مکتوب الیہ دونوں ٹکڑے مل جانے پر دونوں کو ملا کر مضمون حل کر لیتا ہے۔ اس خط لکھنے کے کئی طریقے ہیں۔ قارئین کی آسانی کیلئے ہم ذیل میں ایک سہل طریقہ پیش کرتے ہیں:-

''صفحۂ اول''

6	5	4	3	2	1
ا ھ	ک ما	م ن	ا ت ا	خ ن	م ب ب

''صفحۂ دوم''

6	5	4	3	2	1
و	ا ی ب	ی	م ح ن	ا	ح و

مذکورہ دو صفحات میں سے اگر کسی کے ہاتھ میں ایک صفحہ آ گیا یا نامہ بر نے راہ میں خط کو لفافے سے نکال کر پڑھنے کی کوشش کی، تو اس کے پلّے کچھ بھی نہ پڑے گا۔ لیکن مکتوب الیہ جو اس خط کے طور طریقے سے واقف ہے، وہ دونوں ٹکڑوں کی وصولی پر آسانی سے خط حل کر لے گا۔

مندرجہ بالا جو دو ٹکڑے لکھے ہوئے ہیں، اس کو حل کرنے کی ترکیب یہ ہے۔ صفحۂ اول اور صفحہ دوم میں خط کا مضمون دو حصّوں میں لکھا ہوا ہے۔ دونوں مضمون پر نمبر ۱ سے نمبر ۶ تک کے کل چھ ۶ الفاظ ہیں۔ اس کو حل کرنے کے لئے یہ قاعدہ ہے کہ ہر لفظ کا پہلا حرف صفحہ اوّل سے لیا جائے اور دوسرا حرف صفحۂ دوم سے لیا جائے۔ صفحہ اول کے لفظ نمبر ا کے کالم میں ''م۔ ب۔ ب'' حروف ہیں۔

صفحہ دوم کے لفظ نمبر ا کے کالم میں 'ح۔ و' حروف ہیں۔

اب صفحہ اوّل سے پہلے حرف ''م'' لو اس کے بعد صفحہ دوم سے ''ح'' لو۔ پھر صفحۂ اوّل سے ''ب'' لو۔ پھر صفحۂ دوم سے ''و'' لو۔ پھر صفحۂ اول سے ''ب'' لو۔ نتیجہ یہ آیا ''م۔ ح۔ ب۔ و۔ ب) یعنی ''محبوب''۔ اس طریقے سے صفحہ اول اور دوم دونوں کے الفاظ کے کالم نمبر ا سے ''محبوب'' کا لفظ حاصل ہوا۔ اسی طریقے پر پھر صفحہ نمبر ا کے الفاظ نمبر ۲

Marfat.com

سے حرف لینے کی ابتداء کر کے تمام الفاظ حل کریں گے تو حسب ذیل نتیجہ آئے گا:۔

صورت حل

6	5	4	3	2	1
ھ وا	ک ا م ی ا ب	م ی ن	ا م ت ح ا ن	خ ا ن	م ح ب و ب

ما حصل (نتیجہ)

6	5	4	3	2	1
ہوا	کامیاب	میں	امتحان	خان	محبوب

مذکورہ ترکیب سے صفحہ نمبرا اور نمبر۲ کو حل کرنے سے ''محبوب خان امتحان میں کامیاب ہوا'' کا جملہ حاصل ہوا۔ یعنی دو ٹکڑے جمع ہوئے اور اُن دونوں ٹکڑوں کو عارف یعنی جاننے والے کی نظر نے دیکھا، تو اُس نے دونوں ٹکڑوں کو ملا کر ایک مضمون حاصل کرلیا۔ اسی طرز خطِ توام میں حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایمان افروز مثال پیش کی ہے جو ذیل میں ملاحظہ ہو:

✪ حضرت رضا فرماتے ہیں:۔

ایک سینہ تک مشابہ، اک وہاں سے پاؤں تک
حُسن سبطین اُن کے جاموں میں ہے نیما نور کا
صاف شکلِ پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خطّ توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

یعنی شہزادۂ رسول، سیدنا سرکار امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان، حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سینہ تک مشابہ تھے اور شہید کربلا، دافع کرب و بلا، شہزادۂ گل گوں قبا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سینے سے لے کر پاؤں تک اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔ سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک جگہ ساتھ میں جمع کر دیا جائے، تو ان دونوں شہزادوں کو ایک ساتھ دیکھنے سے

Marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پورا جسم اقدس اپنے پورے وجود نورانی کے ساتھ صاف اور نمایاں طور پر نظر آئے گا۔ یعنی جس طرح خط توام کے دو ٹکڑوں کو ملا دینے سے خط کا مضمون سامنے آجاتا ہے، اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر کے دو نورانی ٹکڑوں کو ملا دینے سے حضور کا سراپا نظر آجائے گا۔ اسی مضمون کو حضرت رضا بریلوی نے ایک نرالے ایمانی انداز میں اپنی رباعی میں اس طرح بیان کیا ہے:-

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین
اُس نور کی جلوہ گہ تھی ذاتِ حسنین
تمثیل نے اُس سایہ کے دو حصے کئے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

خطِ توام کے ذکر کے ساتھ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو دو اشعار نظم فرمائے ہیں، اس کی مثال میں اردو ادب میں کسی بھی شاعر کا ایسا شعر نہیں پایا جاتا۔ علاوہ ازیں حضرت رضا نے دو شہزادوں کے ملانے پر نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سراپا نظر آنے کا جو تخیل بیان کیا ہے، ایسا تخیل عربی، فارسی، اردو، ہندی یا دیگر کسی بھی زبان کے شاعر کے کلام میں نہیں پایا جاتا۔

(۳۸) "صَنعَتِ اِشتِقَاق"

اشتقاق = ایک کلمہ سے دوسرا کلمہ بنانا۔ (فیروز اللغات) یعنی شاعر کا اپنے شعر میں ایسے چند الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک ہی ماخذ اور ایک ہی اصل سے ہوں۔ نیز وہ الفاظ معنی کے اعتبار سے بھی موافقت رکھتے ہوں۔

[Derivation of one world from another word]

اس صنعت میں اردو ادب کے صفِ اوّل کے شعراء نے اشعار کہنے کی ضرور سعی کی

Marfat.com

ہے۔ان کے کلام میں اس صنعت کے اشعار بھی پائے جاتے ہیں لیکن بہت ہی محدود تعداد میں۔حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں اس صنعت کے اشعار کثرت سے پائے جاتے ہیں۔اُن تمام اشعار کو یہاں پیش کرنا ممکن نہیں۔قارئین کرام کی فرح طبع کی غرض سے چند اشعار پیشِ خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:۔

✪ مِٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اس شعر میں ● مِٹ ● مٹتے ● مٹ جائیں گے ● مٹا ● مٹے گا کے الفاظ ہیں۔یہ تمام الفاظ ایک ہی ماخذ سے اور معنی میں بھی موافقت رکھتے ہیں۔

✪ طور پر کوئی کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار،
سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

اس شعر میں تین متفرق الفاظ ● بالاؤں ● بالا اور ● بالائی کا استعمال کیا گیا ہے۔یہ تمام الفاظ کی اصل ایک ہی ہے۔ان تمام الفاظ کے معنی الگ ہونے کے باوجود ان تمام الفاظ میں باعتبار معنی موافقت پائی جاتی ہے۔

✪ سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے،
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

اس شعر میں ● اچھوں ● اچھا ● اچھے اور ● اچھا کے الفاظ ایک ہی ماخذ سے ہیں۔

✪ قادری کر قادری رکھ، قادریوں میں اُٹھا،
قدرِ عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

اس شعر میں ● قادری ● قادری ● قادریوں ● قدر ● قادر ● قدرت کے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ان تمام الفاظ کا ایک ہی ماخذ ہے۔

✪ مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا،
نہ یہاں ''نا'' ہے، نہ منگتا سے یہ کہنا ''کیا ہے''

Marfat.com

اس شعر میں ● مانگ ● مانگی اور ● منگتا کے الفاظ ایک ہی ماخذ سے ہیں۔ اسی طرح لفظ ● ''نہ'' اور ● ''نا'' بھی ایک ہی ماخذ سے ہیں۔

✪ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو،
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

اس شعر میں ● تھے اور ● تھا ایک ماخذ سے ہیں۔ اسی طرح لفظ ● ہوں اور ● ہو کا ماخذ بھی ایک ہے۔ ● ہیں اور ● ہے یہ دونوں الفاظ کی اصل بھی ایک ہے۔

✪ ذیابٌ فی ثیابٍ، لب پہ کلمہ دل میں گستاخی،
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

اس شعر میں ● سلام ● اسلام اور ● تسلیم کے الفاظ ایک ماخذ سے ہیں۔

✪ رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درود
شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

اس شعر میں لفظ ● رفع اور ● ارفع ایک ماخذ سے ہیں۔ اسی طرح لفظ ● صدر اور ● صدارت بھی ایک ماخذ سے ہیں۔

✪ ان کو تملیک ملیک الملک سے،
مالک عالم کیا پھر تجھ کو کیا

اس شعر میں لفظ ● تملیک ● ملک اور ● مالک ایک ہی ماخذ سے ہیں۔

✪ نصر و بونصر اس کے نصر نصیر،
ناصر اپنا ہے احمد نوری (حدائق، حصہ ۳، ص ۷۵)

اس شعر میں لفظ ● نَصر ● نَصر ● نَصِیر اور ● نَاصِر ایک ہی ماخذ سے ہیں۔

مندرجہ بالا صرف دس (۱۰) اشعار بطور مثال پیش کئے ہیں۔ اس صنعت کے اشعار حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ایک سو (۱۰۰) سے بھی زائد ہیں۔

Marfat.com

(۳۹) "صَنعَتِ شُبہِ اِشتِقاق"

شبہ = گمان، وہم (فیروز اللغات، ص ۸۳۷) یعنی اشتقاق کا گمان کرنا۔ یہ اس صنعت کو کہتے ہیں کہ شاعر اپنے شعر میں چند ایسے الفاظ لائے جو آپس میں ملتے جُلتے ہوں لیکن ایک ماخذ سے نہ ہوں۔ حالانکہ بنظرِ ظاہر وہ الفاظ ایک ماخذ سے محسوس ہوں۔

صنعت اشتقاق کے مقابلے میں صنعت "شبہ اشتقاق" مشکل ہے۔ اس صنعت میں شعر گوئی کے لئے شاعر کا لغت پر کامل عبور ہونا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں علم الصرف اور علم النحو میں بھی کمال مہارت کا حامل ہونا لازمی ہے۔ اسی وجہ سے اردو ادب کے نامور شعراء کے کلام میں اس صنعت کے اشعار بہت ہی قلیل تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کچھ شاعروں کے دیوان اس صنعت کے اشعار سے خالی پائے جاتے ہیں۔ اردو ادب کے اصاغر شعراء کو تو اس صنعت کی بھنک تک بھی محسوس ہونا دُشوار ہے۔ لیکن حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش شریف" میں اس صنعت کے اشعار اتنی کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ عقلیں حیران و دنگ ہیں۔ خوبی کی بات تو یہ ہے کہ حضرت رضاؔ بریلوی نے مختلف اور متفرق ماخذ و معنی کے یکساں محسوس ہونے والے الفاظ کو اتنی عمدگی سے استعمال فرمایا ہے کہ داد و تحسین کے لئے موزوں الفاظ نہیں ملتے۔ چند اشعار پیشِ خدمت ہیں:-

✪ ابنِ زہرا سے تیرے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکر بے باک یہ زہرا تیرا

اس شعر میں لفظ ● زہرا ● زہر اور ● زہرا تین الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ تینوں الفاظ بظاہر ایک ماخذ سے محسوس ہوتے ہیں لیکن تینوں الگ ماخذ سے ہیں اور تینوں الگ معنوں میں ہیں۔ ● زہرا = حضرت خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب

Marfat.com

ہے۔ ● زہر = سم، بس، ہلاہل (Poision) ● زہرا = حوصلہ، دلیری۔ الفاظ کے معنی جاننے کے بعد اب شعر کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجائے گا۔ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

''ابنِ زہرا یعنی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے یعنی حضور قطب الاقطاب، غوثِ اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تیرے دل میں زہر بھرا ہوا ہے۔ یعنی تیرے دل میں بُغض اور عداوت ہے۔ ''زہر بھرا ہونا'' محاورہ ہے۔ جس کے معنی ہیں کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ ہونا یا کسی کی طرف سے بُغض یا بدی ہونا۔ (فیروز اللغات، ۷۵۵)۔ یہ خطاب منکروں سے کرتے ہوئے حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ منکرِ بارگاہِ غوثیت کو تنبیہ فرماتے ہیں کہ ''بل بے'' یعنی آہا۔ واہ۔ خوب (فیروز اللغات، ص ۲۱۰)۔ اے منکر! تو اتنا بے باک یعنی بے ادب اور بے پرواہ ہو گیا ہے کہ تیری دلیری پر اور تیرے آوارہ حوصلوں پر تعجب ہے''۔

✪ مُشک بو کوچہ یہ کس پھول کا جھاڑا ان سے
حوریو عنبر سارا ہوئے سارے گیسو

اس شعر میں لفظ ● سارا اور سارے بظاہر ایک ماخذ سے محسوس ہوتے ہیں لیکن دونوں کے ماخذ الگ ہیں۔ ● سارا = خوشبودار (فیروز اللغات، ص ۷۶۳) اور ● سارے = تمام، کُل (ایضاً) معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

✪ سونا پاس ہے، سونا بن ہے، سونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے نیند ہے میٹھی تیری مت ہی نرالی ہے

اس شعر میں ● سونا = طلا، (Gold)، ● سونا = ویران اور سونا = نیند کرنا بظاہر ایک ہی ماخذ کے الفاظ محسوس ہوتے ہیں لیکن تینوں الفاظ کے ماخذ الگ ہیں۔

✪ شر خیر شور شرر دور نار نور
بشریٰ کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے

Marfat.com

اس شعر میں ● شر ● شور ● شرر یہ تینوں بظاہر ایک ماخذ سے محسوس ہوتے ہیں۔ اسی طرح ● بشریٰ اور ● بشر بھی بظاہر ایک ماخذ سے محسوس ہوتے ہیں لیکن یہ تمام الفاظ کے الگ الگ ماخذ ہیں۔ ● شر = بدی، برائی (فیروز اللغات، ص ۸۳۷) ● شور = غُل، غوغا (فیروز اللغات، ص ۸۴۹) ● شرر = آگ کی چنگاری، کینہ (فیروز اللغات، ص ۸۳۹) ● بُشریٰ = بشارت، خوشخبری اور ● بشر = آدمی، انسان (فیروز اللغات، ص ۲۰۵) کے معنی میں الگ الگ ماخذ سے استعمال ہوئے ہیں۔

✪ کیا بنا نامِ خدا اَسرا کا دولہا نور کا
سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانہ نور کا

اس شعر میں لفظ ● اسرا ● سر اور ● سہرا بظاہر ایک ماخذ سے محسوس ہوتے ہیں لیکن ان تینوں الفاظ کے ماخذ جُدا ہیں۔

✪ مدینہ جانِ جنان وجہاں ہے وہ سن لیں
جنہیں جنون جناں سوئے زاغ لے کے چلے

اس شعر میں ● جان ● جنان ● جہاں ● جنون اور ● جناں کے الفاظ بظاہر ایک ماخذ سے محسوس ہوتے ہیں لیکن یہ تمام الفاظ الگ الگ ماخذ سے ہیں۔

✪ جو تیرا طِفل ہے کامل ہے یا غوث
طُفیلی کا لقب واصل ہے یا غوث

اس شعر میں لفظ ● طفل اور ● طفیلی بظاہر ایک ماخذ کے معلوم ہوتے ہیں لیکن دونوں الگ الگ ماخذ سے ہیں۔ ● طفل = لڑکا، بچہ (فیروز اللغات، ص ۸۷۸) اور ● طفیلی = دوسروں کی بدولت گزارہ کرنے والا (فیروز اللغات، ص ۸۷۹)۔

✪ فرشتے خدم، رسول حشم، تمام اُمم، غلام کرم
وجود وعدم، حدوث قدم، جہاں میں عیاں تمہارے لئے

اس شعر میں ● خِدم ● حشم ● عدم ● قِدم ● اُمم ● تمام ● کرم ● غُلام کے

Marfat.com

الفاظ پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ ان کا ماخذ ایک ہے لیکن الفاظ الگ الگ ماخذ سے ہیں۔

✪ سِر میں ساری ہے سِرّ پاک ترے
سِر یہ سارا ہے احمد نوری (حدائق، حصہ۳، ص۴۷)

اس شعر میں ● سِر ● ساری ● سِرّ اور ● سارا بنظر ظاہر ایک ماخذ سے محسوس ہوتے ہیں لیکن ان کا ماخذ ایک نہیں۔

✪ رحم فرمائیے یا شاہ کہ اب تاب نہیں
تابکے خون رُلائے غمِ ہجراں ہم کو

اس شعر میں لفظ ● تاب اور تابکے بنظر ظاہر ایک ماخذ سے محسوس ہوتے ہیں لیکن دونوں الگ ماخذ سے ہیں۔ ● تاب = صبر، برداشت، تحمل، طاقت، مجال وغیرہ (فیروز اللغات ص ۳۰۳)۔ اور ● تابکے = کب تک (فیروز اللغات، ص ۳۳۳)۔

مذکورہ اشعار کے معائنہ سے ناظرین کرام لطف اندوز ہوئے ہوں گے۔ ناظرین کرام کی فرحِ طبع کی خاطر دس اشعار مثال میں پیش کئے ہیں۔ اس صنعت کے دیگر اشعار کے لئے اہل ذوق حضرات "حدائق بخشش" کی طرف رجوع فرمائیں۔

(۴۰) "صَنعَتِ سِیَاقُ الْاَعْدَادْ"

شاعر اپنے شعر میں مختلف اعداد کا استعمال کرے۔ پھر وہ اعداد چاہے ترتیب وار ہوں خواہ بے ترتیب ہوں۔ لفظ "سیاق" کے لغوی معنی ربطِ مضمون، حساب، گنتی، دفتری اصطلاح، حساب کے قاعدے وغیرہ ہیں (فیروز اللغات، ص ۸۲۵)۔

[Enumeration by the Arabic alphabet]

اردو ادب کے شعراء کے کلام میں اس صنعت کے معدودے اشعار پائے جاتے ہیں۔

Marfat.com

✪ **ظفر کا شعر ہے:-**

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

اس شعر میں شاعر نے ● چار۴ اور ● دو۲ کے اعداد کا اپنے شعر میں استعمال کیا ہے۔ شاعری کی اس صنعت کے لوازمات میں یہ امر بھی ہے کہ شعر میں ایک سے زیادہ اعداد کا ذکر کرنا لازمی ہے۔ اگر شاعر نے شعر میں کسی ایک ہی عدد کا ذکر کر دیا تو وہ شعر اس صنعت میں شمار نہ ہوگا۔ مثلاً

✪ **شکیل بدایونی کا شعر ہے:-**

نالہ کشو اٹھادو آہ و فغاں کی رسمیں
دو دن کی زندگی ہے، کاٹو ہنسی خوشی سے

اس شعر میں شاعر نے دو۲ کا ایک ہی عدد استعمال کیا ہے۔ لہٰذا یہ شعر صنعت سیاق الاعداد میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں اس صنعت کے اشعار کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں:-

■ ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

اس شعر میں ● ایک ● سو اور ● لاکھ کے اعداد کا استعمال کیا گیا ہے۔

■ ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

اس شعر میں ● پانچ۵ اور ● چار۴ کے اعداد کا ذکر کیا گیا ہے۔

■ پانسو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام
آس ہم کو بھی لگی ہے تری شنوائی کی

اس شعر میں ● ۵۰۰ اور ● ۲ کے عدد کا استعمال کیا گیا ہے۔

Marfat.com

■ شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

اس شعر میں ● شش یعنی چھ ۶ اور ● ایک ۱ کے اعداد کا استعمال کیا گیا ہے۔

■ ترے چاروں ہمدم ہیں یک جان یک دل
ابوبکر فاروق عثمان علی ہے

اس شعر میں ● چار ۴ اور ● یک یعنی ایک ۱ کے اعداد کا استعمال کیا گیا ہے۔

■ وہ دیکھو جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی
پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

شعر میں ● بست یعنی بیس ۲۰ اور ● چہارم یعنی چار ۴ کے اعداد کا استعمال کیا گیا ہے۔

■ جو ایک بار آئے دو بارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

اس شعر میں ● ایک ۱ اور ● دو ۲ کے اعداد استعمال کیئے گے ہیں۔

■ قسمت میں لاکھ پیچ ہوں، سو بل ہزار کج
یہ ساری گتھی اک تری سیدھی نظر کی ہے

اس شعر میں ● لاکھ ● سو ۱۰۰ ● ہزار ۱۰۰۰ اور ● اک ۱ کے اعداد کا استعمال کیا گیا ہے۔

■ دو قمر دو پنجۂ خور دو ستارے دس ہلال
ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں

اس شعر میں ● دو ۲ تین مرتبہ اور ● دس ۱۰ کے اعداد کا استعمال کیا گیا ہے۔

■ ہاں نہ ان دو کا تیسرا دیکھا
آنکھیں کھلتیں ذرا محبّ رسول (حدائق، حصہ ۳، ص ۴۲)

اس شعر میں ● دو ۲ اور ● تین ۳ کے اعداد کا استعمال کیا گیا ہے۔

مذکورہ اشعار کے علاوہ دیگر اشعار صنعت سیاق الاعداد کے لئے قارئین کرام حدائق بخشش کی طرف رجوع فرمائیں۔

Marfat.com

"حضرت رضا کے کلام میں محاورات اور کہاوت"

دنیا کی ہر زبان میں عوام کی بول چال اور عوامی اصطلاحات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کسی خاص مفہوم بیان کرنے کیلئے لغوی اور اصطلاحی معنی کی مناسبت سے کچھ جملے اور مقولے متعیّن کئے گئے ہیں اور کچھ خود بخود متعیّن ہو گئے ہیں۔ عوام اور خواص اپنی روزمرّہ کی گفتگو میں اُن کلمات کو استعمال کرتے ہیں۔ ان جملوں یا کلمات کو محاورہ، کہاوت اور مثل کہا جاتا ہے۔

✪ **محاورہ :** بول چال، بات چیت، وہ کلمہ یا کلام جسے اہل زبان نے لغوی معنی کی مناسبت یا غیر مناسبت سے کسی خاص مفہوم کے لئے مخصوص کرلیا ہو۔
(فیروز اللغات، ص۱۲۱۰) [Idiom]

✪ **کہاوت :** قول، بچن، مثل، ضرب المثل۔
(فیروز اللغات، ص۱۰۴۹) [Proverb]

✪ **مثل :** کہاوت، مثال (فیروز اللغات، ص۱۲۰۳)
[Metaphor Proverb]

مذکورہ تفصیل سے محاورہ اور کہاوت کے طور پر دو قسم کے مقولے اور کلمے خواص وعوام میں رائج ہیں۔ مثل اور کہاوت ایک ہی معنی میں ہیں۔ شاعر اپنی شاعری میں محاورات اور کہاوت کا استعمال کرتا ہے لیکن محدود تعداد میں۔ کیونکہ محاورات و کہاوت کے رائج الفاظ کو شعر میں نظم کرنا اور ان الفاظ کو شعر میں استعمال کرنے کے بعد شعر کا وزن برقرار رکھنا اور مضمون کا تسلسل قائم رکھنا نہایت دشوار مرحلہ ہے۔ لیکن پھر بھی موقعہ اور محل کی مناسبت اور موافقت کی حصولی پر شاعر اپنے کلام میں محاورہ یا کہاوت کا استعمال کرنے میں تامل نہیں کرتا بلکہ حتی الامکان سعی کرتا ہے کہ اس کا کلام ضرب المثل کلمات سے آراستہ

Marfat.com

ہو کیونکہ اُن محاورات اور کہاوت کا اشعار میں استعمال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ شاعر کو زبان (Language) پر کامل عبور حاصل ہے۔ علاوہ ازیں شاعر اپنے کلام کے ذریعہ بہت سے امور کی ترجمانی کرتا ہے۔ شاعر کا کلام معاشرے سے بھی تعلق رکھتا ہے لہٰذا معاشرے کی رائج بولی، محاورے، مقولے، ملفوظات، کہاوت، ضرب المثل کلمے وغیرہ سے واقفیت رکھنا شاعر کے لئے ضروری ہے۔ لہٰذا اسی لئے اسلامی قوانین میں ''رسم الافتاء'' کی شاخ میں یہ بات لوازمات سے ہے کہ مفتی کے لیے ضروری ہے کہ وہ زمانے کی رائج زبان کی لُغت اور محاورات سے کامل طور پر واقفیت رکھتا ہو تا کہ کسی کے قول پر کوئی شرعی حکم نافذ کرنے سے پہلے وہ متکلم کے قول کو لغت اور کہاوت کی میزان میں تول پرکھ کر متکلم کے قول کی تاویل، اس کی مراد، منشاء وغیرہ کی تہ تک پہنچ سکے اور اس کے بعد ہی وہ کوئی فتویٰ صادر کرے۔

عوام کی اصطلاح اور عوام میں ضرب المثل کلمات سے مطلع ہونا اور ان کلمات کا اپنے اشعار میں استعمال کرنا شاعر کی علمی وسعت اور لُغت کی مہارت کی دلیل ہے۔ اردو ادب کے چند نامور شاعروں کے کلام سے بطور نمونہ ایک ایک شعر پیشِ خدمت کرتے ہیں:-

✪ **مرزا غالبؔ کا شعر ہے:-** غالبؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں
روئیے زار زار کیا؟ کیجئے ہائے ہائے کیوں

اس شعر میں دو محاورے ہیں (۱) زار زار رونا = آٹھ آٹھ آنسو رونا۔ بہت رونا۔ (فیروز اللغات، ص ۷۳۷)۔ (۲) ہائے ہائے کرنا = واویلا کرنا، غُل مچانا، کراہنا۔ (فیروز اللغات، ص ۱۴۳۰)۔

✪ **جگر مرادآبادی کا شعر ہے:-** لکھے خط اُن کا کیا ضبط بہت کچھ لیکن
تھر تھرائے ہوئے ہاتھوں نے بھرم کھول دیا

اس شعر میں دو محاورے ہیں (۱) ہاتھ تھرانا = ہاتھ کانپنا (فیروز اللغات، ص ۱۴۲۲)
(۲) بھرم کھلنا = بھید ظاہر ہونا۔ (فیروز اللغات، ص ۲۳۴)

Marfat.com

شکیل بدایونی کا شعر ہے:- پھیکا سا ہو چلا ہے کچھ افسانۂ حیات
آؤ کہ اِس میں رنگ بھریں ابتدا سے ہم

اس شعر میں ایک محاورہ ہے (۱) رنگ بھرنا = داستان کو دلچسپ بنانا (فیروز اللغات، ص ۷۲۱)۔

فراق گورکھپوری کا شعر ہے:- بدلتا ہے جس طرح پہلو زمانہ
یونہی بھول جانا، یونہی یاد آنا

اس شعر میں ایک محاورہ ہے (۱) پہلو بدلنا = دوسرا طرز اختیار کرنا۔ (فیروز اللغات، ص ۳۱۱)۔

اکبرالٰہ آبادی کا شعر ہے:- بوٹ ڈاسن نے بنایا، میں نے اک مضمون لکھا
ملک میں مضمون نہ پھیلا اور جوتا چل گیا

اس شعر میں ایک محاورہ ہے۔ جو شاعر نے اپنے مضمونِ شعر کا ماحصل بنایا ہے (۱) جوتا چلنا = ایک دوسرے کو جوتے سے مارنا (فیروز اللغات، ص ۴۸۱)۔

جوش ملیح آبادی کا شعر ہے:- اس زمانے میں کہ ہر ذرّہ ہو جب جاذِبِ دل
نرگس ناز کے دھوکے میں نہ آنا کیسا؟

اس شعر میں ایک محاورہ ہے (۱) دھوکے میں آنا = دھوکا کھانا (فیروز اللغات، ص ۶۶۸)۔

فیض احمد فیض کا شعر ہے:- اب جنوں حد سے بڑھ چلا ہے
اب طبیعت بہل چلی ہے

اس شعر میں ایک محاورہ ہے۔ (۱) طبیعت بہلنا = جی لگنا، وقت خوشی میں گزرنا، دل کا سیر تماشے کی طرف مصروف ہونا۔ (فیروز اللغات، ص ۸۷۵)۔

اصغر گونڈی کا شعر ہے:- دیر وحرم بھی منزل جاناں میں آئے تھے
پر شکر ہے کہ بڑھ گئے دامن بچا کے ہم

Marfat.com

اس شعر میں ایک محاورہ ہے (۱) دامن بچانا = الگ رہنا، سلامت روی۔ (فیروز اللغات، ص ۶۱۰)۔

✪ **فانی بدایونی کا شعر ہے:-** ہر تبسم کو چمن میں گریہ ساماں دیکھ کر
جی لرز جاتا ہے اِن غنچوں کو خنداں دیکھ کر

اس شعر میں ایک محاورہ ہے۔ (۱) جی لرزنا = خوف یا اندیشہ ہونا، ڈرنا۔ (فیروز اللغات، ص ۵۰۳)۔

اردو ادب کے ہر شاعر کے کلام میں اسی طرح محاورات پائے جاتے ہیں لیکن محدود تعداد میں۔ ان شعراء کے کلام میں زیادہ تر ''چبے چبائے'' ہی محاورات پائے جاتے ہیں۔ ایک ہی محاورہ کئی اشعار میں استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا لطفِ جدّت نایاب ہے۔ لیکن حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں محاورات اور کہاوت کی اتنی کثرت ہے کہ عقلیں دنگ ہیں۔ اردو ادب کے صفِ اوّل کے شعراء کے دیوان ہم نے طائرانہ نظر سے دیکھ کر ہی اندازہ لگا لیا کہ اُن کے کلام میں محاورات کا استعمال کرنے میں بُخل سے کام لیا گیا ہے۔ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' کو ہم نے پہلے سرسری نظر سے دیکھا۔ اس طرح کے مطالعہ میں ہم کو بہت سارے محاورات نظر پڑے لہٰذا ارادہ کیا کہ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں استعمال شدہ محاورات کو چھانٹ کر اس کی ایک فہرست مُرتب کر لی جائے۔ بڑی اُمنگ، بڑے حوصلے اور شوق سے ہم نے اس کام کو حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیض کے بھروسے پر شروع کیا۔ مسلسل دو شب تک کام جاری رکھا۔ چند نعتوں کا محاورات ڈھونڈھنے کے لئے گہری نظر سے معائنہ کیا اور محاورات کی فہرست مرتب کرنی شروع کی، تو ایسا لگا کہ اس عنوان پر تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ اتنی کثرت سے محاورات پائے گئے کہ ان تمام کو یہاں صرف اشارۃً یا کنایۃً ذکر کرنا بھی ممکن نہیں۔ چند نعتوں میں ہی کئی صفحات بھر گئے۔ لہٰذا مجبوراً پوری ''حدائق'' سے محاورات الگ چھانٹ کر فہرست مرتب کرنے کا کام ادھورا چھوڑنا پڑا۔

Marfat.com

حوصلہ جواب دے چکا۔ اگر کوئی صاحب قلم ہمت اور حوصلے سے یہ کام انجام دے تو ایک ضخیم کتاب اس عنوان پر مرتب ہوسکتی ہے، جو رضویات کے خزانے میں اضافہ کرے گی۔

ہماری اس تمہیدی گذارش کی شہادت ذیل میں درج حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار کے معائنہ سے حاصل ہوجائے گی کہ جب دو چار نظم میں محاورات کی اتنی بہتات وکثرت ہے تو پوری ''حدائق بخشش'' کا عالم کیا ہوگا؟

✪ حضرت رضا کے کلام میں محاورات کی جھلک:۔

شعر نمبر	شعر از حدائق بخشش	شعر میں مستعمل محاورہ اور اس کا مطلب	فیروز اللغات	تعداد محاورہ
(۱)	دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا	✪ تارے کھلنا = صاف رات میں تارے نکلنا	صفحہ ۳۳۶	۱
(۲)	تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا	✪ قدموں میں = زیر سایہ ✪ منہ دیکھنا = صورت دیکھنا، چہرہ دیکھنا ✪ نظر پر چڑھنا = پسند آنا	۹۵۲ ۱۳۰۳ ۱۳۶۴	۳
(۳)	تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا	✪ ٹکڑوں پر پڑے ہونا = مفت کی روٹیاں کھانا ✪ ٹھوکر مارنا = ٹھکرانا ✪ جھڑکیاں کھانا = عتاب سننا ✪ صدقہ دینا = خیرات کرنا	۴۱۸ ۴۳۰ ۴۹۵ ۸۶۱	۴
(۴)	دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا	✪ دل اڑ چلنا = دل کا بے قابو ہونا ✪ بھاری ہونا = وزنی اور قیمتی ہونا	۶۳۲ ۲۲۹	۲
(۵)	جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا	✪ قیامت ہے = آفت ہے، بلا ہے ✪ جان جانا = وفات پانا، مرجانا ✪ مرنے کو ٹھہرا ہے = موت کے قریب ہے	۹۶۸ ۴۴۴ ۱۲۳۴	۳

Marfat.com

۲	۳۱۱ ۹۵۵	✪ پہرا دینا = حفاظت کرنا، نگرانی کرنا ✪ قسم کھانا = حلف اٹھانا، عہد کرنا	میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا	(۶)
۳	۱۰۹۰ ۶۳۹	✪ گردن جھکنا = مطیع ہونا ✪ دل لوٹ ہونا = فریفتہ ہونا، شیدا ہونا ✪ سر بچھنا = عاجزی و انکساری کرنا	گردنیں جھک گئیں، سر بچھ گئے، دل لوٹ گئے کشفِ ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا	(۷)
۳	۴۵۷ ۹۳۶ ۱۳۹۳	✪ جڑ کاٹنا = بنیاد کھودنا ✪ فکر میں ہونا = خیال میں محو ہونا ✪ نیچا دکھانا = شرمندہ کرنا	شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا	(۸)
۳	۳۵ ۹۱۵ ۸۸۱	✪ آنکھ پھرنا = بیزار ہونا، رُخ پھرنا ✪ غلام ہونا = تابع ہونا ✪ طوطا اڑ جانا = بدحواس ہو جانا	بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا	(۹)
۲	۶۳۴ ۱۱۳	✪ دل پر کندہ ہونا = دل میں بیٹھ جانا ✪ الٹے پاؤں پھرنا = فوراً واپس ہونا	دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزدِ رجیم الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا	(۱۰)
۲	۶۶۶ ۱۳۷۹	✪ دُھن ہونا = شوق ہونا ✪ نمک چھڑکنا = تکلیف میں اضافہ کرنا	دلِ اعدا کو رضاؔ تیز نمک کی دُھن ہے اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا	(۱۱)
۳	۱۳۴۹ ۱۴۲۳ ۲۶۳	✪ ناؤ منجدھار میں پڑنا = سخت مشکل آن پڑنا ✪ ہاتھ دینا = مدد دینا ✪ پار ہونا = مراد پا جانا، بچ جانا	منجدھار پہ آکے ناؤ ٹوٹی دے ہاتھ کہ ہوں پار آقا	(۱۲)
۲	۳۲۵ ۲۲۲	✪ پیٹھ ٹوٹنا = ناامید ہونا ✪ بوجھ اتارنا = چھٹکارا پانا	ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری للہ یہ بوجھ اتار آقا	(۱۳)
۲	۱۴۴۵ ۲۲۹	✪ ہلکا ہونا = کم وزن ہونا ✪ بھاری ہونا = وزنی ہونا	ہلکا ہے اگر ہمارا پلّہ بھاری ہے تیرا وقار آقا	(۱۴)

Marfat.com

(۱۵)	پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا دے دے ایسی بہار آقا	✪ منہ نہ پڑنا = حوصلہ نہ ہونا ✪ بہار دکھانا = سماں دکھانا	۱۳۰۷ ۲۲۵	۲
(۱۶)	یہاں چھڑکا نمک واں مرہم کافور ہاتھ آیا دل زخمی نمک پروردہ ہے کس کی ملاحت کا	✪ نمک چھڑکنا = تکلیف میں اضافہ کرنا ✪ مرہم لگانا = زخم پر مرہم چپڑنا ✪ ہاتھ آنا = میسر ہونا، حاصل ہونا	۱۳۷۹ ۱۲۳۵ ۱۴۱۹	۳
(۱۷)	غم تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا	✪ بھول جانا = یاد سے اتر جانا ✪ لپٹ جانا = زبردستی کسی سے گھُس جانا ✪ کام ہونا = مطلب حاصل ہونا	۲۴۰ ۱۴۷ ۹۷۹	۳
(۱۸)	بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا	✪ نشان مٹنا = نام ونشان باقی نہ رہنا ✪ نام ہونا = شہرت ہونا	۱۳۵۹ ۱۳۴۷	۲
(۱۹)	عاقلو! ان کی نظر سیدھی رہے بوروں کا بھی کام ہو ہی جائے گا	✪ نظر سیدھی ہونا = مہربانی کی نظر ہونا ✪ کام ہونا = مطلب حاصل ہونا	۱۳۶۴ ۹۷۹	۲
(۲۰)	الٰہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخواب بصارت کا	✪ ناز کرنا = لاڈ کرنا ✪ منتظر رہنا = امید میں رہنا ✪ آنکھیں بچھانا = نہایت تعظیم وتکریم کرنا	۱۳۴۱ ۱۲۹۱ ۷۶۰	۳
(۲۱)	اے رضاؔ ہر کام کا اک وقت ہے دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا	✪ وقت ہونا = موقع ہونا ✪ آرام ہوجانا = تکلیف کا دور ہونا	۱۴۱۳ ۱۶	۲
(۲۲)	مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا	✪ عادت پڑنا = عادی ہونا ✪ نکما ہونا = بے کار ہونا	۸۸۷ ۱۳۷۴	۲
(۲۳)	تو جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا	✪ دل میلا کرنا = دل کو اُداس ومتفکر کرنا	۶۳۹	۱
(۲۴)	فخر آقا میں رضاؔ اور بھی اک نظم رفیع چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرا تیرا	✪ چہرا لکھوانا = درج کروانا	۵۴۷	۱

Marfat.com

قارئین کرام کے میلان طبع کی خاطر مذکورہ نقشہ ہم نے صرف اس نیت سے پیش کیا ہے کہ ہر شعر میں کتنے محاورات ہیں اور ہر محاورے کا کیا مطلب ہے اور اس محاورے کے مطلب سے شعر کا مطلب کیا ہے؟ وہ بآسانی سمجھ میں آجائے۔ مثلاً شعر نمبر ۲۳ ''تو جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں ÷ کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا'' اس شعر کے مصرعہ اولیٰ میں حضرت رضاؔ دل کے میل یعنی گناہ، خیالات بد، بُرے ارادے وغیرہ صیقل ہونے کی گذارش اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کرتے ہیں اور مصرعۂ ثانی میں عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! خدا آپ کا دل میلا نہیں کرتا۔ یہاں دل میلا ہونے سے مراد وہ نہیں جو مصرعۂ اولیٰ میں ''دل کے میل'' سے ہے لیکن یہاں پر ''دل کا میلا نہ ہونا'' بطور محاورہ استعمال ہوا ہے اور اس کا مطلب ہے دل کا اُداس نہ ہونا۔ مصرعۂ ثانی میں حضرت رضاؔ نے محاورے کا استعمال فرما کر شعر کو عظمتِ مصطفیٰ کی شان کے اظہار میں معنی خیز بنا دیا ہے کہ یا رسول اللہ! آپ کا مہربان خدا آپ کو کبھی اُداس اور مایوس نہیں کرتا۔

ہم نے اشعار میں محاورات کی نشاندہی کرنے والا جو نقشہ مرتب کیا ہے، اس کو دیکھ کر ''حدائق بخشش'' سے واقفیت رکھنے والے کسی صاحب کو یہ سوال ہوگا کہ اس نقشہ میں حدائق بخشش کی ابتدائی نعتوں کے ہی اشعار ہیں۔ دیگر مشہور نعتوں کے اشعار کیوں شامل نہیں کیے گئے؟ جواباً عرض ہے کہ ہم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے پورے دیوان ''حدائق بخشش شریف'' کے تمام اشعار میں مستعمل محاورات اور کہاوت کو الگ چھانٹ کر اس کی فہرست مرتب کریں اور اسی نیک ارادے سے ہم نے کام کا آغاز کیا۔ ''رضا اکیڈمی بمبئی'' نے حدائق بخشش کا جولا جواب و بے مثال نسخہ شائع کیا ہے، اس کو سامنے رکھا اور اشعار سے محاورات شُمار کرنے شروع کیے۔ صفحہ نمبر ۱ سے صفحہ نمبر ۲۰ تک کی پانچ نعت اور تین منقبت کا ہی جائزہ لیا اور ان کے اشعار سے محاورات الگ کیئے، تو ان کی تعداد ایک سو ایک (۱۰۱) پہنچ گئی۔ ہم نے صفحہ نمبر ۲۰ پر درج نعت شریف

Marfat.com

''لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا'' تک محاورہ شماری کرنے کے بعد محاورہ شماری کا کام اس لئے روک دیا کہ صرف بیس (۲۰) صفحات کا جائزہ لینے کے نتیجے میں محاورات کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ سینچری پوری ہوگئی، تو حصہ اوّل کے صفحات ۱۵۷ر اور حصہ دوم کے صفحات ۱۳۷ر ملا کر کل ۲۹۴ر صفحات سے تقریباً ایک ہزار سے زائد محاورات برآمد ہونے کا امکان ہے۔ اور فی الحال یہ امر راقم الحروف کے لئے دشوار ہے۔ لہٰذا صرف بیس صفحات پر کام روک دیا۔ انشاء اللہ وانشاء حبیبہ (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایک مستقل کتاب کی صورت میں یہ کام انجام دوں گا۔ فی الحال صفحہ نمبر ۲۰ تک کے کلام سے ۲۴ر اشعار کا خاکہ ناظرین کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ ۲۴ر اشعار میں ۵۶ر محاورات پائے جاتے ہیں۔ اس حساب سے ایک شعر میں دو محاورے سے بھی زائد کی اوسط (Average) پائی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا خاکہ میں ہر شعر کے سامنے شعر میں مستعمل محاورہ اور اس کے معنی ''فیروز اللغات'' سے نقل کر کے صفحہ نمبر بھی درج کر دیا ہے تا کہ اگر کوئی صاحب حوالہ دیکھنا چاہیں تو ان کو آسانی رہے۔ الحاصل...... ! حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام الکلام کی شایانِ شان اپنے کلام میں محاورات کا ایسے حسین پیرائے میں استعمال فرمایا ہے کہ شعر کی روانی، شیرینی اور تسلسل میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔

''کلام رضا میں سنسکرت اور ہندی زبان کا استعمال''

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ کے کلام میں عربی، فارسی، اردو، بھوجپوری اور سنسکرت زبان کا استعمال کیا گیا ہے۔ حضرت رضا مذہبیات میں امام العلماء والفضلاء کے درجۂ اعلیٰ پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ فن ادب اور مختلف زبانوں پر عبور رکھنے میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ کے کلام میں سنسکرت اور ہندی کے الفاظ، محاورات اور کہاوت کا بھرپور استعمال کیا گیا ہے۔ چند اشعار بطور مثال پیش ہیں:-

Marfat.com

✪ حدائق بخشش حصہ اوّل:- (شائع کردہ:- رضا اکیڈمی، بمبئی ۔ ۱۹۹۷ء)

نمبر	صفحہ نمبر	شعر نمبر	شعر اختصار کے ساتھ	شعر میں مستعمل لفظ اور اس کے معنی	کونسی زبان	حوالہ
۱	۱	۲	دھارے چلتے ہیں	دھارا= چشمہ، منبع	سنسکرت	فیروز اللغات صفحہ ۶۶۰
۲	۴	۳	جوت پڑتی ہے تیری نور	جوت= روشنی، اجالا، نور	ہندی	ص ۴۸۰
۳	۶	۱	کون سے چک یہ پہنچا نہیں	چک= قطعہ، پٹی، کاشت	ہندی	ص ۵۳۰
۴	۱۰	۳	برسا نہیں جھالا تیرا	جھالا= مقامی بارش	ہندی	ص ۴۹۰
۵	۱۳	۲	بَل بے او منکرِ بے باک یہ زہرا تیرا	بل= زور، طاقت، قوّت	سنسکرت	ص ۲۱۰
۶	۲۱	۴	تورے چندن چندر پرو کنڈل	چندن=صندل، صندل کی لکڑی	سنسکرت	ص ۵۳۷
۷	//	//	// //	چندر= چاند، ماہتاب	سنسکرت	ص ۵۳۷
۸	//	//	// //	کنڈل= دائرہ، چکّر، ہالہ	سنسکرت	ص ۱۰۳۵
۹	۲۲	۲	پت اپنی بپت میں کا سے کہوں	بپت=مصیبت، آفت، دُکھ	ہندی	ص ۱۷۷
۱۰	۱۰۱	۴	دیس کا جنگلا سنانے والے	جنگلا=ایک راگنی کا نام	ہندی	ص ۴۷۵
۱۱	۱۱۷	۲	قاتل ڈائن شوہر کش	ڈائن= جادوگرنی بدصورت عورت	ہندی	ص ۶۷۷
۱۲	۱۱۳	۸	اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن	پاکھ= پندرہ روزہ، نصف ماہ	سنسکرت	ص ۲۶۵
۱۳	۱۱۶	۴	ڈر سمجھائے کوئی پون ہے	پون= ہوا، باد، سانس	سنسکرت	ص ۳۱۰
۱۴	۱۴۳	۳	جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے	پی= پریتم، معشوق، پیارا	ہندی	ص ۳۲۲
۱۵	//	//	// // //	سہاگن= وہ عورت جس کا شوہر زندہ ہو	ہندی	ص ۸۲۴

Marfat.com

۱۶	″	″	″ ″ ″	کنور=شہزادہ	ہندی	ص ۱۰۳۷
۱۷	۱۳۸	۸	برسوں کہ یہ سُبھ گھڑی پھری	سبھ=مبارک، مسعود	سنسکرت	ص ۷۷۵
۱۸	۱۴۹	۲	جنہوں نے دولہا کی پائی اُترن	اُترن=پہنے ہوئے پرانے کپڑے	ہندی	ص ۶۳
۱۹	″	۳	کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی	رُت=موسم، سماں، فصل	ہندی	ص ۴۰۷
۲۰	″	۸	گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل	جل تھل=پانی سے بھری ہوئی زمین	سنسکرت	ص ۴۶۶
۲۱	۱۵۳	۱	کسے ملے گھاٹ کا کنارہ	گھاٹ=دریا سے اترنے کا مقام	ہندی	ص ۱۱۱۹

ناظرینِ کرام کی ضیافت طبع کی خاطر حدائق بخشش حصہ اول سے چند اشعار بطور نمونہ پیش کیے ہیں۔ حصہ اول، دوم اور سوم میں سنسکرت اور ہندی کے اتنے الفاظ پائے جاتے ہیں کہ ان کو شمار کرنا مشکل ہے۔ اور جن اشعار میں سنسکرت اور ہندی کے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے، ان تمام اشعار کو یہاں پیش کرنا ممکن نہیں۔ ان اشعار کے چند الفاظ ذیل میں پیش ہیں۔

✪ حضرت رضا کے اشعار میں سنسکرت اور ہندی الفاظ:-

✪ بن ✪ کٹر ✪ بھیانک ✪ دھار ✪ پیتم ✪ باڑا ✪ مت ✪ چرن ✪ ٹکسال ✪ سنسان ✪ پاٹ ✪ بپتا ✪ چھالا ✪ موا ✪ دھوون ✪ ماتھا ✪ بھنور ✪ جنم ✪ داتا ✪ باٹ ✪ پتنگ ✪ کوپل ✪ ٹھگ ✪ کوڑی ✪ پت ✪ مد ✪ مدھ ✪ جڑاؤ ✪ کھپا ✪ پھانس ✪ کنول ✪ دھیان ✪ پتلا ✪ گٹھری ✪ سہاگ ✪ بھوکا ✪ لاج ✪ گتھی ✪ ماتا ✪ پل ✪ جگنو ✪ بدرا ✪ چھینٹ ✪ گانٹھ ✪ مہاراجہ ✪ مکھ ✪ جگ راج ✪ بین ✪ سیس ✪ چھوٹ ✪ دمک ✪ گودی ✪ سکھیَن ✪ گھٹا ✪ دیو ✪ سپنا ✪ رس ✪ بوٹی ✪ ان داتا ✪ چنریا ✪ دھان ✪ نین ✪ مالا ✪ ادھار ✪ کرپا ✪ نیر ✪ بھرن ✪ کتھا ✪ برھا ✪ آنچل ✪ برکھا ✪ درشن ✪ نیّا ✪ جیوں ✪ لہنا ✪ کلس ✪ چھاگل ✪ ناگنی

وغیرہ۔

Marfat.com

مذکورہ الفاظ کے علاوہ سنسکرت اور ہندی زبان کے بہت سارے الفاظ، محاورے اور کہاوت کو حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے اشعار میں ایسے حسن اسلوب سے استعمال فرمایا ہے کہ شعر کی روانی، بحر، تسلسل، عنوان، فصاحت وغیرہ پر ان الفاظ کے بزبانِ دیگر ہونے کے باوجود بھی کوئی اثر نہیں پڑا اور نہ شعر کے حسن میں کوئی نقص پیدا ہوا بلکہ شعر کے حسن میں مزید اضافہ ہو گیا۔

■ ہندوستانی رسم ورواج، معاشرہ، سماج تجارت، شاہی دربار کے طور طریقے اور دیگر معاملاتِ زندگی سے تعلق رکھنے والے امور کا کلامِ رضا میں تذکرہ

ہر انسان کو سماج اور معاشرہ سے سابقہ پڑتا ہے۔ آدمی اکیلے پن سے گھبراتا ہے اور ڈر محسوس کرتا ہے۔ اپنی حفاظت، ترقی، فلاح، بہبود، خوشی، غم اور دیگر معاملاتِ زندگی آسانی سے طے کرنے کے لئے آدمی جماعتی زندگی بسر کرتا ہے اور جماعت، سماج، یا معاشرہ سے منسلک رہتا ہے۔ معاشرہ میں بہت سے رسم ورواج رائج ہوتے ہیں۔ ہر شخص حتی الامکان اُن رسومات کی ادائیگی کر کے معاشرہ کے ساتھ اتفاق، انضمام اور انطباق ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ شادی، بیاہ، تولّد، موت، طلاق، لین دین، تعاون، مدد، جرم، سزا، حق تلفی، حق طلبی، تجارتی معاملات، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، وغیرہ امور میں آدمی سماجی رسم ورواج کو ملحوظ رکھ کر اس کی ادائیگی میں کوشاں رہتا ہے۔ ہر معاملے کے تعلق سے سماج میں کوئی نہ کوئی رسم یا رواج متعین کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ رسم ورواج بطورِ سماجی قانون

Marfat.com

کے ہر فرد کو معلوم ہوتے ہیں۔ ان سماجی رسومات میں سے کچھ شریعت کے مطابق ہوتے ہیں اور کچھ خلاف شرع بھی ہوتے ہیں۔

شاعر کا چونکہ معاشرہ سے سیدھا تعلق ہوتا ہے اور وہ جس طرح سماج میں رائج محاورات وکہاوت کو اپنے کلام میں نظم و پیوست کرتا ہے، اسی طرح وہ سماج کے رسم ورواج کو بھی کسی نہ کسی طرح اپنے کلام میں بیان کر کے سماج کے ساتھ اپنے گہرے تعلقات کا اظہار کرتا ہے۔ کبھی وہ تمثیل کے طور پر ان رسومات کا ذکر کرتا ہے تو کبھی خود کو درپیش معاملے کو ان رسومات کے ضمن میں بیان کرتا ہے۔ اردو ادب کے شعراء کے کلام میں رسم ورواج کے تعلق سے کافی تعداد میں اشعار پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان اشعار کا پسِ منظر اکثر ان کا کسی کے ساتھ عشق کا معاملہ ہی ہوتا تھا۔ عشق مجازی کے نتیجے میں موصول وصل، ہجر، رنج، الم، وفا، جفا و دیگر کیفیات کا اظہار ان رسم وروایت کے ضمن میں بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً سماج کا رواج ہے کہ جانے پہچانے لوگ آپس میں ملتے ہیں تو دعا سلام کرتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی جانا پہچانا شخص دعا سلام کرنے کی رسم ترک کرتا ہے، تو اسے سماجی اعتبار سے بے لحاظ یا بے مروت سمجھا جاتا ہے۔

✪ شکیل بدایونی کا شعر ہے:-

یہ ادائے بے نیازی تجھے بے وفا مبارک
مگر ایسی بے رخی کیا کہ سلام تک نہ پہنچے

اس شعر میں شاعر نے اپنے محبوب کو سلام کا جواب نہ دینے کے عوض بے رخی کا طعنہ دیا ہے۔ اردو ادب کے دیگر شعرائے صفِ اول کے کلام میں ایسے اشعار بکثرت پائے جاتے ہیں لیکن ان تمام اشعار کے پسِ پردہ عشقِ مجازی کا جذبہ کارگر ہے۔

عاشق صادق وہ ہوتا ہے جس کا سراپا، جس کے ہوش وحواس اور اس کے تمام حرکات و سکنات یادِ محبوب میں محو ہوتے ہیں۔ اس کو کائنات کے ہر ذرّے میں محبوب کے ہی جلوے نظر آتے ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی معاملہ ہو، چاہے وہ ذاتیات سے متعلق ہو یا عمومی ہو، وہ ہر معاملے کو اپنے محبوب کے ساتھ محمول کریگا۔ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا شمار

Marfat.com

عشق حقیقی میں فنائیت کی حد تک پہنچنے والے عاشق صادق میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے زندگی کے ہر محاذ پر اور ہر لمحہ اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد و ذکر کو اپنا سببِ حیات و زندگی بنا رکھا تھا۔ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں ہندوستانی رسم و رواج کے بیان میں کافی اشعار پائے جاتے ہیں لیکن ان تمام اشعار کا معائنہ کرنے سے صرف یہی بات سامنے آتی ہے کہ حضرت رضا نے ان رسومات کا ذکر بھی صرف اور صرف اپنے محبوب آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ عظمت کا اظہار کرنے کے لئے کیا ہے۔

✪ شادی کے رسومات:-

صرف ایک شادی کا ہی ذکر لے لو۔ جب کسی کی شادی ہوتی ہے تو ڈھیر ساری رسمیں ادا کی جاتی ہیں مثلاً ✪ خوشی اور طرب کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں ✪ جس گھر میں شادی ہوتی ہے اس گھر کو بجلی کے قمقموں سے مرصع کیا جاتا ہے اور رات کے وقت ان قمقموں کے ذریعہ رات کو جگمگاتی شب بنائی جاتی ہے ✪ دولھا دلہن کے لئے نئے نئے کپڑے اور خوشبو کا انتظام کیا جاتا ہے ✪ دولھا کے دوست احباب خادم کی حیثیت سے دولھا کو جھرمٹ میں لے کر نئے کپڑوں سے آراستہ کر کے دولھا بنانے کے لئے سجاتے ہیں ✪ دولھا جب نکاح خوانی کے لئے جاتا ہے تو اس کے ساتھ براتی چلتے ہیں ✪ اس موقعہ پر دولھا کا صدقہ اتار کر بانٹا جاتا ہے ✪ اس خوشی کے موقعہ پر خیرات دی جاتی ہے ✪ نوشہ کے لئے پھولوں کا ہار گوندھا جاتا ہے ✪ دولھا کے ماتھے پر سہرا باندھا جاتا ہے ✪ عورتیں شادی کے گیت گاتی ہیں ✪ بینوں اور باجوں سے موسیقی کی مترنم دھن و لَے بجائی جاتی ہیں ✪ دولھا کے پاؤں دھو کر اس دھوون کا مکان میں چھڑکاؤ کیا جاتا ہے ✪ دولھا کی آمد پر پٹاخے پھوڑے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ مذکورہ تمام امور شادی بیاہ کے تعلق سے ہندوستانی رسم و رواج کے طور پر سماج و معاشرہ میں رائج ہیں۔ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان تمام رسم و رواج کو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا اور تعریف و توصیف میں ایسے حسین

Marfat.com

انداز سے بیان کر دیا ہے کہ معاشرہ میں رائج رسم کو مثال بنا کر اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عظمت ظاہر فرما دی ہے۔ بہت ہی اختصار کے ساتھ مذکورہ چند رسومات سے متعلق حضرت رضا بریلوی کے کچھ اشعار پیشِ خدمت ہیں:۔

✪ **شادی رچانا اور خوشی کا سامان مہیا کرنا:۔ (رسم)**

(۱) وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

(۲) وہاں فلک پر، یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے، اِدھر سے نفحات اٹھ رہے تھے

✪ **شادی والے مکان پر روشنی کرنا:۔ (رسم)**

(۱) یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

✪ **خوشبو اور نئے کپڑوں کا انتظام:۔ (رسم)**

(۱) دلھن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

(۲) خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

(۳) واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلھن پھول

✪ **دوست خادم بن کر دولھا کو سجاتے ہیں:۔ (رسم)**

(۱) خدا ہی دے صبر جانِ پُر غم دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

Marfat.com

دولہا کے ساتھ براتی کا چلنا:-(رسم)

(۱) تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

(۲) جھلک سی اک قدسیوں پر آئی، ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

(۳) دولھا سے اتنا کہہ دو، پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی، پُرخار بادیے ہیں

دولہا کے رخ کا صدقہ اور اُترن خیرات کرنا:-(رسم)

(۱) اتار کر ان کے رخ کا صدقہ، یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر، جبیں کی خیرات مانگتے تھے

(۲) نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

(۳) جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

دولہا کیلئے پھولوں کا ہار اور سہرا:-(رسم)

(۱) کیا بنا نامِ خدا اسرا کا دولہا نور ہے
سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانہ نور کا

(۲) ادھر تھیں نذر شہ نمازیں، ادھر سے انعام خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پرنور میں پڑے تھے

(۳) اجابت کا سہرا، عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

✪ **عورتوں کا شادی کے گیت گانا اور بینوں، باجوں پر موسیقی کی دُھن:-(رسم)**

(۱) وصفِ رخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا
قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نور کا

✪ **دولہا کے پاؤں کا دھوون:-(رسم)**

(۱) بچا جو تلووں کا ان کے دھوون، بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولھا کی پائی اترن، وہ پھول گلزار نور کے تھے

(۲) جس کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی

✪ **دولہا کی آمد پر پٹاخے پھوڑنا:-(رسم)**

(۱) ابھی نہ آئے تھے پشت زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلّک
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

نوٹ:- شلّک = بندوقوں یا توپوں کی باڑ جو سلامی کے لئے چھوڑی جائے۔(فیروز اللغات،ص ۸۴۷)۔

(۱) اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جُھکا دیئے ہیں

نوٹ :- سلامی = توپیں، بندوقیں، گولے چلا کر تعظیم کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔(فیروز اللغات،ص ۸۰۶)۔

مذکورہ اشعار میں حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ہندوستانی رسم ورواج کے تحت شادی بیاہ کے سماجی رسومات کو کتنے نفیس انداز میں اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں ڈھال دیا ہے۔ چند اور رسم ورواج ذیل میں پیش ہیں:-

✪ **پالتو کتّوں کے گلوں میں پٹے:-(سماج میں رائج رواج)**

ہر گاؤں اور شہر میں بلکہ ہر محلّے اور گلی میں مفت کے چوکیدار کی حیثیت سے کتّے پائے

Marfat.com

جاتے ہیں۔ کسی اجنبی یا غیر مانوس شخص کو دیکھ کر کتا بھونکتا ہے اور کبھی کبھی کاٹ بھی لیتا ہے۔ کتا جب کاٹتا ہے تو اس کے کاٹنے سے اتنی اذیت نہیں ہوتی جتنی اس کے علاج سے ہوتی ہے کیونکہ کتا کاٹنے کے نتیجے میں Hydrophobia نہ ہو جائے اس لیے ناف کے نیچے چودہ (۱۴) دن تک روزانہ انجکشن لگوانا پڑتا ہے۔ جب کتوں کی کاٹنے کی شرارت حد سے بڑھ جاتی ہے تب بلدیہ (Municipality) والے کتا گاڑی لے کر نکلتے ہیں اور کتوں کو پکڑ لیتے ہیں یا مار ڈالتے ہیں۔ لیکن جس کتے کے گلے میں پٹا ہوتا ہے اس کو چھوڑ دیتے ہیں لہٰذا پالتو کتوں کے مالک اپنے اپنے کتوں کے گلے میں چمڑے کا پٹا باندھ دیتے ہیں۔ سماج کے رسم و رواج کے تحت یہ بات عام ہو گئی ہے کہ جس کتے کے گلے میں پٹا ہوتا ہے وہ کسی نہ کسی کا پالتو ہے، فالتو نہیں۔ بلدیہ والے بھی اس رواج سے واقف ہوتے ہیں لہٰذا وہ گلے میں پٹا پڑے ہوئے کتے کو نہیں مارتے۔ سماج کے اس رواج کو حضرت رضا بریلوی بارگاہِ غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اپنی عقیدت اور غلامی کا اظہار کرنے کی غرض سے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

■ اس نشانی کے جو سگ ہیں، نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

✪ عیب اور نقص والا مال خریدار واپس دے گا:- (سماج کا تجارتی دستور)

ہر شخص کو تجارتی امور کے تحت خرید اور فروخت کرنے کا سابقہ پڑتا ہے۔ سماج میں تجارت کا دستور ہے کہ کسی خریدار نے کسی دوکان سے کوئی چیز خریدی اور دوکاندار پر اعتماد کرتے ہوئے اس نے دام بھی چکا دیئے اور جب وہ گھر آ کر اس چیز کو بکس یا پیکیٹ سے نکالتا ہے تو وہ چیز نقص والی پاتا ہے۔ اس صورت میں وہ شخص دوکاندار کو وہ عیب دار چیز واپس پلٹا کر اپنا مول دوکاندار سے وصول کرلے گا اور دوکاندار عیب دار چیز کو واپس لینے اور مول چکانے سے انکار نہیں کرسکتا۔ سماج کے اس دستور اور رواج کو حضرت رضا اس طرح بیان فرماتے ہیں:-

Marfat.com

■ رکھے جیسے ہیں، خانہ زاد ہیں ہم
مول کے عیب دار پھرتے ہیں

اس شعر میں حضرت رضاؔ نے بیع وشریٰ یعنی خرید اور فروخت کے تعلق سے فقہ کا ایک مسئلہ، قرآن مجید کی ایک آیت کا مفہوم اور چند احادیث کا مغز بیان کر دیا ہے۔ یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ شعر کی تفصیلی وضاحت کی جائے۔

✪ عید کا چاند نظر آنے پر مبارکباد دینا:-(رسم)

عید کا چاند نظر آتے ہی ماحول میں خوشی کی لہر پھیل جاتی ہے۔ عید کا چاند نظر آتے ہی ہر شخص خوشی میں مچلتا ہے اور اپنے دینی بھائیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔ حالانکہ عید تو صبح کو ہے لیکن مغرب کے بعد سے ہی آپس میں مبارک بادی کی لین دین شروع ہو جاتی ہے۔ ہر شخص اپنے اقرباء اور رفقاء کو عید کی بشارت دیتا ہے۔ سماج کے اس رواج کو کلام رضا میں ملاحظہ فرمائیں:-

■ عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

✪ میت کا آخری دیدار:-(رسم)

جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اسے غسل دے کر کفنا کر جنازے پر رکھا جاتا ہے اور جنازہ لے کر قبرستان میں دفن کرنے کے لئے روانہ ہونے سے پہلے میّت کا آخری دیدار کرایا جاتا ہے۔ اعزا، اقرباء، رفقاء اور خاص خاص لوگوں کو میّت کا منہ دکھایا جاتا ہے اور مردے کا منہ دکھانے کے لئے اس کے چہرے سے کفن ہٹا دیا جاتا ہے۔ سماج میں اس کو آخری دیدار کی رسم کہا جاتا ہے۔ اس رسم کو حضرت رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شعر میں نصیحت آمیز انداز میں بیان فرماتے ہیں کہ:-

■ مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو
منہ دیکھ کے کیا ہوگا، پردے میں بھلائی ہے

Marfat.com

(۲) آخری دید ہے آؤ مل لیں
رنج بے کار ہے کیا ہونا ہے

✪ سہاگن اور بیوہ کے دوپٹے کا رنگ:- (رسم)

بیوہ عورت اکثر و بیشتر سیاہ رنگ کا دوپٹہ اوڑھتی ہے۔ اس کے دوپٹہ کے رنگ سے ہی اس کے بیوہ ہونے کا پتہ چل جاتا ہے۔ جب کہ سہاگن رنگ برنگ کے دوپٹوں سے آراستہ ہوتی ہے، اسی سماجی رواج کو حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خانۂ کعبہ کے سیاہ غلاف اور گنبد خضراء کے سبز (Green) رنگ پر قیاس کیا ہے۔ جس کا آقا (خاوند) رخصت ہو جاتا ہے وہ عورت اپنے آقا کے ہجر میں سیاہ لباس اختیار کرتی ہے اور جو وصل کی لذتوں سے فیضیاب ہوتی ہے وہ سبز جوڑا زیب تن کرتی ہے۔ خانۂ کعبہ کے غلاف کا سیاہ رنگ ہجر کی علامت اور گنبد خضرا کا سبز رنگ وصل کی کیفیت ظاہر کر رہے ہیں۔ اس تخیل کو حضرت رضا کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:-

دونوں بنیں سجیلی انیلی بنی مگر
جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے
(۲) سر سبز وصل یہ ہے، سیہ پوش ہجر وہ
چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

✪ بادشاہوں کے دربار سے خطاب پانا:- (شاہی رسم)

بادشاہوں اور راجاؤں کے دربار کا دستور ہوتا ہے کہ کسی ذی علم، ماہر فن و ہنر، یا حکومت کے وفادار اور بہادر شخص کی حوصلہ افزائی اور عزت افزائی کے لئے شاہی دربار سے اس کو کوئی نہ کوئی خطاب عنایت کیا جاتا ہے۔ مثلاً مغل بادشاہوں کی طرف سے ✪ خان بہادر ✪ رائے بہادر ✪ جنگ بہادر وغیرہ القاب دیئے جاتے تھے۔ ابوالحسن نام کے مشہور ظریف یعنی لطیفہ گو (Jocose) کو "مُلّا دو پیازہ" کا لقب دیا گیا تھا۔ برطانوی حکومت کی طرف سے "سر" (Sir) کا خطاب دیا جاتا تھا۔ موجودہ دور میں بھارت رتن، پدم شری، وغیرہ

Marfat.com

خطاب سے نوازا جاتا ہے۔ الغرض ہر حکومت کا دستور اور رواج ہوتا ہے کہ وہ ذی مرتبت شخصیتوں کی عزت افزائی کے لئے اس کی شایان شان خطاب عنایت کرتی ہے۔ دنیا کے شاہی درباروں کے اس دستور کو حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شعر میں اس انداز سے بیان کیا ہے:-

■ پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب
خسرو خیل ملک، خادم سلطانِ عرب

✪ انعام واکرام پر بادشاہ کی واہ واہ:- (رسم)

جب کوئی بادشاہ کسی شخص پر فیاضی کرتے ہوئے اسے انعام واکرام سے نوازتا ہے تو بادشاہ کی فیاضی کا شہرہ ہوتا ہے۔ بادشاہ کے درباری اور رعیت بادشاہ کی فیاضی کی ہر جگہ تعریف کرتے ہیں۔ ایسی تعریف کو عوامی محاورے میں واہ واہ کرنا کہا جاتا ہے (فیروز اللغات، ص ۱۴۰۴)۔ بادشاہ کی فیاضی کی واہ واہ کرکے اس کی سخاوت کو داد و تحسین دینا اور بادشاہ کو مزید سخاوت کرنے کے لئے ابھارنا ہندوستانی عوام میں رسم ورواج کے طور پر رائج تھا۔ اسی رسم ورواج کو حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے محبوب وکریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں بیان کرتے ہوئے اپنے ایک شعر میں اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انعام واکرام پر صدقے اور قربان ہونے اور دونوں عالم میں ''واہ واہ'' ہونے کا ذکر کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ:-

■ صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

یہاں چند اشعار بطور مثال پیش کئے ہیں۔ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام میں ایک سو (۱۰۰) کے قریب اس قسم کے اشعار پائے جاتے ہیں۔ ان تمام اشعار کو

Marfat.com

یہاں پیش کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا چند اشعار رواں رواں پیش خدمت ہیں:-

■ سائلو دامن سخی کا تھام لو،
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

■ تاج والوں کا یہاں خاک پہ ماتھا دیکھا،
سارے داراؤں کی دارا ہوئی دارائی دوست

■ مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن،
گیا جو کاسۂ مہ لے کے شب گدائے فلک

■ وردیاں بولتے ہیں ہر کارے،
پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں

■ دستگیر ہر دو عالم کر دیا سبطین کو،
اے میں قرباں جان جاں انگشت کیا لی ہاتھ میں

■ میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو،
کہ رستے میں ہیں جابجا تھانے والے

■ بہ ادب جھکالو سر ولا کہ میں نام لوں گل و باغ کا،
گل تر محمد مصطفیٰ چمن ان کا پاک دیار ہے

■ اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اُٹھ،
دم گھٹنے لگا ظالم، کیا دھونی رمائی ہے

■ جاروکشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے،
وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے

■ برسے کرم کی بھرن، پھولیں نعم کے چمن
ایسی چلا دو ہوا، تم پہ کروڑوں درود

مذکورہ اشعار میں سب سے آخری شعر میں لفظ ''بھرن'' کا استعمال کیا گیا ہے۔ شعر

Marfat.com

میں لفظ ...... بھرن سے ایک مراد بارش برسانے کی ہے اور دوسری مراد لفظ ''بھرن'' سے اُس ہندوستانی رسم ورواج کی طرف اشارہ ہے، جو راجستھان کے راجاؤں میں رسم رائج تھی۔ جب کوئی شخص راجاؤں کے حضور خراج ونذر پیش کرتا، تو راجاؤں کا دستور تھا کہ وہ ایسے شخص کو اس کے حسب مرتبہ ''بھرن'' عطا کرتے یعنی انعام، اکرام اور خلعت سے نوازتے۔ بھرن ایک پیمانہ (Goblet) ہوتا تھا جو لگن یعنی بڑے پیالے کی طرح ہوتا تھا۔ اس میں روپے، جواہرات، اور دیگر اشیاء بھر کر دی جاتی تھیں۔ اس کو ''بھرن دینا'' یا ''بھرن برسانا'' بھی کہا جاتا ہے۔ صوبۂ راجستھان کے میواڑی راجاؤں میں یہ رسم ورواج آزادئ ہند تک جاری تھی۔ حضرت رضا بریلوی نے اس رواج کی جھلک اپنے شعر میں پیش فرمائی ہے۔

''حضرت رضا نے فنِ شاعری کس طرح سیکھی''

فنِ شاعری میں حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مہارت، قادر الکلامی، عبور، سخن وری، جملہ اصناف پر طبع آزمائی، تمام صنعات میں بے نظیر شعر گوئی، نظمِ اشعار میں کامل طور پر دسترس وغیرہ محاسن کو دیکھ کر ہر کوئی شخص یہ سوچتا ہوگا کہ فنِ شاعری میں آپ کا استاد کون تھا؟ اور آپ اپنے اشعار کی اصلاح کے لئے کس کی طرف رجوع فرماتے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اس فن کے لئے کسی کے سامنے زانوئے ادب طے نہیں کئے اور نہ ہی کسی سے اصلاح کرائی ہے بلکہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل شدہ کثیر علوم وفنون میں فنِ شاعری بھی شامل تھی۔ اس حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

✪ جبیں طبع ہے نا سودہ داغِ شاگردی
غبارِ منّتِ اصلاح سے ہے دامن دور (حدائق، حصہ ۳، ص ۳۴)

اس شعر میں حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شاگردی کے کلنک کے

Marfat.com

ٹیکے سے میری جبیں یعنی پیشانی سیاہ نہیں بلکہ طبع ہے یعنی اچھے نشان سے سرشت ہے۔ اور اصلاح کی منت کے غبار سے میرا دامن بھی دور یعنی بے داغ ہے۔ یہ حقیقت حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحدیث نعمت کے طور پر بیان کی ہے۔ حضرت رضا بریلوی نے کبھی بھی شاعری برائے شاعری نہیں کی بلکہ شاعری بھی جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وثنا کے لئے ہی نظم فرمائی ہے اور وہ بھی اس طرح کہ آپ کاغذ اور قلم لے کر شاعری لکھنے کے لئے بیٹھتے نہ تھے، جیسا کہ اکثر شاعروں کا دستور ہوتا ہے۔ بلکہ حضرت رضا بریلوی شاعری کس طرح کرتے تھے وہ خود انہیں کے مبارک الفاظ میں سماعت فرمائیں۔ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

✪ مگر جو مُلہم غیبی مجھے بتاتا ہے
زباں تک اوسے لاتا ہوں میں بمدحِ حضور (حدائق، حصہ ۳، ص ۳۴)

یعنی الہام غیبی سے مجھ کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے، اس کو میں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف ومدح کے طور پر اپنی زبان پر لاتا ہوں اور وہ بھی اس طرح کہ:-

✪ جو اِذن بارگہ شاہ سے ملے مجھ کو
سناؤں مطلع برجستہ رشکِ مطلع نور

یعنی شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ سے مجھے اجازت ملے تو اجازت پاتے ہی برجستہ یعنی فی الفور یعنی اُسی وقت مطلع یعنی غزل کا پہلا شعر سنا دوں اور اس پہلے شعر پر نور کا مطلع بھی رشک کرے۔ اس شعر کی تشریح فقیر کی کتاب ''عرفان رضا در مدح مصطفیٰ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی فنِ شاعری میں بے مثالی حیثیت ہونے کے باوجود آپ نے اپنی باکمال سخن وری پر کبھی بھی غرور و گھمنڈ نہیں کیا اور نہ ہی اپنے آپ شعراء کی صف میں داخل مانا، نہ آپ نے کبھی یہ کوشش کی کہ ارباب فن وسخن آپ کی شاعری کو داد وتحسین دیں اور آپ بحیثیت شاعر مشہور ہوں۔ اسی لئے آپ نے شاعروں سے تعلقات قائم نہیں کئے اور شاعروں کے ساتھ نشست وبرخاست سے آپ ہمیشہ کنارہ کش

Marfat.com

رہے۔ بلکہ از راہِ تواضع اور انکساری آپ نے فنِ شاعری سے اپنے عجز اور بے شعوری کا اظہار کیا ہے۔ خود فرماتے ہیں:-

- نہ لفظ شُستہ نہ مضمون کوئی نہ بندش چست
نظامِ نظم نہ مجھ سے نہ شاعری میں شعور
- رہا نہ شوق کبھی مجھ کو سیر دیواں سے
ہمیشہ صحبتِ ارباب شعر سے ہوں نفور
- نہ اپنے کاموں سے تضیع وقت کی فرصت
نہ اپنی وضع کے قابل کہ اس میں ہوں مشہور
- رہے وبال سے اس کے تجھے سبکدوشی
کہ ویسے ہی ہے گراں سر پہ بارِ جرم وقصور
- عُلوم میں ہو تبحر تو ورثۂ آباء
ڈبوؤں آبرو کیوں کرکے بحر شعر عبور

حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری وہبی تھی۔ خالقِ کائنات جلّ جلالہ نے اپنے محبوبِ اعظم کے عاشقِ صادق کو وہ صلاحیتیں ودیعت فرمائی تھیں کہ فنِ شاعری کے میدانِ سخن گوئی میں رضا کا کوئی مدِ مقابل نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں صرف ''آمد ہی آمد'' کا شور شورہ ہے ''آورد'' کا نام ونشان نہیں۔ آپ کا جُملہ کلام دیوانگی عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مستی اور کیفیت سے سرشار ہے۔ آپ اپنی اس دیوانگیِ عشق کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر اپنے کلام میں تمام مقامات میں سراپا عشق ومحبت نظر آتے ہیں لیکن عشق کی سرمستی میں آپ ذرہ برابر بھی بہکے نہیں بلکہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم کو اختیار کر کے قرآن مجید سے محبوب صاحبِ قرآن کی مدح وثنا کی ہدایت پائی اور اسی ہدایت کی رہنمائی میں آپ نے جوشِ اُلفت پر ہوشِ حدودِ شریعت کی لگام لگا کر دیوانگی میں بھی فرزانگی کا مُظاہرہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بلند پایہ تخیل عشق کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو نعتیں نظم کی ہیں، اُن میں آپ کا بڑے سے بڑا

Marfat.com

مخالف بھی صرفِ نظر کر کے آپ کی کمال گوئی میں کوئی نقص نکال نہیں سکتا۔ آپ کے کلام کو میزانِ شریعت میں تول کر ٹٹولا جائے تو ایک شعر تو کیا بلکہ ایک لفظ بھی ایسا نہ پایا جائے گا کہ کسی مخالف یا نقاد کو اُنگلی رکھنے کی جگہ ملے۔ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام اردو ادب میں حرفِ آخر کی حیثیت کا حامل ہے۔ اردو شاعری کے وہ سارے اوصاف جو اردو کے نامور شعراء کے کلام میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے، وہ تمام اوصاف حضرت رضا بریلوی کے کلام میں مجتمع ہو گئے ہیں۔ جن اوصاف پر اہلِ زبان کو ناز تھا، ان تمام اوصاف کو حضرت رضا بریلوی نے اپنے کلام میں ایسے حسین اور اچھوتے انداز سے جمع فرما دیا ہے کہ اردو ادب کے ان اوصاف کو بھی کلام رضا پر ناز ہے۔ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شوخیِ طبع کے باوجود عروسِ فنِ شاعری کو نعت گوئی کے تقدس اور احترام کے گوہر بے بہا کے زیورات سے آراستہ کر کے اس کے حُسن و جمال کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ جن صنعات میں شعر گوئی بڑے بڑے شاعروں کے لئے لوہے کے چنے چبانے کے مترادف تھی، اُن صنعات میں حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو شعر گوئی کا کامل ملکہ تھا۔ آپ نے اپنی نعتیہ شاعری سے اردو ادب کو تقویت اور زینت بخشی بلکہ نعتیہ شاعری کو ایک مستقل فن کی حیثیت دیتے ہوئے نعتیہ شاعری کی نسیم عشق سے اردو ادب کو بہارِ جانفزا سے روشناس کرایا۔ حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گوہر بار قلم عشق سے اردو ادب کے دامن کو فن کے جواہرات سے بھر دیا۔ شاعری کی سنگلاخ ابحار میں اشعار نظم کر کے ویران اور بنجر راہوں پر عشقِ رسول اور فراقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بہنے والے اشکوں کی آبشاری کر کے، اُسے آبِ حیات کا تحفہ دے کر، اُسے عروج و ترقی کی راہ پر گامزن کیا اور اس راہ میں عشقِ رسول کے شاداب پھول اور سایہ دار شجر ثمر دار کھلائے۔ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا تمام کلام عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مستی اور درد و سوز کی دولت سے مالا مال ہے۔ آپ نے عشق کی مخصوص حالت و کیفیت سے متاثر ہو کر جو کچھ بھی لکھا ہے وہ اتنا بہترین ہے کہ اغیار کو بھی مجبور ہو کر آپ کے کلام کو دادِ تحسین دینی پڑی۔ آپ کی شاعری اُردوئے معلیٰ کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ اور رہتی دنیا تک ادب اور اہلِ

Marfat.com

ادب حضرت رضاؔ کے مرہونِ منت رہیں گے۔

حضرت رضاؔ بریلوی کو بحیثیت شاعر شہرت کیوں نہیں دی گئی

اوراقِ سابقہ میں قارئین کرام نے فن وادب کے اعتبار سے اردو ادب کے صفِ اول کے شعراء اور حضرت رضاؔ کے مابین تقابلی جائزہ ملاحظہ فرمایا۔ یہاں تک کے مطالعہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر وثابت ہو چکی ہوگی کہ شعر گوئی کی راہ میں فن وادب کے اعتبار سے حضرت رضاؔ کی حیثیت میرِ کارواں کی رہی ہے۔ بلکہ رہبر کامل کی حیثیت سے آپ قیامت تک ہونے والے شاعروں کے مقتدا بن کر رہیں گے۔ اردو شاعری کی شاید ہی کوئی ایسی صنعت ہوگی جس کو حضرت رضاؔ نے مزین وآراستہ نہ کیا ہو۔ جب کہ اردو ادب کے صفِ اول کے شاعر کہلانے والے نامور شاعروں کے دیوان اردو شاعری کی بہت سی صنعات سے محروم ہیں۔ اردو ادب کے نامور شعراء فن وادب کے اعتبار سے جو کمال "عشق مجازی" میں کی گئی شاعری میں مجموعی طور پر بھی پیدا نہ کر سکے، اس سے بڑھ چڑھ کر کمال و حسن حضرت رضاؔ بریلوی نے تنِ تنہا "عشق حقیقی" میں کی گئی شاعری میں دکھا دیا ہے۔ جن شاعروں کو بڑے بڑے اور وزنی خطابات سے نواز کر ان کے نام سے منسوب اکیڈمیاں، ادارے، اسکول وغیرہ قائم کرنے میں اہلِ ادب فخر محسوس کرتے ہیں، وہ تمام شعراء فن و ادب کے اعتبار سے حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مقابلے میں آفتاب کے سامنے چراغ کی طرح ہیں لیکن افسوس ہے کہ حضرت رضا بریلوی کا مبارک نام سرِ فہرست درج کرنا تو درکنار، شعرائے اردو ادب میں حضرت رضاؔ بریلوی کا شمار کرنے، کرانے میں بھی تعصب کے جذبے کے تحت قصداً انحراف کیا جارہا ہے۔ حضرت رضاؔ بریلوی کے ساتھ

Marfat.com

کی جانے والی ناانصافی کی چند وجوہات ہیں۔

حضرت رضا بریلوی نے اپنی شاعری کو اپنے مسلک حق کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنانے کے ساتھ ساتھ عشق رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا عالم گیر پیغام کا واسطہ قرار دیا اور احکام شریعت اور آداب عشق رسول کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے کلام کو صرف اور صرف ''عشق حقیقی'' تک محدود رکھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے کمال فن کا یہ عالم تھا کہ فن اور ادب کے اعتبار سے بھی آپ تمام دل پھینک اور مجازی عشق کے متوالے شاعروں پر چھا گئے۔ جو رنگینی اور رعنائی عشق مجازی میں شعر گو شعراء پیدا نہ کر سکے، وہ حضرت رضا بریلوی نے عشق حقیقی میں کی گئی شاعری میں پیدا کر دیا۔ اور یہ دنیائے ادب کے لئے ایک چیلنج تھا۔ علاوہ ازیں حضرت رضا بریلوی نے جو زمانہ پایا وہ برطانوی حکومت کی غلامی کا دور تھا۔ سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے زوال کا دور تھا لیکن اس کے باوجود علمی تہذیب اور فنون لطیفہ کی دلکشی کا حسن برقرار تھا۔ حالانکہ فن و ادب پر ماحول کی پراگندگی اثر پذیر تھی۔ شرعی اعتبار سے ہزاروں عیوب شامل تھے۔ اس کے باوجود بھی شعر و سخن کا چرچا تھا اور بزم شعر و سخن سابقہ طمطراق قائم رکھتے ہوئے گرم تھیں۔ معاشرے پر سخن گوئی اور زبان دانی کا تسلّط تھا۔ اگر حضرت رضا اپنی تمام تر صلاحیتوں اور بیشمار خوبیوں کے ساتھ صرف شعر گوئی میں ہی مصروف رہتے تو آپ کا کوئی مقابل ہی نہ تھا۔ لیکن آپ نے ایسی محفلوں سے اعراض و احتراز فرمایا بلکہ دنیا کے عشق میں الجھے شاعروں کی صحبت سے بھی اجتناب کیا اور آپ زہد و تقوی اور روحانی تصرفات کی عملی مثال بنے رہے۔ اور اپنی تمام علمی صلاحیتوں کو ملت اسلامیہ کی صحیح خدمت اور رہنمائی میں صرف فرمایا۔ فرقہ نجدیہ، وہابیہ و دیگر باطل فرقوں کے اٹھتے ہوئے سیلاب کے سامنے آپ آہنی چٹان کی طرح جمے رہے اور ملت اسلامیہ کی ایک بھاری اکثریت کو بے دینی کے سمندر میں غرق ہونے سے بچا کر صحیح و سالم کنارے تک پہنچایا۔ صدہا فتنوں کا سد باب اور استیصال فرمانے میں آپ ہمہ وقت ایسے منہمک رہے کہ شاعرانہ تخلیقات کی طرف آپ کو توجہ کرنے کا وقت ہی نہ تھا۔ آپ شعر گوئی کے لئے وقت

Marfat.com

نکال کر کاغذ اور قلم لے کر تخلیق اشعار میں منجمد ہو کر بیٹھتے نہیں تھے۔ البتہ آپ نے عشق رسول کے جذبے کے تحت کثرت سے اشعار گوئی فرمائی ہے لیکن آپ کی تمام شاعری عشق رسول کی نشر و اشاعت اور بارگاہ رسالت کے گستاخوں کی ہجو اور تذلیل میں ہے اور اس طرح آپ نے اپنے عقائد حقہ کا بے لاگ اظہار فرمایا۔ حضرت رضا بریلوی نے ملت اسلامیہ کو جو علمی سرمایہ دیا ہے، وہ اتنا مستند اور وسیع ہے کہ تمام عالم اسلام کے علماء حضرت رضا بریلوی کی علمی وجاہت اور شان تجدید کے معترف اور مداح ہیں۔ آپ نے اپنے تبحر علم اور وہبی صلاحیتوں سے مسلمانوں میں ذہنی اور ایمانی انقلاب پیدا کر کے عشق رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جذبہ قلوب مسلمین میں اس طرح نقش فرما دیا کہ بے دینی کے فتنوں کے سیلاب اس نقش کو کبھی مٹا نہیں سکتے۔ حضرت رضا بریلوی اپنی بے لوث دینی اور علمی خدمات کی وجہ سے ''عالم دین'' کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہوئے اور آپ کی شاعرانہ تخلیقات کی طرف بہت کم توجہ دی گئی۔ عوام نے انہیں ایک شاعر کی حیثیت سے جانا ہی نہیں۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان نے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنا اختیار کر کے مجازی راہ سخن سے اعراض فرما کر، نعت رسول اور تذلیل گستاخ رسول کو موضوع سخن بنا کر ''کلک رضا'' کے جو جوہر دکھائے ہیں، اس کی تاب لانے کی کسی میں ہمت نہ تھی۔ حضرت رضا نے دین کے معاملے میں کسی کی بھی رعایت نہ کی اور نہ ہی کسی بڑے سے بڑے کو خاطر میں لائے بلکہ پورے طنطنہ اور طمطراق کے ساتھ اپنے کلک خنجر خونخوار برق بار سے صدائے چقا چاق بلند فرماتے رہے اور آپ کی اس حق گوئی اور صداقت پسندی کی وجہ سے آپ بہت سے حلقوں میں مورد طعن و مخالفت رہے اور آپ کی شاعرانہ مقبولیت کی راہ میں حائل ہونے والا یہی بڑا سبب ہے۔ مسلکی اختلاف رکھنے والوں نے تعصب اور تنگ نظری کی راہ اپنا کر ایک منظم سازش کے تحت حضرت رضا بریلوی کی شاعرانہ شخصیت کو ناروا داری، ناانصافی، نا

Marfat.com

التفاقی اور ناحق شناسی کی دبیز تہ کے تحت نہاں کردینے کی مہم چلائی اور فن وادب کے دامن کو بھی داغدار کیا۔ عدل وانصاف کا تو تقاضا یہی تھا کہ مسلکی اختلاف کی چشم مخالفت سے عصبیت کی عینک ہٹا کر غیر جانبدارانہ طور پر فن وادب کے اعتبار سے حضرت رضا بریلوی کے نعتیہ کلام کا جائزہ لینے میں اہل ادب تامل نہ کرتے اور فن وادب کے کمال کی میزان میں حضرت رضا کے کلام اور دیگر شعرائے اردو ادب کے کلام کا توازن کرتے۔ لیکن بُرا ہو اس تنگ نظری اور تعصب پذیر ذہنیت کا جس نے فن وادب سے وابستگی رکھنے والے ذی شعور طبقے کو بھی طوطا چشمی کے مرض میں مبتلا کر رکھا ہے۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ فن شاعری کی تمام صنعات میں کہے گئے حضرت رضا بریلوی کے لاجواب اشعار پر اہل ادب فخر کرتے اور ان اشعار کو بطور مثال پیش کرتے کہ اردو ادب میں ایک ایسا عظیم سخن ور پیدا ہوا ہے، جس نے تمام صنعات میں اشعار کہہ کر فن شاعری کو سر بلندی بخشی ہے لیکن وائے! حسرتا! حضرت رضا بریلوی سے مسلکی اختلاف کے تعصب کی بنا پر حضرت رضا جیسے ''امام فن وادب'' کو شاعروں کے زمرے میں شمار کرانے سے بھی گریز کیا جارہا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ کچھ جہلاء اور کم فہموں کو حضرت رضا بریلوی کے کلام پر مضحکہ خیز اعتراضات قائم کرنے کیلئے متعین کر رکھا ہے۔

حضرت رضا کے ایک شعر پر اعتراض

کچھ لوگوں کی یہ ذہنیت ہوتی ہے کہ تعصب کی بنا پر اعتراض برائے اعتراض کرنا۔ پھر چاہے اس اعتراض کا ''سر نہ پیر'' کچھ بھی نہ ہو۔ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان سے مسلکی اختلاف رکھنے والے گروہ کا یہ وتیرہ رہا ہے کہ حضرت رضا بریلوی جیسی ذی وقار شخصیت کو مجروح کرنے کے لئے کسی نہ کسی بہانے اعتراض ونکتہ چینی کرنا۔ خصوصاً فرقہ نجدیہ وہابیہ دیوبندیہ تبلیغیہ کے متبعین اور ان کے ہمنوا ہمہ وقت حضرت رضا بریلوی کے دامن تقدس کو بے تکے اعتراضات سے تار تار کرنے کی سعی ناکام کرتے رہتے ہیں۔ پھر

Marfat.com

چاہے ان کے قائم کردہ اعتراض ''منہ میں آیا سو بک دیا'' ثابت ہو اور ان کے قائم کردہ اعتراض سے خود ان کے ''منہ میں کالک لگ جائے''۔

۱۹۹۶ء میں راقم الحروف کی قسمت کی معراج ہوئی اور اس عبد مذنب کو رشک جنت اور افضل مقام کائنات، شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار عالی کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ مدینہ منورہ سے واپسی پر جدہ شریف میں میرے مخدوم و محترم، ناصر مسلک اعلیٰ حضرت، میرے برادر طریقت، حضرت قبلہ سید شوکت حسین صاحب نوری دامت برکاتہم القدسیہ کے اصرار پر چار ۴ دن تک ان کے دولت کدہ پر فقیر کا قیام رہا۔ سید شوکت صاحب کے دولت کدہ پر روزانہ شب میں علمی محفل جمتی تھی۔ خوش قسمتی سے جناب شیخ بدرالدین صاحب قبلہ کی ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ شیخ بدرالدین صاحب کا جدہ شریف میں وسیع حلقہ ہے۔ ان کو اکثر و بیشتر ایسے افراد سے سابقہ پڑا کرتا ہے، جو امام عشق و محبت حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی سے بغض و عناد رکھتے ہیں اور گاہے گاہے اعتراضات کی بھرمار کرتے رہتے ہیں۔ محترم و مکرم شیخ بدرالدین صاحب قبلہ نے ایسے کئی اعتراضات کا فقیر سے تذکرہ کیا اور ان اعتراضات کے معقول جوابات طلب فرمائے۔ فقیر سراپا تقصیر نے اپنی علمی بے مائگی کے باوجود ان تمام اعتراضات کے کافی، وافی اور شافی جوابات پیش کیے۔ اعتراضات اور ان کے جوابات کا سلسلہ چار شب تک جاری رہا۔ تمام گفت و شنید کو ٹیپ کر لیا گیا۔ ان اعتراضات میں ایک اعتراض حضرت رضا کے ایک شعر پر تھا۔ جس کی تفصیل ذیل میں مرقوم ہے۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مشہور و معروف نعت شریف ''چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے ÷ مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے'' اس نعت کا ایک شعر ہے ''حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ÷ ارے سر کا موقع ہے او جانے والے''۔ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لبریز حضرت رضا بریلوی کے اس شعر پر وہابیوں نے اعتراض کیا ہے کہ اس شعر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار کی توہین کی گئی ہے۔ اعتراض سن کر

Marfat.com

تعجب ہوا کہ سراسر عشق سے بھرے ہوئے شعر میں توہین کا شائبہ تک نہیں۔ لہٰذا ہم نے عرض کیا کہ اس شعر میں ایسی کونسی بات ہے جو باعث توہین ہے؟ جواب ملا کہ حضرت رضا بریلوی ''ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے'' کہہ کر ادب کے نام پر زائرین مدینہ طیبہ کو جانوروں کی ہیئت تعلیم کر رہے ہیں۔ کیونکہ سر کے بل چلنا جانوروں کی ہیئت ہے۔ بندر (Monkey) شرارت کرتے ہوئے سر کے بل یعنی الٹا ہو کر چلتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی حاکم یا معزز شخص کو ملنے کے لئے جائے اور سر کے بل چلے تو حاکم کے دربار کی بے عزتی ہے۔ لوگوں کا ہجوم تماشائی کی حیثیت سے جمع ہو جائے گا کہ آج حاکم کے دربار میں کوئی مسخرہ آ پہنچا ہے۔ حاکم بھی خجلت اور شرم محسوس کرے گا کہ اس کے دربار کو مورد تمسخر بنایا گیا ہے۔ بلکہ اس طرح سے آنے والے پر حاکم غضبناک ہو گا کہ جانوروں کی ہیئت سے کون آیا ہے؟ اس طرح الٹا ہو کر چل کر اس نے ہمارے دربار کا مذاق اڑا کر ہماری شان میں توہین کی ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دربار میں سر کے بل چل کر جانے سے بھی یقیناً توہین ہوتی ہے۔ اعتراض کی مذکورہ وضاحت سن کر ہم واقعی ششدر رہ گئے۔ ہمارے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ حضرت رضا کے شعر پر مخالفین ایسا گھنونا اعتراض کریں گے۔

جواباً ہم نے عرض کیا کہ جناب! حضرت رضا بریلوی کے شعر میں جو کہا گیا ہے کہ ''ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے'' یہ بتقاضائے ادب واحترام کہا گیا ہے اور اردو زبان میں ''سر کے بل چلنا'' اور ''سر سے چلنا'' یہ دونوں جملے محاورات سے ہیں۔ ان محاورات کا مطلب ہے ''بے حد تعظیم وتکریم سے جانا'' (فیروز اللغات ص ۷۹۲)۔ شعر میں یہ نہیں کہا گیا کہ سر نیچے اور پاؤں اوپر اٹھا کر جانوروں کی ہیئت سے چلو بلکہ اردو زبان کے محاورے کا فن وادب کے اعتبار سے استعمال کر کے یہ کہا گیا ہے کہ ''نہایت تعظیم وتکریم سے مدینہ منورہ میں جانا''۔ ہم نے سوچا کہ شعر میں مستعمل محاورے کے معنی اور وضاحت سے معترض صاحب کے اعتراض کا اطمینان بخش جواب دے دیا گیا ہے لیکن اعتراض برائے اعتراض کا سلسلہ قائم رکھتے ہوئے ایک نیا شوشہ نکالا گیا کہ ہمدانی صاحب! آپ محاورے

Marfat.com

کی بات جانے دو۔ اگر کوئی شخص شعر میں استعمال شدہ محاورے کے مطلب سے آگاہ نہ ہو اور وہ شخص اس شعر کے جملے کا ظاہری معنی اخذ کر کے، مولانا احمد رضا بریلوی کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے مدینہ شریف میں سر کے بل چلے، تو کیا حشر ہوگا؟ ایام حج میں لاکھوں کی تعداد میں زائرین کرام کا مدینہ منورہ میں ہجوم ہوتا ہے۔ لوگوں کی کثرت اور بھیڑ کا یہ عالم ہوتا ہے کہ راستہ چلنے میں بھی دشواری ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں کوئی شخص مولانا احمد رضا بریلوی کے شعر پر عمل کرتے ہوئے الٹا ہو کر سر کے بل چلے، تو ایک ہنگامہ برپا ہو جائے گا۔ لوگ حیرت اور تعجب میں پڑ جائیں گے کہ یہ کون دیوانہ یا مسخرہ آ گیا ہے، جو جانوروں کی ہیئت اپنائے ہوئے ہے۔ اس شخص کو قریب سے دیکھنے کے لئے لوگ تماشا کی شکل اختیار کرتے ہوئے شور وغل مچائیں گے، لوگوں کی بھیڑ لگ جائے گی، دھکا دھکی ہوگی، لوگ ایک دوسرے پر گریں گے، جھگڑا اور فساد ہو جائے گا اور حرم شریف کا احترام ملحوظ نہ رہے گا۔ مختصر یہ کہ مولانا احمد رضا ادب کا بہانہ بنا کر لوگوں کو جانوروں کی ہیئت سکھا کر در پردہ دربار رسالت کی بے عزتی اور توہین کر رہے ہیں۔

اب بات بہت ہی نازک موڑ پر آ گئی تھی۔ ہم نے ہر چند سمجھانے کی سعی کی کہ جناب! شعر میں استعمال کردہ محاورے کے الفاظ سے نہیں بلکہ اس کے مطلب اور مفہوم سے استدلال کرنا چاہیئے اور اس ضمن میں ہم نے کئی محاورات بطور مثال پیش کیئے لیکن ہماری ایک بھی نہ سنی گئی اور اسی بات پر اصرار ہوتا رہا کہ جانوروں کی ہیئت سکھائی جا رہی ہے۔ اب ہم بھی پریشان کہ اس عقدہ کو کس طرح حل کریں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کا تصور کیا اور ان کی بارگاہ میں استدعا کی کہ میں اس قابل نہیں کہ آپ کے اشعار کا صحیح مفہوم و مطلب جان سکوں اور کسی کو سمجھا سکوں۔ آپ اپنا فیض جاری کرو اور اپنے در کے سوالی اور منگتا کے دماغ میں مدلل جواب القا فرماؤ تا کہ آپ کا یہ غلام آپ کے شعر پر عائد اعتراض کا مثبت اور مسکت جواب دے سکے۔ ہماری اس التجا پر ''فیض رضا'' جاری ہوا اور ہمارے ذہن میں شعر کا جو مفہوم آیا اس کو جواباً پیش کرتے ہوئے ہم نے عرض کیا کہ جناب! پہلے آپ یہ

Marfat.com

بتائیے کہ عشق کے جو دو مقام ہیں یعنی (۱) مقام ادب اور (۲) مقام فنا۔ ان دونوں میں کس کا درجہ اعلیٰ ہے؟ جواب ملا کہ ''مقام فنا'' کا۔ ہم نے کہا الحمد للہ! یہ حضرت رضا پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیض وکرم ہے کہ حضرت رضا بریلوی کی شخصیت کو جتنی دبانے کی کوشش کی جاتی، اتنی ہی ان کی شخصیت اُبھرتی ہے۔ چونکہ حضرت رضا کا یہ شعر مقام ادب میں ہے لیکن اب اس شعر پر اعتراض عائد ہوا ہے لہذا اب یہ شعر مقام ادب سے نکل کر مقام فنا کا شعر ہو گیا۔ ہم سے سوال ہوا ''وہ کس طرح؟ ہم نے کہا کہ جناب! اب آپ پھر سے ایک مرتبہ اس شعر کا مطلب بیان کرو۔

مطلب بیان کیا گیا کہ ''مولانا احمد رضا بریلوی مدینہ منورہ میں جانے والے کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے مدینے میں جانے والے! حرم کی زمین میں قدم رکھ کر مت چلنا بلکہ یہ موقع سر سے چلنے کا ہے۔ ہم نے کہا کہ آپ نے شعر کا جو مطلب بیان فرمایا ہے وہ مطلب مقام ادب کا ہے۔ حالانکہ یہ شعر مقام فنا کا ہے۔ اور شعر کو مقام فنا میں شمار کرنے پر شعر کا مطلب ہی دیگر ہے۔ اس شعر میں حضرت رضا بریلوی ''مدینہ میں'' جانے والے کو مخاطب نہیں کرتے بلکہ ''مدینہ سے'' جانے والے کو مخاطب فرمارہے ہیں۔ اگر مدینہ میں جانے والے کو مخاطب فرماتے تو شعر اس طرح ہوتا کہ:

■ ''حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا -:- ارے سر کا موقع ہے او آنے والے''

لیکن حضرت رضا نے شعر اس طرح ارشاد فرمایا ہے کہ:-

✪ حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا -:- ارے سر کا موقع ہے او جانے والے''

یعنی شعر میں ''جانے والے'' کا کلمہ ہے۔ ''آنے والے'' کا کلمہ نہیں۔ اس سے یہ مطلب ہوا کہ مدینہ منورہ میں حاضری دینے کے بعد ''مدینہ منورہ سے'' جانے والے زائر کو مدینہ سے زندہ رخصت ہونے پر حضرت رضا بریلوی متعجب لہجے میں فرماتے ہیں کہ ''اے مدینہ منورہ کے زائر۔ کیا یہی تیرے عشق کا تقاضا ہے کہ مدینہ منورہ میں تو آیا اور تیرا آنا اس طرح کہ مدینہ میں قدم رکھنا یعنی پاؤں دھرنا اور پھر چلنا یعنی روانہ ہونا یا رخصت ہونا؟

Marfat.com

ارے یہ وہ موقع ہے کہ جو بار بار نصیب نہ ہوگا۔ ارے سر کا موقع ہے یعنی مدینہ منورہ میں پاؤں رکھنا یعنی تھوڑا سا قیام کرنا اور چلنا یعنی رخصت ہونے کا موقع نہیں بلکہ یہاں پر سر کو ہمیشہ کے لئے رکھنے کا موقع ہے۔ اور کسی زمین میں ہمیشہ کے لئے سر کو رکھنے کے لئے اس زمین میں دفن ہونا پڑتا ہے اور دفن تب ہی ہوتا ہے، جب وہ مرجاتا ہے۔ الحاصل اے مدینے سے رخصت ہونے والے! پیارے آقا و مولی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی جدائی اور فراق کس طرح برداشت کرے گا؟ فراق نبی کے غم میں مرجا۔ اور مدینہ منورہ کی سرزمین میں دفن ہوجا۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے تیرے سر کو اس مقدس سرزمین سے مس ہونے کا موقع میسر ہو۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کے اس شعر کو ''مقام فنا'' میں شمار کرنا ہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس شعر میں جو ''چلنا'' کا لفظ ہے وہ شعر کو ''مقام فنا'' کے معنی میں موزوں کررہا ہے۔ اس شعر میں جو لفظ ''چلنا'' ہے وہ چلنے یعنی مشی کرنا (Walking) کے معنی میں نہیں ہے بلکہ ''چلنا'' رخصت یا روانہ ہونا (Departure or Exit) کے معنی میں ہے۔ لغت کا حوالہ ملاحظہ ہو۔ چلنا = روانہ ہونا، رخصت ہونا (فیروز اللغات، ص ۵۳۴) قدم رکھنا = پاؤں دھرنا، آنا وغیرہ (فیروز اللغات، ص ۹۵۱) دھرنا = رکھنا (فیروز اللغات، ص ۶۶۳) جانا = روانہ ہونا، رخصت ہونا، چلنا، سدھارنا، سرکنا، ٹلنا۔ (فیروز اللغات، ص ۴۴۷)۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کے مذکورہ شعر میں ''چلنا'' اور ''جانے والے'' کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت رضا نے یہ شعر ''مدینہ منورہ میں آنے والے'' کو مخاطب بنا کر نہیں کہا بلکہ ''مدینہ منورہ سے جانے والے'' کو مخاطب بنا کر ارشاد فرمایا ہے کیونکہ شعر کے اختتام میں ''او جانے والے'' کا جملہ ہے۔ اور لغت کے مندرجہ بالا حوالے کے اعتبار سے ''جانے والے'' کا مطلب ''رخصت ہونے والے'' ہوتا ہے۔ اپنی بات کو اور بھی زیادہ آسانی سے تفہیم کراتے ہوئے ہم نے شیخ صاحب قبلہ سے عرض کیا کہ قدم رکھنا اور چلنا کو بآسانی سمجھنے کے لئے ایک مثال پیش خدمت ہے کہ آپ کا

Marfat.com

یہ خادم ہمدانی آپ کے دولت کدے پر حاضر ہوا۔ آپ نے ''مرحباً'' اور ''اھلاً وسھلاً'' فرماتے ہوئے خادم کا استقبال فرمایا۔ دعا اور سلام کے بعد مصافحہ اور معانقہ ہوا۔ آپ نے ''تفضّل'' کہہ کر بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہم آپ کے دالان میں رکھے ہوئے سوفہ پر بیٹھ گئے۔ آپ اپنے نوکر کو چائے۔ ناشتہ کا حکم دینے ہی والے تھے کہ ہم نے عرض کیا کہ شیخ مخدوم صاحب! چلنے (رخصت) کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ خادم کی اس گذارش پر آپ نے تعجب کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ واہ! ہمدانی صاحب! یہ کیا محبت ہوئی؟ آئے، قدم رکھا اور چل دیئے؟ اسی انداز میں حضرت رضاؔ بریلوی نے اپنے شعر میں ''قدم رکھنا'' اور ''چلنا'' فرمایا ہے۔

ہماری اس مختصر سی وضاحت سے حضرت رضاؔ بریلوی کے شعر پر عائد اعتراض رفع اور دفع ہو گیا اور شعر کا جو مطلب اور مفہوم ہم نے بیان کیا وہ محترم و مخدوم شیخ بدر الدین صاحب کو اتنا پسند آیا کہ انہوں نے حضرت رضا علیہ الرحمۃ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے راقم الحروف کو اپنی پرخلوص دعاؤں سے نوازا۔

حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مذکورہ شعر کے جملے ''ارے سر کا موقع ہے'' کی تشریح میں ہم نے جو مفہوم بیان کیا کہ مدینہ میں مرجاؤ، اس پر بہت سی احادیث وارد ہیں کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں انتقال کرنے اور مدینہ منورہ میں مدفون ہونے کے فضائل بیان فرمائے ہیں بلکہ ترغیب فرمائی ہے۔ ان تمام احادیث کو یہاں ذکر کرنا ممکن نہیں۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر صرف ایک حدیث شریف پیش کرتے ہیں۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ''مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلْیَمُتْ فَمَنْ مَاتَ بِالْمَدِیْنَةِ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَّشَهِیْدًا'' ترجمہ:- جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہے، تو اسے چاہیے کہ اسی جگہ مرے۔ وہ میری شفاعت اور شہادت باسعادت سے مشرف ہوگا'' (حوالہ:- ''جذب القلوب الی دیار المحبوب'' از:- شیخ محقق شاہ عبدالحق

Marfat.com

محدث دہلوی، ص ۲۲)۔ اس حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے عاشق رسول حضرت رضا بریلوی ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ:۔

■ ''طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند:۔ سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے''

✪ امیر المومنین، خلیفہ المسلمین، سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ دعا کرتے تھے کہ ''اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَ اجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ''۔ ترجمہ:۔ ''اے اللہ! مجھے تیری راہ میں شہادت نصیب کر اور میری موت تیرے رسول کے شہر میں کر'' (حوالہ:۔ جذب القوب، از شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی)

جدہ شریف میں حضرت رضا کے دیگر چند اشعار پر بھی اعتراض قائم کئے گئے تھے۔ ان اشعار میں ● ''وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں ÷ تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں'' اور ✪ ''یاد گیسوذ کر حق ہے آہ کر ÷ دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا'' خصوصی طور پر تھے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ تمام اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان نے صرف مذہبی شاعری تک محدود رہ کر ہی شعر گوئی میں اپنا ایسا کمال دکھایا ہے کہ آپ تمام سخنوروں کے امام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت رضا کو زبان و بیان پر وہ عبور اور ملکہ حاصل تھا، کہ آپ زبان کی لغت میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ مقامی اصطلاحات، محاورات کا بھی ستھرا اور سنجیدہ شعور رکھتے تھے۔ اردو زبان میں آپ دہلی یا لکھنؤ کے پابند نہ تھے بلکہ شعر کے عنوان کے ساتھ موازنت اور موافقت میں جو محاورہ اور مثال زیادہ صحیح اور فصیح ہوتا تھا، اسے اختیار فرماتے تھے۔ اور اسی وجہ سے حضرت رضا کے کلام کا ایک نرالا اور انوکھا رنگ ڈھنگ ہے۔ ان کی اردو میں کہیں خالص لکھنؤ کی ٹکسالی بیگماتی زبان کا رنگ نظر آتا ہے، تو کہیں خالص دہلی کی اردو کی سنجیدگی محسوس ہوتی ہے۔ حضرت رضا بریلوی کے کلام میں حقیقت اور اصلیت کی سادگی کے ساتھ ساتھ تخیل کی بلندی اور باریکی بھی پائی جاتی ہے۔ کلام کی متانت و تہذیب کی استواری کو برقرار رکھتے ہوئے آپ نے ہمیشہ شستہ، شفاف اور شگفتہ الفاظ میں اشعار نظم فرمائے ہیں۔

Marfat.com

۲۱۵ علوم وفنون میں حضرت رضا
کی مہارت اور کلام رضا میں ان کا استعمال

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان حدیث شریف کے ارشاد کے بموجب مجدد بن کر دنیا میں تشریف لائے تھے۔ مجدد ہر ۱۰۰ سو سال کے بعد دنیا میں تشریف لاتے ہیں اور وہ اپنی علمی صلاحیتوں اور عملی کوششوں سے تجدید واحیائے دین کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ حضرت رضا بریلوی کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل علوم کثیرہ عطا فرمائے تھے۔ حضرت رضا بریلوی ''علم لدنی'' کی زندہ مثال تھے کیونکہ آپ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار سے بھی زائد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان کتب میں آپ نے متعدد علوم وفنون پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ الحمدللہ! راقم الحروف کے پاس حضرت رضا بریلوی کی تصانیف کثیر تعداد میں ہیں۔ راقم الحروف کے پاس حضرت رضا کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف کا جو ذخیرہ ہے، وہ شاید ہی کسی کے پاس ہوگا۔ ہم نے انفرادی طور پر حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کی تصانیف پر ریسرچ کا کام تقریباً دس سال سے جاری رکھا ہے۔ حضرت رضا کے ۹۶۸ رسائل، حواشی، وغیرہ کی فہرست باعتبار فن اور عنوان مرتب کرلی ہے، جو عنقریب منظر عام پر آجائے گی۔ حضرت رضا بریلوی کی تصانیف میں جو علوم وفنون پائے جاتے ہیں ان کو ہم نے شمار کیا، تو ان کی تعداد دو سو پندرہ تک پہنچتی ہے۔ یہ کوئی مبالغہ یا غلو پر مشتمل گپ نہیں بلکہ حقائق اور صداقت پر مبنی دعویٰ ہے۔ کیونکہ ہم نے ہر علم وفن مں حضرت رضا کی کونسی تصنیف ہے؟ وہ چھانٹ کر اس تصنیف کا نام، مع سن تصنیف، وغیرہ تفصیلات کے ساتھ متعین کرلیا ہے۔ اور انشاء اللہ

Marfat.com

وحبیبہ بہت جلد کتابی شکل میں اسے شائع کریں گے۔ حضرت رضا مجدد کی حیثیت سے دین متین کی خدمت میں منہمک تھے لہذا علم قرآن، علم تفسیر، علم حدیث، علم اصول حدیث، علم اسماء الرجال، علم فقہ، علم اصول فقہ، علم الفرائض وغیرہ میں مہارت رکھنا لازمی تھا لیکن آپ کو دنیوی علوم وفنون اور خصوصا علوم جدیدہ مثلا ٹاپولوجی (Topology) جیسے علوم میں بھی کمال حاصل تھا۔ جس کی تفصیلی گفتگو اس کتاب میں ملاحظہ خاطر ہوگی، جو عنقریب شائع ہوگی۔ یہاں پر ہم صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت رضا بریلوی کے نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش شریف'' میں وہ تمام علوم پائے جاتے ہیں۔ ہر فن کے تعلق سے حضرت رضا کے دیوان میں اشعار پائے جاتے ہیں۔ لہذا ہم اپنی آئندہ تصنیف میں ان ۲۱۵ علوم وفنون کو حسب ذیل ترتیب سے شائع کریں گے۔

(۱) علم اور فن کا نام اور اس کی کیفیت۔

(۲) یہ علم یا فن کب ایجاد ہوا؟ اور اس کے موجد کا نام۔

(۳) انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام کے عہد میں اس علم وفن کی کیا حیثیت تھی؟ اور اُن ادوار میں اس علم وفن کے ماہرین کے نام اور اس فن کا استعمال کس مقصد کے تحت تھا؟

(۴) حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دورِ ظاہری حیات میں اس علم وفن کی حیثیت، اس کے ماہرین اور استعمال کی کیفیت۔

(۵) عہد رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لیکر حضرت رضا بریلوی کے زمانے تک ہر دور میں اس علم وفن کی کیا حیثیت رہی؟ اور ہر دور کے ماہرین کے نام۔

(۶) حضرت رضا بریلوی کے دور میں اس فن وعلم کی حیثیت اور ماہرین کے نام۔

(۷) حضرت رضا بریلوی نے اس فن وعلم میں کس طرح مہارت حاصل کی؟ اور کس لئے کی؟

Marfat.com

(۸) اس علم وفن میں حضرت رضا کی مہارت کی کیفیت اور حضرت رضا نے اس علم وفن کو علم شریعت کے تابع بنا کر خدمتِ دین کی غرض سے کس طرح استعمال فرمایا؟

(۹) اس علم وفن میں حضرت رضا کی تصنیف اور اس کا نام۔

(۱۰) اس علم وفن میں حضرت رضا کا شعر اور اس شعر کی تشریح۔

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نعتیہ دیوان میں ان علوم وفنون کے تعلق سے جو اشعار ہیں، وہ تمام اشعار خصوصی طور پر اپنے آقا و مولیٰ، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں اور دیگر نفوس قدسیہ کی تعریف وتوصیف میں ہیں۔ یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ اختصار کے ساتھ بھی ان اشعار پر گفتگو کی جائے۔ پھر بھی ناظرین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر رواں رواں چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں:-

علم نجوم کی اصطلاح میں:-(Astronomy)

(۱) بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ[۱۲] برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا

یہ شعر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں علم نجوم کی اصطلاح میں ہے۔ اس شعر میں بارہ[۱۲] برجوں کا ذکر ہے۔ برج (Zodiac signs) بارہ[۱۲] ہیں۔ (۱) اسد =Leo (۲) ثور =Tauras (۳) جدّی =Capricorn (۴) جوزہ =Gemini (۵) حمل =Aries (۶) حوت =Pisces (۷) دلو =Aquarius (۸) سرطان =Cancer (۹) سنبلہ =Virgo (۱۰) شرف =Sagittarius (۱۱) عقرب =Scorpio (۱۲) میزان =Libra۔

(۲) سعدین کا قران ہے پہلوئے ماہ میں،
جھرمٹ کئے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے۔

● سعدین = دو مبارک ستارے زہرہ اور مشتری (فیروز اللغات، ص ۸۰۰)

Marfat.com

Jupiter and venus.

- قران = دوستاروں کا ایک برج میں جمع ہونا (فیروز اللغات، ص ۹۵۳)

■ علم ہیئت پر مبنی اشعار:-(Astrophysics)

(۱) مہر میزاں میں چھپا ہو تو حمل میں چمکے،
ڈالے اک بوند شب دے میں جو باران عرب

● مہر = آفتاب (فیروز اللغات، ص ۱۳۲۲) ● میزان = آسمان کا ساتواں برج (فیروز اللغات، ص ۱۳۳۰) ● حمل = آسمان کا پہلا برج (فیروز اللغات، ص ۵۷۶)۔

(۲) ہیں عکسِ چہرہ سے لب گلگوں میں سرخیاں،
ڈوبا ہے بدرِ گل سے شفق میں ہلال گل

■ علم نباتات پر مبنی اشعار:-(Botany)

(1) یہ سُمن یہ سوسن ویاسمن یہ بنفشہ سنبل ونسترن،
گل و سرو ولالہ بھرا چمن وہی ایک جلوہ ہزار ہے

(۲) شاخِ قامتِ شہِ میں زلف وچشم و رخسار ولب ہیں،
سنبل، نرگس، گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

■ علم ہندسہ پر مبنی اشعار:-(Geometry)

(۱) محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوطِ واصل،
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

(۲) کیا لکیروں میں یداللہ خط سرو آسا لکھا،
راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہاتھ میں

Marfat.com

علم موسیقی پر مبنی اشعار:-(Music)

(۱) حورِ جناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا،
چھیڑ کے پردۂ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں

(۲) ارے بد فال بُری ہوتی ہے،
دیس کا جنگلا سنانے والے

علم ارضیات ومعدنیات پر مبنی اشعار:-(Geology & Mineralogy)

(۱) نبوی خور، علوی کوہ، بتولی معدن،
حسنی لعل، حسینی ہے تجلّا تیرا

(۲) کوہ سرمکھ ہو تو اِک وار میں دو پر کالے،
ہاتھ پڑتا ہی نہیں، بھول کے اوچھا تیرا

علم موسمیاتی پر مبنی اشعار:-(Meteorology)

(۱) درودیں صورتِ ہالہ محیط ماہِ طیبہ ہیں،
برستا امّتِ عاصی پہ اب رحمت کا پانی ہے

(۲) اشک برساؤں چلے کوچۂ جاناں سے نسیم،
یا خُدا جلد کہیں نکلے بخارِ دامن

علم اکسیر پر مبنی اشعار:-(Alchemy)

(۱) سونے کو تپائیں جب کچھ مَیل ہو یا کچھ مَیل،
کیا کام جہنم کے دھرے کو کھرے دل سے

Marfat.com

(۲) خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا،
جان کی اکسیر ہے اُلفت رسول اللہ کی

■ علم منطق پر مبنی اشعار:-(Logic)

(۱) تم سے خدا کا ظُہور اُس سے تمہارا ظہور،
''لم'' ہے وہ، یہ ''اِن'' ہوا تم پہ کروڑوں درود

(۲) سببِ ہر سبب منتہائے طلب،
علّتِ جملہ علّت پہ لاکھوں سلام

■ علم نفسیات پر مبنی اشعار:-(Psychology)

(۱) یہ مرحمتیں کہ کچی متیں نہ چھوڑیں لتیں نہ اپنی گتیں،
قصور کریں اوران سے بھریں قصورِ جناں تمہارے لئے

(۲) سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں،
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

قارئینِ کرام اپنے عفو اور معافی سے ہمیں نوازیں کہ طوالتِ تحریر کے خوف سے ہم نے مذکورہ متفرق علوم کی مثال میں پیش شدہ اشعار کی کوئی تشریح نہیں کی۔ ورنہ مطالعہ کا لطف مزید بڑھ جاتا۔ ہم خود بھی اپنی اس کوتاہی پر ملول اور خجل ہیں اور قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو جن علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل تھی ان میں سے چند علوم وفنون کے نام اور کیفیت ذیل میں پیشِ خدمت ہیں:-

Marfat.com

نمبر	اسمائے علوم وفنون	کیفیت	انگریزی
۱	علم موسمیات	موسموں کی معلومات کا علم	Meteorology
۲	علم حشریات	کیڑے مکوڑوں کا علم	Entomology
۳	علم المعیشت	اقتصادیات و معاشیات کا علم	Economics
۴	علم حرکت	حرکت اور سرعت کی بحث کا فن	Dynamics
۵	علم حیوانات	حیوانات کے حالات کا علم	Zoology
۶	علم طبیعات	چیزوں کی خاصیت کا علم	TempramentPhysics
۷	علم کیمیا	چیزوں کے اجزاء و بناوٹ کا علم	Chemistry
۸	علم نباتات	نباتات، پھول وغیرہ کی معلومات	Botany
۹	علم ہندسہ	لکیروں، خطوط اور زاویوں کا علم	Geometry
۱۰	علم نجوم وزیجات	ستاروں کا علم	Astronomy
۱۱	علم الحقیقت	حقائق اشیاء کی بحث کا علم۔ تصوف	Theology
۱۲	علم نفسیات	انسان کے تحت الشعور ولاشعور کی شرح کا علم	Psychology
۱۳	علم جنسیات	مرد۔عورت کے جسمانی تعلق کی تحقیق	Temperament
۱۴	علم وبائیات	وباؤں کی تحقیق اور روک تھام کا علم	Epidemiology
۱۵	علم صوتیات	وہ علم وفن جو آواز سے تعلق رکھے	Phonetics
۱۶	علم جغرافیہ	زمین کی طبعی تقسیم کا علم	Geography
۱۷	علم شماریات	اعداد وشمار کی باضابطہ فراہمی کا علم	Statistics
۱۸	علم معاشرت	مل جل کر جماعتی زندگی بسر کرنے کی تحقیق	Sociology
۱۹	علم منطق	دلائل کا علم	Logic

Marfat.com

Alchemy	کیمیا۔ تانبے کو سونا بنانا وغیرہ کا علم	علم اکسیر	۲۰
Philosophy	حکمت، دانائی اور موجودات کا علم	علم فلسفہ	۲۱
Logaritham	حساب کے پھیلاؤ کو مختصر کرنے کا علم	علم لوگارثم	۲۲
Ancestrology	نسل، نسب اور خاندانی شجرے کا علم	علم الانساب	۲۳
Mysticism	قرب الٰہی اور تلاش حق کا علم	علم سلوک	۲۴
Horoscopology	بچے کے پیدائش پر جنم کنڈلی کا علم	علم زائچہ وزائرچہ	۲۵
Astrophysics	اجرام فلکی، زمین کی گردش و کشش کا علم	علم ہیئت	۲۶
Ethics	اخلاق کی تعلیم و تربیت کا علم	علم اخلاقیات	۲۷
Law of Inheritance	میراث کی تقسیم اور ورثاء کے حقوق کا علم	علم الفرائض	۲۸
Recitation	حروف کی صحیح ادائیگی اور مخارج کا علم	علم قرأت وتجوید	۲۹
Ephemeris	طلوع، غروب، ودیگر اوقات کا علم	علم توقیت	۳۰
Numerology	عدد، حساب، شمار وغیرہ کا علم	علم الاعداد	۳۱
International affairs	عالمی پیمانے پر ملکی امور و سیاست کا علم	علم بین الاقوامی امور	۳۲
Foretelling astrology	ایک علم جس سے غیب کا حال معلوم ہو	علم جفر	۳۳
Augury	ہندسوں اور خطوط سے غیب کا حال بتانا	علم رمل	۳۴
Abstract of science	وجود خارجی میں مادہ کا محتاج عقلی کا علم	علم ریاضی	۳۵
Medical science	امراض اور اس کے علاج کا علم	علم طب وحکمت	۳۶
Pharmacy	دوائیوں کا علم	علم ادویات	۳۷
Arithmetic	حساب کے حاصل اور کسر کا علم	علم تکسیر	۳۸
Equation & Algebra	علامات وحروف سے عمل کا علم (شاخ ریاضی)	علم جبر ومقابلہ	۳۹
Squarology	مربع خانے، تعویذ کے خانے بھرنے کا علم	علم مربعات	۴۰

Marfat.com

۴۱	علم ارضیات	زمین کے طبقوں کا علم	Geology
۴۲	علم معدنیات	زمین سے برآمد ہونے والی اشیاء کا علم	Minerology
۴۳	علم سیر و تواریخ	تاریخ اور ماضی کے واقعات کا علم	Viru & History
۴۴	علم استنباط و استخراج	قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے کا علم	Research&Analysis
۴۵	علم حاشیہ نگاری	کتاب کے متن پر شرح و تفسیر لکھنے کا علم	Marginal Explanation
۴۶	علم لغات	الفاظ کے معنیٰ اور اصل کا علم	Vocabulary
۴۷	علم عروض	شعر گوئی اور شعر کے اوزان و قواعد کا علم	Art of Versification
۴۸	علم خطِ نسخ	عربی تحریر کی ایک قسم	Arabic Chirography
۴۹	علم بدیع	کلام کی لفظی و معنوی خوبیوں کا علم	Curiosity
۵۰	علم رِدّات	پھیرنے اور رد کرنے کا علم	Art of Refutation

مندرجہ بالا فہرست میں صرف پچاس (۵۰) علوم وفنون کا ہی ذکر کیا ہے۔ حالانکہ حضرت رضا بریلوی کی تصانیف کثیرہ سے کل ۲۱۵ رعلوم وفنون ثابت ہوتے ہیں۔ جس کا تفصیلی تذکرہ ہم اپنی آئندہ (Next) تصنیف میں کریں گے۔ ایک اہم بات قارئین کرام کے گوش گزار کردیں کہ مذکورہ ایک دوسو پندرہ (۲۱۵) علوم وفنون کی حضرت رضا کو صرف معلومات ہی نہ تھی بلکہ مہارت تامّہ (Mastery) حاصل تھی۔ ان علوم وفنون میں حضرت رضا بریلوی کے ہمعصر ماہرین کو جب حضرت رضا بریلوی سے ان علوم فنون کے تعلق سے سابقہ پڑا تو انہوں نے دانتوں تلے انگلیاں دبالیں اور حضرت رضا کے تبحر علم کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضرت رضا کے مقابل طفلِ مکتب محسوس کیا۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین، امریکی منجم البرٹ پورٹا، مشہور سائنسداں آئن اسٹائن وغیرہ کے واقعات ہمارے اس دعوے کی شہادت دیتے ہیں۔

Marfat.com

"اتنی عرضِ آخری سن لو ذرا......"

یہاں تک کے مطالعہ سے قارئین کرام پر روشن ہو گیا ہوگا کہ حضرت رضاؔ بریلوی جیسی نادرزمن شخصیت صدیوں کے بعد ہی پیدا ہوتی ہے۔ حضرت رضاؔ نے جس جس علم وفن کی طرف توجہ فرمائی، اس فن کے ماہرین پر فوقیت وسبقت لے گئے۔ فنِ شاعری میں حضرت رضاؔ کی قادر الکلامی میں کوئی کلام نہیں بلکہ اظہر من الشمس ہے کہ اردو ادب کے شعراء کے شہنشاہ ہونے کے ناطے امام الکلام کا تاج آپ کے سر پر ہی زیب دیتا ہے۔ فنِ عروض کی میزان میں ایک پلّے میں حضرت رضاؔ بریلوی کے کلام کو رکھا جائے اور دوسرے پلّے میں تمام شعرائے اردو ادب کے کلام کو رکھا جائے تو بلا شبہ حضرت رضاؔ کے کلام کا پلّہ بھاری رہے گا۔ حضرت رضاؔ کے کلام میں فن وادب کے اعتبار سے جو محاسن پائے جاتے ہیں، وہ کسی ایک شاعر کے کلام میں نہیں پائے جاتے۔ لیکن صد افسوس! باوجود بے شمار فنی محاسنِ فنِ شاعری کے حامل ہونے کے باوجود اردو ادب کی تاریخ میں جہاں دیگر شاعروں کو خراجِ تحسین دینے میں غلو اور مبالغہ کرنے میں پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا جاتا، وہاں حضرت رضاؔ جیسے باکمال سخنور کہ جن کو فن شاعری میں اپنے وقت کا امام کہنا، درحقیقت فن وادب کی آبرو کو چار چاند لگانا ہے، ایسے باکمال شاعر کے ساتھ غیر منصفانہ رویہ اپنایا گیا ہے۔ جیسا کہ اوراقِ سابقہ میں ہم نے عرض کیا ہے کہ حضرت رضاؔ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کی گئی ناانصافی کے پس پردہ مسلکی اختلاف کا تعصب ہی کارفرما ہے۔ اس حقیقت کو حضرت رضاؔ جانتے تھے اور آپ نے اس حقیقت کا برملا انکشاف کرتے ہوئے اپنے ایک شعر میں یہاں تک فرمایا ہے کہ:-

■ سنّیت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں
پھول ہو کر بن گئے کیا خار ہم

Marfat.com

لیکن حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان نے عقائد کی بنا پر کی جانے والی ایسی ناحق مخالفت کی قطعاً پرواہ نہیں کی اور ایسی مخالفت ولعن۔طعن سے ذرّہ برابر بھی ملول و بددل نہیں ہوئے بلکہ اس کو بھی اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عشق کے جذبے کے تحت خندہ پیشانی سے جھیلتے ہوئے، اپنے آقا کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں کہ:۔

■ مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یوں ہی
کہ وہی نا، وہ رضاؔ بندۂ رسوا تیرا

حضرت رضاؔ بریلوی متعصب اور مخالف گروہ کی بے اعتدالیوں سے بالکل بے اعتنائی کا مظاہر کرتے ہوئے یہاں تک فرماتے ہیں کہ:۔

■ خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

✪ حضرت رضاؔ بریلوی کو فنِ شاعری میں جو عبور حاصل تھا اور آپ فن کی جس بلندی پر پرواز کناں تھے۔ وہاں پہنچ کر بہت سے حضرت انسان کو بتقاضائے بشری تکبّر اور خودستائی کی بانگ پکارنے کی گدگدی ہوتی ہے لیکن حضرت رضاؔ بریلوی نے خود آرائی کے عیب سے اپنے دامن کو داغدار نہیں ہونے دیا بلکہ تواضع اور انکساری اختیار فرماتے ہوئے اپنے عجز و نقائص کا اقرار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

■ کس منہ سے کہوں رشکِ عنادل ہوں میں
شاعر ہوں، فصیح بے مماثل ہوں میں
حقا کوئی صنعت نہیں آتی مجھ کو
ہاں یہ ہے کہ نقصان میں کامل ہوں میں

✪ اردو ادب کے بہت سے شاعروں نے اپنے ہی منہ سے تعریف کے پُل باندھے ہیں اور فنِ شاعری میں اپنے کمال کے گن گانے کے غُلو میں کمال کر دیا ہے لیکن حضرت رضاؔ بریلوی نے تواضع اور انکساری اپناتے ہوئے اپنے کمال کا نہیں بلکہ اپنی ''بے کمالی'' کا

Marfat.com

اظہار فرمایا ہے:-

■ محصور جہاندانی و عالی میں ہے
کیا شبہ رضاؔ کی بے مثالی میں ہے
ہر شخص کو اِک وصف میں ہوتا ہے کمال
بندے کو کمال بے کمالی میں ہے

✪ حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں شاعر ہوں یا اپنی شاعری کو کھانے کمانے کا پیشہ بنایا۔ آپ نے اپنی شاعری، شاعری برائے پیشہ یا برائے پیسا نہیں کی بلکہ شاعری برائے عبادت کی۔ اور ایمان کی جان عظمت و محبتِ رسول کا عالمگیر پیغام عام فرمایا لیکن آپ نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ثنا میں عشق کی دیوانگی پر پاسِ شریعت کے ہوش کی فرزانگی کی لگام دی۔ اور اس امر کا پور الحاظ فرمایا کہ حضور کی تعریف کرنے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔

■ پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو
ہاں شرع کا البتہ ہے جنبہ مجھ کو
مولیٰ کی ثنا میں حکمِ مولیٰ کا خلاف
لُوزینہ میں سیر تو نہ بھایا مجھ کو

● جنبہ = حمایت، طرفداری وغیرہ (فیروز اللغات، ص ۴۷۳)۔ ● لوزینہ = بادام کا حلوا، ایک قسم کی مٹھائی جس میں بادام ڈالتے ہیں۔ (فیروز اللغات، ص ۱۱۶۹)۔ ● سیر = لہسن (Garlic) (فیروز اللغات، ص ۸۲۷)۔ مذکورہ رُباعی کے آخری مصرعہ میں ایک مثال دیتے ہوئے حضرت رضاؔ فرماتے ہیں کہ جس طرح بادام کے حلوے میں لہسن ڈالنا طباخی یعنی کھانے پکانے کے امور کے خلاف ہے اور بادام کی مٹھائی میں لہسن کی آمیزش کسی کو نہیں بھاتی، یونہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کرنے میں کوئی ایسی بات کہنی جو حضور کے حکم کے خلاف ہو، تو یہ امر بھی شریعت میں ناروا ہے۔ لہٰذا میں یہ تو نہیں کہتا کہ میں

Marfat.com

شاعر ہوں، البتہ شریعت کے احکام کی میں ضرور حمایت ولحاظ کرتا ہوں۔

✪ نعتِ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے میں احکامِ شریعت جو قرآنِ شریف سے واضح ہیں، اُن کا لحاظ کرنا ازبس ضروری ہے۔ حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔

■ ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بیجا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

● محظوظ = مسرور، بہرہ مند، خوش وخرم، شاد، مگن وغیرہ (فیروز اللغات، ص ۱۲۱۳)۔

● بیجا = ایک ڈراؤنی شکل کا کاغذی چہرہ جسے بچے منہ پر رکھ کر ڈراتے ہیں۔ (فیروز اللغات، ص ۲۵۳)۔ ● المنۃ للہ = خدا کا شکر کرنا (فیروز اللغات، ص ۱۱۹)۔ ● محفوظ = حفاظت کیا گیا، صحیح سلامت، (فیروز اللغات، ص ۱۲۱۳)۔ ● ملحوظ = لحاظ کیا گیا، خیال کیا گیا (فیروز اللغات، ص ۱۲۸۳)۔

یعنی میں اپنے کلام سے مسرور ہوں کیونکہ اس راہ میں جو ڈراؤنی صورت پیش آتی ہے اس سے اللہ کا شکر ہے کہ میں حفاظت کیا گیا ہوں۔ قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی ہے لہٰذا مجھ پر لازم ہے کہ میں شریعت کے احکام کا پورا خیال کروں۔

✪ نعت گوئی کی راہ میں حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو جب بھی رہبر کی ضرورت محسوس ہوئی، تب آپ نے دنیادار شاعروں اور ادیبوں کی طرف رجوع نہ کیا بلکہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعت گو شاعر عاشقِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نقشِ قدم اختیار کیا۔ حضرت رضا فرماتے ہیں:۔

■ توشہ میں غم و اشک کا ساماں بس ہے
افغانِ دلِ زار حُدی خواں بس ہے
رہبر کی رہِ نعت میں گر حاجت ہو

Marfat.com

نقشِ قدمِ حضرتِ حسّاں بس ہے

● توشہ = زادِ راہ، وہ کھانا جو مسافر ساتھ لے جائے، وغیرہ (فیروز اللغات، ص ۳۹۰) ● افغان = فریاد، فُغان، وغیرہ (فیروز اللغات، ص ۱۰۴) ● زار = نالہ، فریاد، غمگین (فیروز اللغات، ص ۷۳۷)۔ ● حُدی = عرب شُتر بانوں کا نغمہ (فیروز اللغات، ص ۵۶۴) ● شُتر بان = اونٹ ہانکنے والا (فیروز اللغات، ص ۸۳۷)۔

مذکورہ رُباعی میں حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں سفر کے توشہ میں غم اور آنسوؤں کا سامان کافی ہے اور غمگین دل کی فریاد و نالہ کیلئے عرب کے شُتر بانوں کا نغمہ کافی ہے۔ نعت کی راہ میں اگر رہبر کی حاجت ہو تو حضرت حسّان بن ثابت کا نقشِ قدم اختیار کرنا کافی ہے۔

دل تو یہ چاہتا ہے کہ حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مذکورہ رباعی کی تشریح لکھیں لیکن مضمون کی طوالت مانع ہونے کی وجہ صرف اہم نکات کی طرف اشارہ کر کے سبکدوش ہوتے ہیں۔ رباعی کی ابتداء میں لفظ ''توشہ'' کا استعمال کیا گیا۔ جب آدمی سفر کرتا ہے تو کھانے اور پینے کا سامان ساتھ لے کر چلتا ہے۔ صرف کھانے کا یا صرف پینے کا سامان نہیں لیتا بلکہ کھانے اور پینے دونوں کا سامان ساتھ لے کر چلتا ہے۔ اسی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حضرت رضا نے ''غم'' اور ''اشک'' کا ذکر فرمایا ہے یعنی کھانے کے لئے غم اور پینے کے لئے اشک یعنی آنسو۔ حالانکہ روزمرّہ کی اصطلاح میں ''غم کھانا'' اور ''آنسو پینا'' کے محاورے رائج ہیں ● غم کھانا = صدمہ اٹھانا، رنج سہنا، دُکھ بھوگنا (فیروز اللغات، ص ۹۱۷) ● آنسو پینا = ضبط کرنا، صبر کرنا، دکھ درد کے وقت خاموش رہنا۔ (فیروز اللغات، ص ۳۴) یعنی عشق کی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے جو سفر درکار ہے اس سفر میں ایک عاشق صادق کے لئے لازمی ہے کہ زادِ سفر کے لئے ''غم عشقِ رسول'' اور ''اشک در فراق نبی'' کا سامان ساتھ لے کر چلے۔ مصرعۂ ثانی میں فرمایا ہے کہ غمگین دل کی فریاد و نالہ کے لئے عرب کے شُتر بانوں کا نغمہ کافی ہے۔ ملک عرب میں اکثر و بیشتر اونٹ پر ہی سفر کیا جاتا تھا کیونکہ وہاں کی زمین ریتیلی (Sandy) ہونے کی وجہ سے صرف اونٹ کی سواری موزوں ہوتی۔

Marfat.com

اونٹ کے سائبان یعنی ہانکنے والے اکثر سفر میں رہتے تھے۔ آج اس مسافر کے ساتھ تو کل دوسرے مسافر کے ساتھ سفر کرنا پڑتا تھا۔ وہ اپنے اہل وعیال سے جُدا ہو کر ملک عرب کی ریتیلی زمینوں میں سفر میں رہتے تھے کیونکہ یہی اُن کا پیشہ تھا۔ رات کے وقت جب قافلہ کہیں پڑاؤ کرتا اور ٹھہرتا تب اونٹ کے ساربان جمع ہو کر حلقہ بنا کر بیٹھتے اور اپنے اہل وعیال کو یاد کر کے ان کے فراق وہجر میں نہایت پُر درد لہجے میں نغمے گاتے تھے۔ اونٹ کے ساربانوں کے درد بھرے نغمات اتنے رقّت آمیز ہوتے تھے کہ سُننے والے پر بھی رنج وغم کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور ان کے بھی آنسو ٹپک پڑتے تھے۔ اُن شتربانوں کے پُر درد نغموں کو ملک عرب میں غم کے نغموں کی حیثیت سے بہت ہی شُہرت حاصل ہوئی تھی اور ان نغمات کو "حُدی" یعنی Elegy کہا جاتا ہے۔ تیسرے اور چوتھے مصرعے میں فرماتے ہیں کہ نعت کی راہ میں اگر رہبر کی حاجت ہے تو حضرت حسّان کا نقشِ قدم اختیار کرنا کافی ہے۔ یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ اس رباعی شریف پر تفصیلی گفتگو کریں۔ مختصر یہ کہ اس رباعی میں حضرت رضؔا نے سفر سے تعلق رکھنے والے تمام اُمور مثلاً توشہ، سامان، سواری، ساربان، فراق، نغمہ، رہبر، راہ، نقشِ قدم وغیرہ کا بالترتیب ذکر ایسے حسین انداز میں فرمایا ہے کہ شعر کا ربط وتسلسل قائم رہتے ہوئے شعر میں الفاظ کی نُدرت، بیان کی شائستگی، زبان کی شیرینی، جذبات کی شدّت، عشق کی صداقت، سخن کی سلاست، محبت کی وارفتگی وغیرہ کئی محاسن مجتمع نظر آتے ہیں۔

✪ مذکورہ رُباعی کے آخری دو امصار میں حضرت رضؔا بریلوی نے حضرت حسّان بن ثابت کا نقشِ قدم اختیار کرنے کا فرما رہے ہیں۔ حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نقشِ قدم اختیار کرنے سے مراد یہ ہے کہ جس طرح حضرت حسّان نے ہر موقعہ پر اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وثنا اور آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کے گستاخوں کی تذلیل اور ہجو کرنے میں کسی قسم کی کمی، کسر، کوتاہی، کاہلی، تاخیر، یا تامّل نہیں کیا۔ اِسی طرح حضرت رضؔا بریلوی نے بھی اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

کی تعریف وتوصیف اور آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کے گستاخوں کی تردید اور اور تذلیل کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ حضرت رضا کا نعتیہ دیوان اس کی کھلی شہادت ہے۔ مثلاً

✪ اپنے آقا و مولیٰ، رحمتِ عالم، جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے بے پناہ عشق کا اظہار اور پیارے آقا کی مدح وثنا کرتے ہوئے حضرت رضا رقمطراز ہیں کہ :-

■ اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ،
اِن سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں،
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

■ فرش والے تیری شوکت کا عُلُو کیا جانیں،
خُسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

■ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو،
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے،

■ کون دیتا ہے دینے کو منھ چاہئے،
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

■ وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا،
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا، ترے شہر وکلام وبقا کی قسم

■ ہشت خُلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضا،
چار دن برسے جہاں ابرِ بہارانِ عرب

■ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم،
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

Marfat.com

- میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا،
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں
- مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے ہیں،
دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں
- وہی نورِ حق وہی ظلِّ رب، ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب،
نہیں ان کی ملک میں آسماں، کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں
- اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم،
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں
حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو،
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو
- اے رضاؔ خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور،
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی
- تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ،
مرے چشمِ عالم سے چھُپ جانے والے
- لیکن رضاؔ نے ختمِ سُخن اس پہ کر دیا،
خالق کا بندہ، خلق کا آقا کہوں تجھے
- ترا قدِ مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی ہے،
اُسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے
- شفاعت کرے حشر میں جو رضاؔ کی،
سوا تیرے کس کو یہ عزّت ملی ہے
- وہی ہے اوّل، وہی ہے آخر، وہی ہے باطن، وہی ہے ظاہر،
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اُسی سے اُس کی طرف گئے تھے

Marfat.com

- تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا،
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نُور کا
- ملکِ خاصِ کبریا ہو÷ مالکِ ہر ما سوا ہو
- اصالتِ کل، امامتِ کل، سیادتِ کل، امارتِ کل،
حکومتِ کل، ولایت کل، خدا کے یہاں تمہارے لئے
- وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا، وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا،
وہ ہے جان، جان سے ہے بقا، وہی بُن ہے، بن سے ہی بار ہے
- کُل سے بالا، رُسل سے اعلیٰ÷ اجلال وجلالِ مصطفائی
- میرے آقا کا وہ در ہے جس پر÷ ماتھے گھس جاتے ہیں سرداروں کے
- وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا،
ہمیں بھیک مانگنے کو، ترا آستاں بتایا ÷ تجھے حمد ہے خدایا
- صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قُدرت پہ لاکھوں سلام

حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے کلام سے چند اشعار بطور مثال پیش کئے ہیں حالانکہ حضرت رضاؔ کا نعتیہ دیوان "حدائق بخشش شریف" اوّل تا آخر عشق رسول کے گوہرِ شاداب سے لبریز ہے۔ حضرت رضاؔ کے کلام میں غیرتِ عشق، آدابِ عشق، سوزشِ عشق، نوائے عشق، توقیرِ عشق، جوشِ عشق، ہوشِ عشق، احترامِ عشق، لحاظِ عشق، آرزوئے عشق، خلوصِ عشق، صداقتِ عشق اور فنائیتِ عشق کی جو گہرائی اور گیرائی پائی جاتی ہے، وہ صرف آپ کا ہی خاصہ اور کمال ہے۔ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں حضرت رضا بریلوی نے ایسے اچھوتے اور انوکھے اشعار نظم فرمائے ہیں کہ دور تک ان اشعار کی مثال نظر نہیں آتی۔ حالانکہ زمانۂ ماضی کے عُشاق شاعروں نے اپنے عشق کی

Marfat.com

رعنائی کو بہترین انداز میں نظم بند فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر لسان العرب علامہ امام بوصیری علیہ الرحمۃ والرضوان بارگاہ رسالت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ:۔

- كَـأَنَّـمَـا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ فِي صَدَفٍ
  مِـنْ مَّعْدَنِيْ مَنْطِقٍ مِّـنْـهُ وَمُبْتَسِمِ

یعنی:۔ "یارسول اللہ! آپ کے دندان مبارک ایسے چمکدار موتی ہیں جو سیپ میں چھپے ہوئے ہیں یعنی دہن شریف میں نہاں ہیں۔ اور وہ موتی گفتگو اور تبسم کرنے کے وقت اپنی معدن سے نمایاں ہوتے ہیں" اس شعر میں علامہ بوصیری نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک کو "لؤلؤ" یعنی موتی سے تشبیہ دی ہے اور صرف دندان مبارک کی توصیف میں پورا ایک شعر نظم فرمایا ہے۔ لیکن حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے بارگاہِ رسالت میں اس طرح عرض کیا ہے کہ:۔

- دندان ولب وزلف و رُخ شہ کے فدائی
  ہیں دُرِّ عدن لعل یمن مُشک خُتن پھول

اس شعر میں حضرت رضا بریلوی نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان مبارک کو "دُرِّ عدن" یعنی جنت کا موتی کہنے کے ساتھ ساتھ ایک ہی شعر میں دندان، لب، زلف اور رخ کی تعریف کر کے شعر کو جامعیت کا حسن بخشا ہے۔

اگر حضرت رضا بریلوی علامہ بوصیری کے ہمعصر ہوتے اور علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ حضرت رضا کا یہ شعر ملاحظہ فرماتے تو یقیناً علامہ بوصیری حضرت رضا کو اپنے سینے سے لگا کر حضرت رضا کے اس شعر کو داد دیتے ہوئے سراہتے۔

Marfat.com

■ کلکِ رضا کی برق بار جولانیاں

حضرت رضا بریلوی نے بارگاہِ رسالت کے مقبول نعت گو شاعر حضرتِ حسان بن ثابت کے نقشِ قدم پر چل کر بارگاہِ رسالت کے گستاخوں کے سینے اپنے نیزے (قلم) کی نوک سے چھلنی کرنے میں کوئی جھجھک اور ڈر محسوس نہیں کیا اور بلا خوف لومۃ لائم احقاقِ حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیا۔ حضرت رضا کے کلام میں ایسے اشعار کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ چند اشعار قارئین کرام کی طبع خاطر کے لئے پیش خدمت ہیں:-

■ آج لے اُن کی پناہ، آج مدد مانگ اُن سے،
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

■ جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں،
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

■ کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں،
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی! ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

■ مومن وہ ہے جو اُن کی عزت پہ مرے دل سے،
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

■ سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک،
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

■ ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں،
ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے

■ سُنیو! اُن سے مدد مانگے جاؤ،
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

Marfat.com

- سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے،
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
- دشمنِ احمد پہ شدّت کیجئے،
ملحدوں کی کیا مروّت کیجئے
- شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب،
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے
- ذکرِ خدا جو اُن سے جُدا چاہو نجدیو!،
واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے
- حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم،
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
- تُف نجدیت نہ کفر، نہ اسلام سب پہ حرف،
کافر اِدھر کی ہے نہ اُدھر کی، اَدھر کی ہے،
- کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو، تم اوّل آخر کے پھیر میں ہو،
محیط کی چال سے تو پوچھو، کِدھر سے آئے کدھر گئے تھے
- وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید وذبیح کا،
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا، وہ ذبیح تیغِ خیار ہے
- وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سر بسر،
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے
- نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی،
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا
- پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربہ ہی سے کھائے،
بٹیر ہاتھ نہ آئی تو زاغ لے کے چلے

Marfat.com

■ اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر،
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

■ دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض،
ہم ہیں عبدِ مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا

■ وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے،
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے بارگاہِ رسالت کے گستاخوں کے سینے اپنی قلم کی ضربِ کاری سے ایسے چھلنی کئے کہ پورے گروہ نے براہین وشواہد کے میدان سے مبہوت ہوکر راہ فرار اختیار کی۔ انتقام کی آگ سے دہکتے ہوئے شقاوت سے بھرے اُن کے دل حضرت رضا بریلوی کی عالمگیر شخصیت کو مجروح اور غیر معروف کر دینے کے لئے ہمہ وقت مستعد تھے۔ فن شاعری اور ادب کے اعتبار سے حضرت رضا کے کلام میں جو محاسن تھے اُن کو ارادۂ پسِ پردہ رکھنے کی منظم مہم چلائی۔ حضرت رضا کے کلام کو دادِ تحسین دینے کے بجائے غلط پروپیگنڈے اور افواہیں پھیلا کر حضرت رضا کے کلام کو ہلکی اور گھٹیا سطح کا ٹھہرایا بلکہ حضرت رضا کو اردو ادب کے شعراء میں شمار کرنے سے بھی اعراض واحتراز کیا۔ لیکن حضرت رضا ایسے مخالف پروپیگنڈوں سے بے پرواہ تھے۔ خود فرماتے ہیں:۔

■ نہ مرا نوش ز تحسین، نہ مرا نیش ز طعن،
نہ مرا گوش بمدحے، نہ مرا ہوش زمے،
منم وکنج خمولی کہ نہ گنجد در وے،
جز من وچند کتابے و دوات وقلمے

یعنی:۔ ''میری تعریف کی جائے یہ مجھے خوشگوار نہیں اور مجھ پر کوئی طنز اور ملامت کرے تو مجھے اُس سے کوئی ڈنک نہیں لگتا یعنی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ میں اپنی تعریف کی نہ تو پروا کرتا ہوں اور نہ اپنی بُرائی پر کان دھرتا ہوں۔ میں ہوں اور میرا تنہائی وگمنامی کا گوشہ

Marfat.com

ہے۔ جس میں چند کتابیں، قلم و دوات اور میری اپنی ذات کے سوا کوئی نہیں''۔

مذکورہ بالا قطعہ امامِ عشق و محبت حضرت رضؔا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مکمل سوانح حیات کی عکاسی کرتا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت رضؔا نے دنیوی جاہ و جلال اور سماجی اقتدار حاصل کرنے کی مُطلق پروا نہیں کی اور بقول خود:۔

■ اُن کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج،
جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

حضرت رضؔا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ہمہ وقت تجدید و احیاء دین کی خاطر تصنیفی خدمت میں ایسے مصروف و منہمک رہے کہ آپ نے یہ جاننے کے لئے بھی وقت ضائع نہیں کیا کہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے فریضے کی ادائیگی کے ثمرے میں آپ کی تعریف و تحسین کی جارہی ہے یا تذلیل و تکذیب کی جارہی ہے۔ آپ کا صرف ایک ہی مشن تھا اور وہ تھا عشقِ رسول کا پیغام عالمی پیمانے پر عام کرنا۔ پھر چاہے وہ نثر و نظم سے ہو، چاہے تقریر و تصنیف سے ہو۔ ویران، مرجھائے ہوئے اور اُجڑے ہوئے دلوں کو عشقِ صادق کی آبشاری سے آپ نے عشقِ رسول کے شاداب اور مہکتے پھولوں سے اس طرح آباد فرمایا ہے کہ اس گلستانِ عشق پر ہمیشہ نو بہار ہی رہے گی اور خزاں کا منھ دیکھنا نہ پڑے گا۔ حضرت رضا نے قلوب مسلمین پر جو عشق کا ولولہ اور جذبہ نقش فرمایا ہے وہ کبھی مٹنے والا نہیں۔ ایک مؤمن کے لئے نبی کی محبت ہی جانِ ایمان و جانِ جان و جانِ جہان ہے، یہ سبق آپ نے عالم اسلام کو ازبر کرایا اور پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر اپنا سب کچھ نچھاور کر دینے کی سچی تڑپ اور جذبہ پیدا کیا۔ ذیل میں درج حضرت رضؔا کے کچھ اشعار ہماری اس بات کی پرزور تائید کرتے ہیں۔ ناظرین کرام ان اشعار سے یقیناً محظوظ ہوں گے۔

■ تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں.
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

■ جان دے دو وعدۂ دیدار پر،

Marfat.com

نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

- **الروح فداك فزد حرقاً** یک شعلہ دگر برزن عشقا،
موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

- دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا،
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

- دمِ نزع جاری ہو میری زباں پر،
محمد محمد خدائے محمد ﷺ

- یہی عرض ہے خالقِ ارض وسما، وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ تیرا،
مجھے اُن کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خُلد کو جس کی صفا کی قسم

- دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں،
اے سگانِ کوچۂ دلدار ہم

- جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا،
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

- بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے،
ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رُخ کدھر کریں

- کروں تیرے نام پہ جانِ فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا،
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

- لب پر آجاتا ہے جب نامِ جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب،
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بیتاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

- خاک ہو جائیں درِ پاک پہ حسرت مٹ جائے،
یا الٰہی نہ پھرا بے سر وساماں ہم کو

- ایسا گُما دے اُن کی ولا میں خدا ہمیں،

Marfat.com

ڈھونڈھا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

- دل کو ان سے خُدا جدا نہ کرے ÷ بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے
- حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا،
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے
- جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حورو! ÷ طیبہ سے خُلد میں آنے والے
- عاصیو! تھام لو دامن اُن کا ÷ وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے
- لو وہ آیا مِرا حامی مرا غم خوار امم،
آ گئی جان تن بے جاں میں یہ آنا کیا ہے
- جلی جلی بو سے اُس کی پیدا ہے سوزشِ عشقِ چشمِ والا،
کبابِ آہو میں بھی نہ پایا، مزہ جو دل کے کباب میں ہے
- نصیبِ دوستاں گر اُن کے در پر موت آنی ہے،
خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے
- اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے،
جو آگ بجھا دے گی، وہ آگ لگائی ہے
- اُن کے در پر جیسے ہو مٹ جایئے ÷ ناتوانو! کچھ تو ہمت کیجئے
- غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل،
"یا رسول اللہ" کی کثرت کیجئے
- نور اللہ کیا ہے؟ محبت حبیب کی،
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے
- زندہ رہیں تو حاضری بارگہ نصیب،
مرجائیں تو حیاتِ ابد عیش گھر کی ہے
- نزع میں لوٹے گا خاکِ در پہ شیدا نور کا،

Marfat.com

مر کے اوڑھے گی عروسِ جاں دوپٹا نور کا

- دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے،
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

- وہی آنکھ اُن کا جو منہ تکے، وہی لب کہ محو ہوں نعت کے،
وہی دل جو اُن کے لئے جھکے، وہی سر جو اُن پہ نثار ہے

- بُلبلو! مالک فردوس تمہارا گل ہے،
باغباں کس کا ہے ، گل کس کا، گلستاں کس کا

- ان کے نام کے صدقے جس سے ÷ جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں

- ہجر مولیٰ میں تڑپنے دے، قرار اچھا نہیں،
کیوں ہے اے تصویر دامنگیر پشتِ آئینہ

- ہمارے دردِ جگر کی کوئی دوا نہ کرے،
کمی ہو عشقِ نبی میں کبھی خُدا نہ کرے

- یہ دل کو بھایا گل زخم عشق کا لکھا،
ہزار پھولے چمن قصد انتہا نہ کرے

- قبر میں آپ کو دیکھا تو رضا نے یہ کہا
دیکھئے آئے وہ مردوں کو جلانے والے

- پروانہ کوئی شمع کا، بلبل کوئی گل کا،
اللہ ہے شاہد مرا جاناں ہے تو تو ہے

- جس کو اُس کے مکاں کا پتہ مل گیا،
بے نشاں، بے نشاں، بے نشاں ہو گیا

- بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں

Marfat.com

مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

■ سائل ہوں ترا، مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو،
معلوم ہے اقرار کی عادت تیری ہم کو

■ بھیجتا خود ہے خدا جس کے سلامی پہ سلام،
عرضِ تسلیم ہے اُس شاہ پر ایمان اپنا

■ تری تعریف میں جتنا بڑھیں، سب تجھ کو شایاں ہے،
فقط اک ناروا یہ ہے کہ یوں کہیے خدا تو ہے

■ کیوں نہ گزرے خیر سے دن حشر کا جب خواب سے،
ان کا منہ دیکھیں گے اُٹھ کر خفتگانِ کوئے دوست

■ کون ہے وہ جو نہ چاہے تم کو
قسمت اس کی ہے جسے تم چاہو

مذکورہ اشعار میں بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی بے پناہ محبت کی پُر اضطراب کیفیت کو حضرت رضاؔ بریلوی نے اپنے خونِ جگر سے دھوئے ہوئے پُر کیف الفاظ میں نظم فرما کر عشقِ صادق کے صحیح سوز وگداز کو حقیقت اور لطافت کے پھولوں کی مانند کھلایا ہے۔ حضرت رضاؔ بریلوی ایسے عاشقِ جاں سوختہ تھے کہ اپنی پوری زندگی اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں بسر کرنے کے باوجود ان کی تشنگی میں کوئی کمی نہ ہوئی بلکہ عشق کا ولولہ روز افزوں ترقی پذیر ہوتا رہا اور اب مرنے کے بعد قبر میں اور قبر سے اُٹھ کر میدانِ محشر میں بھی اپنے آقا ومولیٰ کی تعریف وتوصیف کرنے کی سعادت کے حصول کی آرزو اور تمنا کرتے ہیں:-

■ لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

■ صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے کہ دن ہو بھلے

Marfat.com

لِوا کے تلے، ثنا میں کُھلے، رضا کی زباں، تمہارے لئے

حضرت رضا بریلوی کے عشقِ صادق نے حضرت رضا کو قلوبِ مؤمنین و عاشقین میں وہ بلند مقام عطا فرمایا کہ اُن کا کلام ہر عاشقِ سوختہ جان کے دل کا قرار بن چکا ہے۔ حضرت رضا کے نغمات سے گلستانِ عشق گونج اٹھے ہیں اور بلبل باغ جناں کی ترنم ریزیاں بلند صدا میں کہہ رہی ہیں کہ:۔

■ یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہُدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضا کی قسم

■ ایک نظر اِدھر بھی......!!!

حضرت رضا بریلوی کے ساتھ متعصبین اور تنگ نظروں نے مسلکی اختلاف کی بنا پر فن وادب کے معاملے میں بھی ناانصافی اور بے اعتدالی کا رویہ اپنا کر حضرت رضا بریلوی کے نعتیہ کلام کو ناآشنا اور نابود کرنے کی تمام کوششیں کرلیں لیکن حضرت رضا کے کلام کو بارگاہِ رسالت میں مقبولیت حاصل تھی لہٰذا ان کے کلام کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ محفل نعت ومیلاد میں جب تک کلامِ رضا نہیں پڑھا جاتا، کمالِ لطف حاصل نہیں ہوتا۔ بالخصوص "مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام" تو ہر محفل کی جان بن چکا ہے۔ حضرت رضا بریلوی کا نظم فرمودہ یہ سلام ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ ہر نعت گو شاعر جب تک کوئی سلام نہیں لکھتا، تب تک وہ اپنے مجموعۂ نعت کو غیر مکمل ہی محسوس کرتا ہے۔ اردو نعتیہ کلام میں کئی نعت گو شعراء نے سلام لکھے ہیں لیکن حضرت رضا کے سلام کو جو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ کسی کے سلام کو حاصل نہیں ہوئی۔ دنیا کے گوشے گوشے میں حضرت رضا کا یہ سلام عشق کے ولولے کے ساتھ جُھوم جُھوم کر پڑھا جاتا ہے۔ یہ صرف سلام ہی نہیں بلکہ اس میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے ایک ایک عضو کی عظمت ورفعت کا ذکر والہانہ طور پر کیا گیا ہے۔ ایک

Marfat.com

مؤمن کے ایمان کی حیات وبقا اور ضیا وجلا کے لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں جو لازمی اعتقاد ہیں، وہ تمام کے تمام حضورِ اقدس شہنشاہِ کونین، جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عام صفات، خصائصِ کبریٰ، مدارجِ عالیہ، مراتبِ رفیعہ، درجاتِ عظیمہ، اوصافِ جمیلہ، حُسنِ لطیفہ، مناصبِ بدیعہ، اعجاز قاہرہ، وقارِ مخصوصہ، اور معجزاتِ اعتلائیہ کے طور پر ایمان کے موتیوں کی لڑی کی شکل میں نظم بند کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں پورا سلام فن وادب کی تمام صنعات کا گنجینہ محسوس ہوتا ہے۔ ایک سو اکہتر (۱۷۱) اشعار پر مشتمل یہ سلام ہر مؤمن کے دل کی دھڑکن بن چکا ہے۔ اس سلام نے اردو ادب اور فن شاعری کا سر اونچا کر دیا ہے کیونکہ جس بحر میں یہ سلام نظم کیا گیا ہے اُس بحر سے غالباً اس سے قبل اردو شاعری نا آشنا تھی۔

حضرت رضا بریلوی نے ''لاکھوں سلام'' کے علاوہ ''کروڑوں درود'' والا جو قصیدہ مرتب فرمایا ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ اوراقِ سابقہ میں قصیدۂ مرصعہ کے عنوان کے تحت اس قصیدہ کے تعلق سے مختصر گفتگو کی گئی ہے۔ حضرت رضا بریلوی نے حضور اقدس، مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفرِ معراج کے ذکر میں جس انداز سے طبع آزمائی فرمائی ہے اس کی نظیر اردو نعتیہ شاعری میں نہیں۔ ''تہنیتِ شادی اسرا'' کے نام سے حضرت رضا بریلوی کا منظوم معراج نامہ ۶۷/اشعار پر مشتمل ہے۔ اس قصیدہ میں حضرت رضا بریلوی نے شبِ معراج کے پُر کیف سماں کی عشق کی وارفتگی کے ساتھ جو منظر نگاری کی ہے اور فن وادب کو تمام محاسن اور صنعات کے ساتھ جس خوش اسلوبی سے نکھارا ہے، اُسے دیکھ کر بڑے سے بڑا ادیب بھی متحیر ہے۔ اندازِ بیان اتنا دلکش ہے کہ معراج کا منظر نظروں کے سامنے اُبھر آیا ہو ایسا محسوس ہوتا ہے۔ زبان کی حلاوت ولطافت کا یہ عالم ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ قصیدہ کوثر وتسنیم میں ڈھلی ہوں زبان میں نظم کیا گیا ہے۔ حضرت رضا بریلوی کے اس قصیدۂ معراج کو سن کر اردو کے نامور شاعروں اور ادیبوں نے اپنے سر نیاز خم کئے ہیں۔

✪ حضرت محسن کاکوری نے ایک قصیدہ معراج کے بیان میں نظم فرمایا تھا۔ آپ اپنا وہ

Marfat.com

قصیدہ سنانے کے لئے حضرت رضاؔ بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن انہوں نے حضرت رضاؔ بریلوی کا قصیدہ معراج سماعت فرمایا تو اپنا قصیدہ جیب میں رکھ لیا اور عرض کیا کہ یہ قصیدہ سننے کے بعد اب میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔

✪ حضور محدّث اعظم ہند، سیّد محمد کچھوچھوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ لکھنؤ کے ادیبوں کی محفل میں حضرت رضاؔ کا قصیدۂ معراج سنایا تو اس کے کیف و سرور میں تمام حاضرین جُھومنے لگے اور تمام نے یک زبان اعتراف کیا کہ اس کی زبان کوثر میں دُھلی ہوئی ہے۔

المختصر! حضرت رضاؔ بریلوی نے شاعری کی تمام اصناف کو ایک نیا حُسن اور رعنائی بخشی ہے۔ اردو کا کوئی بھی نعت گو شاعر معلوماتِ دینیہ کی وسعت، شریعتِ مطہرہ کے اسرار و رموز کی اطلاع، کتاب و سنت کے علوم و نکات کی شناسائی، اور فضل و کمال کے نوادرات و نُدرت میں حضرت رضاؔ کے مقابلے میں طفل مکتب کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ نعت گوئی کی راہ میں پاس شریعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حزم و احتیاط کی باکمال شان دکھاتے ہوئے اور ہوش و جوش کا توازن برقرار رکھتے ہوئے حضرت رضاؔ بریلوی نے فن و ادب کے جو نادر نمونے اور تحفے اردو شاعری کو عطا فرما کر اردو شاعری پر جو احسان کیے ہیں، رہتی دنیا تک دنیائے اردو ادب آپ کی مرہونِ منت رہے گی۔

حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان جیسے بلند مقام نعت گو کی شاعری پر خامہ آرائی کرنا اور آپ کے کلام کے محاسن کو احاطہ تحریر میں لانا مجھ جیسے اردو زبان کے ابجد خواں کہ جس کو اپنی بے مائیگی اور بے بضاعتی کا پورا احساس و اعتراف ہے، کچھ لکھنا استطاعت و بساط سے خارج ہے۔ راقم الحروف کا یہ مضمون حضرت رضاؔ بریلوی کی شاعری پر حرف آخر نہیں بلکہ حرف اوّل ہے اور اہل علم و ادب کو دعوتِ فکر و ترغیب ہے کہ حضرت رضاؔ بریلوی کے کلام کے بحر ذخار میں غوطہ زنی کر کے عشق و ادب کے بیش بہا موتیوں کو ڈھونڈ ھ نکالیں اور اُن موتیوں کو صفحہ قرطاس میں جڑ دیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ اہلِ علم و ادب اگر بنظر عمیق

Marfat.com

حضرت رضاؔ بریلوی کے دیوان کا مطالعہ اور معائنہ فرمائیں گے تو ان کی زبانِ انصاف سے بے ساختہ یہی فیصلہ سننے میں آئے گا کہ:-

■ مُلکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آگئے ہو، سکّے بٹھا دیئے ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوبِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس سچے عاشق کے دل میں عشقِ رسول کا جو سمندر جوش زن تھا اس کی کچھ لہریں ہم کو بھی عطا فرمائے۔

آمین۔

Marfat.com

آئینہ رضویات (جلد چہارم)

امام احمد رضا مطلع تاریخ پر

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم. اے، پی. ایچ. ڈی
اعزاز فضیلت

مرتب

محمد عبد الستار طاہر

ناشر

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان
25 جاپان مینشن، رضا چوک، ریگل صدر، کراچی، فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، E.mail: marifraza@hotmail.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام احمد رضا

اور

علمِ صوتیات

از

ڈاکٹر محمد مالک

ناشر

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان

25 جاپان مینشن، رضا چوک، ریگل صدر، کراچی، فون: 021-7725150

فیکس 021-7732369، E.mail: marifraza@hotmail.com

Marfat.com

ہمدانی صاحب نے اپنی اس تصنیف میں فن شاعری کے مختلف پہلوؤں کو جس ماہرانہ، فنکارانہ اور مشاقانہ انداز میں پیش کیا ہے اس کی بدولت یہ کتاب ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اردو ادب کے نصاب میں شامل کیے جانے کے قابل ہوگئی ہے۔ اتنا ضرور کہوں گا کہ ہمدانی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر مستقبل قریب میں اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ریسرچ کرنے والوں سے ایک موضوع یقیناً چھین لیا ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ آنے والی نسل کے محققین کے لیے یہ دعوت اور تحریک بھی پیش کی ہے کہ حضرت رضا کے نعتیہ کلام کو گہرائی سے دیکھیں، ہوسکتا ہے کہ اس سمندر کی تہہ میں اور کئی موتی پوشیدہ ہوں۔

آلِ رسول نظمی مارھروی

شاعری کی مختلف اصناف ہیں۔ مولانا ہمدانی نے اس پر تفصیل سے بمع مثال لکھنے کی کوشش کی ہے۔ علاوہ ازیں مولانا ہمدانی نے شاعری کے اوزان، بحور پر بھی سیر حاصل گفتگو کرنے کی پوری پوری سعی کی ہے۔ کہاں تک تفصیل سے لکھا جائے۔ یہ تو قارئین ہی مطالعہ کے بعد اس کا اندازہ لگائیں گے۔ مولانا ہمدانی نے اعلیٰ حضرت کی نعت کی فنی اور ادبی خصوصیات سے اپنے قارئین کو روشناس کرانے کے لیے کس قدر محنت کی ہے اور کتنی کتابوں کا مطالعہ کر کے اس کا نچوڑ قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔ وزن اور بحر کا ایک پورا نقشہ بنا کر انہوں نے قارئین کے لئے سہولت فراہم کر دی ہے۔

سید اشرف برکاتی مارہروی

جب رضا بریلوی کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ کیا جاتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان ''ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر'' کا اہتمام کرتے ہوئے مدحت رسول میں مسلسل عطر بیزی کرتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ ایک دو شعر یا ایک دو نعت نہیں بلکہ پورا دیوان سرکار دو عالم ﷺ سے والہانہ عشق و محبت کا آئینہ دار بن جاتا ہے۔ یہی وہ قدر مشترک ہے جو عرب نژاد شاعر حضرت حسان بن ثابت اور ہند نژاد شاعر حضرت رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری میں پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ فگن ہے۔ اس بنیاد پر اگر رضا بریلوی کو حسان الہند کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہندوستان کے ماہر رضویات مشہور عالم دین حضرت مولانا عبدالستار ہمدانی جو صرف شعر پسند ہی نہیں بلکہ بذات خود نعت گو شاعر بھی ہیں اور دنیائے شعر و سخن میں انہیں ''مصروفؔ'' سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ انہوں نے ''فنِ شاعری اور حسان الہند'' لکھ کر دنیائے رضویات میں ایک گراں بہا اضافہ کیا ہے۔

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم

علامہ صاحب موصوف نے مذکورہ کتاب میں محض کلام رضاؔ میں صنائع بدائع کا تجزیہ ہی نہیں کیا بلکہ فنِ عروض اور کلام رضاؔ پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور فن شاعری کے مختلف پہلوؤں پر بڑی مہارت، فنکاری اور مشاقی سے بحث کی ہے۔ فن شاعری اور لوازماتِ شاعری کے تمام عنوانات کا تعارف پیش کرتے ہوئے ایک تقابلی تجزیہ پیش کیا ہے۔ اردو غزل کے اکابر شعراء (قدیم/جدید) میں لوازماتِ شعری کے تخلیقی استعمال کی وضاحت کرتے ہوئے کلام رضاؔ میں لوازماتِ شعری کی نئی جہات سے بھی اپنے قارئین کو آگاہ کیا ہے جو کہ ایک قابل قدر کاوش ہے۔

ڈاکٹر تنظیم الفردوس

زیر نظر، کتاب ''فنِ شاعری اور حسان الہند'' جہاں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے کمال و عظمتِ شاعری پر دال ہے وہیں اہل زبان نہ ہونے کے باوجود مصنف ممدوح کی موضوع پر قابل رشک گرفت، تجزیاتی و تحقیقاتی اندازِ فکر و نگارش، حقائق کی تلاش میں محنت شاقہ اور مراجع و مآخذ کی غواصی، بلندیٔ ذوقِ شعر و سخن، زبان و بیان کی شستگی، وسیع الاطلاعی، تحریر و افکار میں پختگی اور علمی نظم و ضبط کی آئینہ دار ہے۔ عالمی پیمانے پر ''رضویات'' پر تحقیق کے حوالے سے یہ تصنیف ایک گرانقدر اضافہ ہے۔

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

Marfat.com